لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنين — القرآن الحکيم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

نمبر ١٦ — کلکتہ: چہار شنبہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری — جلد ٥

Calcutta : Wednesday October 14. 1914.

مقصد وحید

الامر بالمعروف والنهي عن المنکر

وجاهدوا في الله حق جهاده، هو
اجتبٰکم وما جعل علیکم في الدین
من حرج، ملة ابیکم ابرٰهیم هو
سمّٰکم المسلمین من قبل وفي هذا
لیکون الرسول شهیدا علیکم، و
تکونوا شهداء علی الناس، فاقیموا
الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة، واعتصموا
بالله هو مولٰکم فنعم المولٰی و
نعم النصیر! (۲۲ : ۷۸)

قیمت فی پرچہ — چہار آنہ

مسئلۂ البانیا

پرنس برہان الدین خلف اکبر سلطان عبدالحمید خاں ثانی جنکے شاہ البانیا ہونے کا حریت خواہان البانیا نے اعلان کیا -

پرنس ریڈ ... نے جبراً شاہ البانیا قرار دینا چاہا لیکن بالآخر ناکام و نامراد ہوکر اسے بھاگنا پڑا
فدایان اسلام ... ... قیام ... ... ! یہ اس موقعہ کی تصویر ہے جب رات کے وقت پرنس
ریڈ ... میں سوار ہوکر بھاگ رہا ہے - قاتلہ اللہ !

مشہور البانی ملت فروش اسعد پاشا جو آخری زمانہ کے بعد اٹلی میں نظر بند تھا لیکن آخری تار برقی سے
معلوم ہوتا ہے کہ اب البانیا میں پھر پہنچ گیا ہے اور اپنے تئیں مفروضہ جمہوریت
البانیا کا رئیس ظاہر کیا ہے - و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا !

اسراء جنگ یورپ ! زندانیان رنگون و کلکتہ ! !

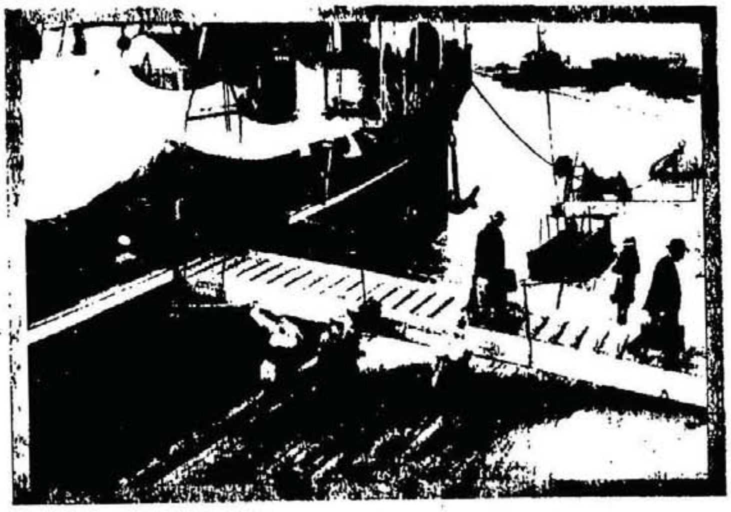

هندوستان کے جرمن قیدی باشندگان رنگون جو ٦ ستمبر کو کلکته لائے گئے

رنگون کے جهاز ران جرمن جو جنگ کے بعد قید هوکر کلکته لائے گئے

جرمن قیدیوں کو کلکته جیل میں شمار کیا جا رها هے !

مناظر حربیہ بلجیک ! مراکز عسکریہ و عساکر منہزمہ

مقام ہالرسن میں مغرور بلجین سپاہیوں کا پڑاؤ ' جرمن فوج کی واپسی کے بعد !

بلجین سپاہ کا ایک گروہ جنگ سے پہلے آرام کر رہا ہے - یہ راحت کی آخری گھڑیاں تھیں جو اس بدبخت قوم کو نصیب ہوئیں ؟
و ما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون !

فرانسیسی توپخانے کا ایک منظر جو دشمن پر گولہ باری کر رہا ہے !

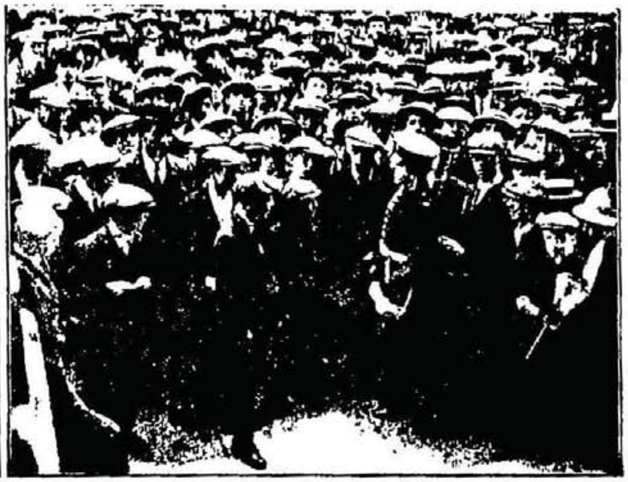

نیو اسکاٹ لینڈ میں والنٹیروں کا ہجوم

نورث سمونهه (ساحل برطانیه) میں جنگی اجتماع

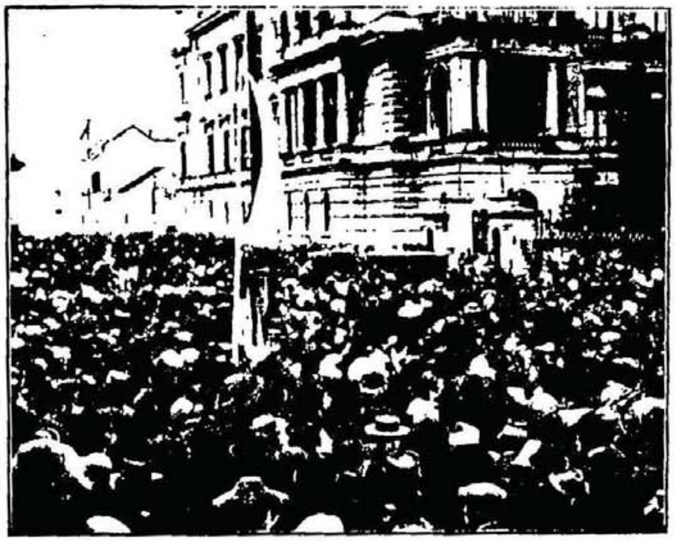

بلفوں ([illegible]) [illegible] جوش و خروش اور عام جنگی اجتماعات کا ایک منظر !

لندن کا ایک پارلیمنٹی اجتماع احزاب و انعقاد عموم ملت !

پارلیمنٹ کے دروازے پر هزارها لوگ جمع هوگئے هیں کچهه دیر کے بعد مسٹر ایسکوئتهه اپنی مشہور پہلی تقریر جنگ کرنے والے هیں اسی مجمع میں تمام پارٹیوں نے اپنے اختلافات کے التوا کا اعلان کیا [illegible] مشہور سوشلسٹ لیڈر رمزے میکڈانلڈ [illegible] نے کہا کہ بیرونی دشمن کے مقابلے کیلیے هم
[illegible]

Tel. Address: "Alhilal," Calcutta
Telephone No. 648.

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

الهلال

مدیر مسئول و رئیس تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانه — ۱۲ — روپیه
ششماهی — ۶ — ۱۲ — آنه

جلد ٥ | کلکته : چهار شنبه ۲۳ - ذیقعده و یکم ذالحجه ۱۳۳۲ هجري | نمبر ١٦ - ١٧
Calcutta : Wednesday, October, 12 - 17. 1914.

بـــادہ در جوش ست و یـــاراں منتظـــر
ساقیـــا خـــذ ما صفـــا دع مـــا کـــدر

هز ایکسلنسی غازی انور پاشا متع اللہ الاسلام والمسلمین بطول حیاته جن کے متعلق ایک حادثه کی خبر بازافواه حال میں
مشهور هوئی تهی مگر [illegible]

اطـــلاع

نمـــبر ١٦ اور ١٧

رمضان المبارک کے بعد کمپوزیٹروں کے اسٹرائک سے جو بد نظمی پریس میں شروع هوئی اسکا سلسله برابر جاري تها - مجبوراً هر هفتے کی تاخیر کو ایک بار ختم کردینے کیلیے پچهلے هفتے کي اشاعت ملتوی رکهی گئی' اور آج نمبر ۱۶ اور ۱۷ - ایک ساتهه شائع کیے جاتے هیں -

آینده نمبر عید اضحی کي تقریب سے خاص طور پر مصور و مزین هوگا اور مستقل خریداروں کے علاوه عام خریداروں کے لیے ۸ - آنه قیمت پر فروخت هوگا -

بوجه ڈبل نمبر هونے کے اس نمبر کی قیمت ۸ ـ آنه هے ـ

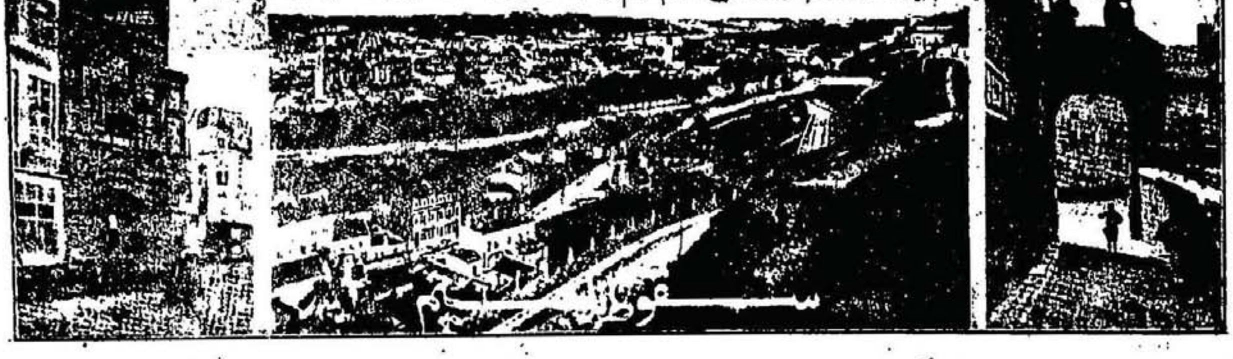

حديث الجنـــود

(دو معرکے)

جو جنگ دنیا کے نصف حصے میں قتل و غارت کا سب سے بڑا دور ارضی تمثیل کر رہی ہے' اسکے میدانوں سے باہر بھی قوتوں کے تصادم اور طاقتوں کے کشاکش کا ایک معرکۂ تقابل و تسابق بپا ہے - یہ حقیقت اور تصنع کا ایک عظیم الشان مقابلہ ہے جو شاید سلطان حقائق اور انسانی دسائس و خدع کی سب سے بڑی اور سب سے وسیع جنگ کا فیصلہ کریگا - پہلی جنگ اگر اپنے رقبہ کی وسعت' اپنے سامانوں کی ہیبت ' اور اپنے نتائج و اطراف کی دہشت میں دنیا کا سب سے بڑا حادثہ ہے' تو یہ جنگ بھی حقیقت کے قہر و استیلا ' انسانی خدع و حیل کے انتہائی جد و جہد' اور آلات و اسلحہ تصنع و دسائس کی نئی نئی نمایشوں کا تاریخ عالم میں سب سے بڑا واقعہ ہوگی !

پہلی جنگ کے اعلان کے ساتھہ ہی اس جنگ کا بھی اعلان ہوگیا ' اور جس طرح بلجیم اور پولینڈ کے میدانوں میں اوسکے میدان گرم ہوے ' ٹھیک اسی طرح اس جنگ کے معرکوں نے بھی جلد جلد اپنے نقشے بدلے - لیژ اور نامور کی دیواروں پر جس وقت تیس تیس من کے قلعہ پاش گولے پھینکے جارہے تھے' اس وقت ان گولوں سے بھی زیادہ وزنی مصنوعات نے حقیقت کی ناممکن التسخیر دیواروں کو اپنا نشانہ بنالیا تھا - " قیصر " اور " زار " کے دعوں کی اس ادعاۓ غرور کے آگے کچھہ حقیقت نہیں ہے' جس نے اس دوسرے میدان جنگ میں قوۃ حقائق و واقعیت کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے !

لیکن اس میدان جنگ کے حریف کی قوتیں دوسری قسم کی ہیں' اور یہ وہ تجربہ ہے جو یکساں نتائج کے ساتھہ دنیا میں ہمیشہ کیا جاچکا ہے- ممکن ہے کہ یہ سب سے بڑا تجربہ ہو اور اسکی وسعت عدیم النظیر ثابت ہو- تاہم نتیجہ وہی نکلیگا جو ہمیشہ نکل چکا ہے . ولو کان بعضهم لبعض ظهيرا -

حقیقت کی طاقت قیصر اور دول متحدہ کی طاقت سے زیادہ محکم ہے - اسکی دیواروں کے ڈھانے کیلیے کوئی توپ نہیں ڈھالی جاسکتی !

بالاخر دونوں جنگوں کے حریف انکے نتائج ایک ہی وقت میں ظاہر ہوے' اور ایک طرف انٹورپ کے مشہور عالم استحکامات کی تسخیر کا اعلان ہوا - دوسری طرف سے سلطان حقیقت نے بھی اپنے منتظرہ اور ناممکن التبدیل قہر و تسلط کا آخری فیصلہ کردیا :

ولتعلمن نباه بعد حين (۳۸ : ۸۸)

(بیمار امید)

انٹورپ کی تسخیر موجودہ جنگ کی تاریخ میں سب سے زیادہ اہم واقعہ ہے - جنگ کے شمالی میدان کی یہ آخری امید تھی ' اور چونکہ آخری تھی اسلیے بہت عزیز و قیمتی تھی - مفلس کے جیب کیلیے ایک کھوٹا سکہ بھی بہت قیمتی ہوتا ہے' اور دیوار جب گرجاتی ہے تو اسکی ایک قائم و ثابت اینٹ بھی بہت ہوتی ہے - بد نصیب بلجیم کیلیے انٹورپ کا بقیۃ السیف گوشہ ایک پوری اقلیم کامرانی سے بھی بڑھکر قیمتی تھا - لیکن افسوس کہ واقعات کی قوت اٹل ہے' اور اس آخری بیمار امید کی عمر پچھلوں سے بھی کم نکلی - جس مدفن آمال میں لیژ اور نامور کی برجیاں دفن کی جا چکی ہیں' وہاں انٹورپ کو بھی سپرد خاک کردینا پڑا :

این ماتم سخت ست کہ گویند جواں مرد !

نحن قدرنا بينكم الموت و ما نحن بمسبوقين !

(فریب امید)

کسی دوسری جگہ ہم نے سقوط انٹورپ کے تمام حالات یکجا کردیے ہیں - انسے معلوم ہوگا کہ لیژ اور نامور سے کہیں زیادہ اعلائی امیدوں کا انٹورپ کے گرد ہجوم تھا - بلجیم نے جب برسلز سے اپنا دار الحکومۃ منتقل کیا تو ماہرین جنگ کی نہایت طول طویل رائیں ہم تک پہنچائی گئیں ' اور یقین دلایا گیا کہ یہ سب سے بڑی بلجیمی مصلحت تھی جو عمل میں لائی گئی ہے' اور جرمنی کی تمام قوتیں انٹورپ کے سامنے بیکار ثابت ہونگی - ڈیلی میل ' مورننگ پوسٹ ' ڈیلی کرانیکل ' لفتن ٹائمس ' اور نیز پیرس کے مشہور اخبارات فیگارو وغیرہ ' سب اسپر متفق تھے کہ پیرس کے استحکامات کے بعد دنیا میں سب سے بڑا مستحکم مقام انٹورپ ہے ' اور ہمیشہ یقین کیا گیا ہے کہ بلجیم کا حملہ آور خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہو' لیکن یہاں پہنچکر اپنی نامرادیوں سے سر ٹکرائیگا -

ماہرین جنگ نے اسکے جو وجوہ بیان کیے تھے' ان میں اہم امور حسب ذیل تھے :

(۱) سنہ ۱۹۰۸ میں جو نئے استحکامات یہاں بناے گئے ہیں انکی نسبت عام اتفاق ہے کہ ناقابل تسخیر ہیں -

(۲) انٹورپ اور اسکے اطراف میں بیس سے زیادہ قلعے ہیں' اور انکے مثلث دوائر اور قلعے اس ترتیب سے قائم کیے گئے ہیں کہ کسی طرف سے بھی حملہ آور کو اندر کی باٹریوں سے بچکر آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملسکتا - اسلیے تسخیر بجاے خود رہی' دشمن اسکے قریب بھی نہیں پہنچ سکیگا -

(۳) قلعہ بند علاقہ ۶۰ - میل سے زیادہ کا ہے - فولادی گنبدوں میں بہترین قسم کی زودکار توپیں نصب ہیں ' اندرون شہر کی تمام سڑکیں انکی زد پر ہیں ' خندقیں وسیع اور گہری ہیں - میدانی توپیں بکثرت ہر جانب نصب کی گئی ہیں -

(۴) نواح انٹورپ کی قدرتی حالت بھی ایسی ہے جس پر غالب آنا ممکن نہیں - ایک جانب دریا ہے جو شہر کے اندر چلا گیا ہے' اور تینوں جانب پانی کے ایسے عریض حلقے بنے ہوے ہیں جو چند لمحوں کے اندر بھر دیے جاسکتے ہیں -

(۵) اگر محاصرہ کیا جاے تو یہ بالکل بے سود ہوگا - اسکے شمال و مغرب ڈچ سرحد ہے جو غیر جانبدار ہے - ساحلی مقام ہونے کی وجہ سے وہ سمندر کی جانب سے بیرونی آمد و رفت جاری رکھہ سکتا ہے - اور انگلستان سے اسکو ہمیشہ مدد ملتی رہیگی جو بالکل اسکے سامنے ہے -

(۶) سب سے زیادہ - یہ کہ سمندر کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک انگلستان بحر شمال اور نہر ڈوور پر مسلط ہے، انٹورپ اور نیز بلجیم کے تمام ساحلی مقامات کو جرمنی کسی طرح بھی مسخر نہیں کرسکتی - اگر وہ محاصرہ کرلے، جب بھی رسد اور سامان جنگ برابر دریا کی جانب سے پہنچتا رہیگا -

یہ اسباب ستہ جس درجہ موثر، قدرتی، ناقابل انکار، اور شاندار و قوی تھے، انکی نسبت کچھہ کہنا فضول ہے - لیژ اور نامور کے استحکامات کے غلغلے اور انکے عاجلانہ نتائج اگرچہ دنیا کے پیش نظر تھے، تاہم یہ ساٹھہ میل کا مستحکم حلقہ، یہ تمام ماہرین جنگ کا اجماع عظیم، یہ لاعلاج پانی کے منافذ، یہ ساحلی دروازے کی ہیبت، اور ان سب سے بڑھکر بحر شمال کی حکمرانی اور برطانی اعانت کا فتح باب، ایسی دلیلیں نہ تھیں جو بالکل بے اثر رہتیں - تاہم جب حوادث نے ورق الٹا اور حقیقت بے نقاب ہوئی تو دنیا نے امید باطل اور فریب آرزو کا ایک نیا تجربہ اپنے سامنے پایا، اور طاقت کے دیوتا نے بڑھکر کہا کہ اسکی جادو کی چھڑی کے آگے استحکام کا لفظ بے معنی، قلعہ کی حقیقت وہم، اور تمام دنیا کے ماہرین جنگ کا ایمان و اعتقاد نقش غلط و سودائے خام ہے !

اذا جاء موسی و القی العصا
فقد بطل السحر و الساحر

استحکامات کی حقیقت آفتاب کے دو طلوع و غروب کے اندر نہیں بدل جاسکتی - ساٹھہ میل تک پھیلے ہوے قلعے اور آہنی گنبدوں کے توپخانے تیلیوں کے ڈھانچے اور روئی کے گالے نہیں بنجاسکتے، بحر شمال کا وہ پر پیچ آبی خط خشک نہیں ہوگیا ہے جس سے نکلکر دریائی لہریں انٹورپ کی دیواروں سے ٹکراتی رہتی ہیں، اور جسکا پانی بھکر اسکے تمام طول و عرض کو ایک خطۂ آب بنا دیسکتا ہے - پھر انگلستان کی حکومت اس تمام عرض پر پھیلی ہوئی ہے جو ساحل بلجیم اور ساحل ڈوور کے درمیان واقع ہے، اور ہر طرح کی اعانتوں کے حاصل کرنے کیلیے انٹورپ کے دروازے بدستور کھلے ہوے ہیں -

تاہم دنیا کی جنگی طاقتوں کی تاریخ کے کیسے عجیب و غریب عہد سے ہم گذر رہے ہیں جبکہ با ایں ہمہ جاہ و جلال طاقت و جبروت، و با ایں ہمہ اسباب و وسائل دفاع و استحکام، بالآخر انٹورپ اسی طرح مسخر ہوگیا جسطرح جرمنی کے خط جنگ کی ہر روک مسخر ہوئی - اور بلجیم کا یہ آخری نقشہ امید بھی اسیطرح چاک چاک کردیا گیا جس طرح بے شمار نقشے اس سے پہلے پرزے پرزے ہوچکے ہیں - افسوس کہ یقین و اذعان کے اس بستر یاس کو زیادہ سے زیادہ ارزو و حسرت کی پانچ تاریک راتیں ہی نصیب ہوئیں !

(فن جنگ کا نیا دور)

ہم نے تسخیر انٹورپ کے تذکرہ میں اس نقطہ کو زیادہ نمایاں کیا کہ اسکے استحکامات کی تمام حقیقتیں بدستور قائم ہیں لیکن امید کا نقشہ منقلب ہو چکا ہے - یہ پہلو اسلیے زیادہ وضاحت کا محتاج تھا کہ انٹورپ کی تسخیر کے بعد سے اعتراف و تسلیم کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے، اور یہ خصوصیت ہرطرح اسکی مستحق ہے کہ تاریخ جنگ میں اسے نمایاں جگہہ دی جاے - ابتک جرمنی کی راہ کی ہر روک اپنی مضبوطی اور استحکام کے یقین میں ایک ناقابل فہم سرعت کے ساتھہ منقلب ہوتی رہی ہے، اور بد قسمتی سے سر زمین و قلاع کیطرح "ماہرین جنگ" کا مذہب بھی مغرور حریف کی تلوار کا اسطرح تابع رہا ہے کہ اسکی ہر حرکت پر اسکے اصول و قواعد بدلتے رہے ہیں - لیژ جب تک فتح نہیں ہوا تھا، اس وقت تک وہ دنیا کا سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا - اوقیانوس کی موجیں اور ہمالہ کی چوٹیاں بھی اسکے استحکام کے آگے ہیچ تھیں - اسکا عجیب الصنعۃ دائرۂ استحکام، اسکے گھرے ہوے عجیب و غریب قلعے، اسکی سر زمین کے قدرتی موانع، اسکی عالم اعتراف و ناقابل تسخیر عظمت، ایک ایسی مسلم حقیقت تھی، جسکو دور اور نزدیک چاروں طرف ہر "ماہر جنگ" تسلیم کرتا تھا -

لیکن جونہی حملہ آوروں کی فوجیں اسکی منہدم دیواروں پر سے گذریں، یکایک فن جنگ کے حقائق میں ایک انقلاب عام واقع ہوا، اور جو قلعے چند دن پیشتر تک تمام دنیا کو اپنی آزمائش کا چیلنج دے رہے تھے، اور جنسے بڑھکر اصول و قواعد حرب و دفاع کا اور کوئی نمونہ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا، اب اصول و قواعد ہی کی بنا پر بالکل فرسودہ، ناقابل اعتماد، بے قاعدہ و بے اصول، اور ایک بدتر سے بدتر فوج کے ہاتھوں بھی بآسانی تسخیر ہوجانے والی دیواریں بنگئیں :

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبیست ؟

اب یہ انکشاف ہوا کہ لیژ کے قلعے قدیم طرز پر تعمیر ہوے تھے اور اسلیے انکا مسخر ہو جانا کوئی ایسی بات نہیں جو چنداں قابل التفات ہو - سب سے زیادہ یہ کہ اسکے قلعوں کا باہمی فاصلہ بہت کم تھا، اور ایسی حالت میں وہ ساقط نہو جاتا تو اور کیا ہوتا ؟

تقریباً ایسے ہی انقلابات و انکشافات سریعہ نامور کے آٹھہ قلعوں کے متعلق بھی ہوے - اسرار جنگ اور مصالح حرب کی بخشش اس عہد میں جرمنی کی توپوں سے بھی زیادہ عجیب و غریب رہی ہے !

لیکن غنیمت ہے کہ اب انکشافات "فن جنگ" کے یہ تلاطم و تموج کسیقدر مبدل بہ سکون ہوگئے ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ گو جرمنی کی جنگی بیقراریوں کے پانوں نہ تھمیں لیکن انگلستان و فرانس کے "ماہرین جنگ" کے اعتقادات کو تو کسی قدر ثبات و استقرار نصیب ہو جائیگا - چنانچہ موجودہ جنگ کی تاریخ میں سب سے پہلے "انٹورپ" کے قلعوں کو یہ تاریخی فخر نصیب ہوا ہے کہ انکی برگشتہ قسمت کی طرح فن جنگ نے انکا ساتھہ نہ چھوڑا - اور انکے استحکامات میں بظاہر اب تک لیژ و نامور کے استحکامات کی طرح کوئی نئی خرابی اور خامی بعد از تسخیر ثابت نہیں ہوئی ہے - وہ مسخر ہوچکے ہیں لیکن ابتک انکی مضبوطی اور حفاظت کی حقیقتیں بدستور قائم ہیں، اور انکی خامیوں اور نقصوں کی مرثیہ خوانی کی جگہ حملہ آوروں کی طاقت کا اعتراف کرکے حقیقت و واقعیت پر پہلی مرتبہ لطف و احسان کیا گیا ہے !

پہلے جو قوۃ تحقیق و تدقیق بدبخت مسخر شدہ قلعوں کے نقصوں کی دریافت میں صرف ہوتی تھی، الحمد للہ کہ اب اسکا کچھہ حصہ جرمنی کی عجیب و غریب توپوں کے متعلق ایک نئے انکشاف میں صرف کیا گیا ہے، اور معلوم ہوا ہے کہ یہ ساری کرشمہ سازی جرمنی کی نہیں بلکہ اسکی قلعہ پاش توپوں کی ہے، جنکا قطر ۴۲ سنٹی میٹر کا ہے، اور جنکے گولے تیس تیس من کے وزنی ہوتے ہیں ؟

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود !

(بحری مہم)

انگریزی اعانت کے بھیجے جانیکی بھی خبر دی گئی ہے جو انٹورپ پہنچی اور تمام مایوس باشندوں نے اسکی بدولت دو راتیں امید و مسرت میں بسر کیں - جب فوج راستوں سے گذری تو لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا اور گرجوں میں حمد و شکر کے ترانے گاے گئے - گو اس قیمتی اعانت سے بد نصیب بلجیم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اور بعض مخالف اتفاقات کی وجہ سے برطانی شجاعت کو اپنے ان فوجی مناقب و عسکری فضائل کی نمایش کی کافی مہلت نہ ملی جو فرانس کے میدانوں میں بارہا ظاہر ہوچکے ہیں، تاہم اسنے نہایت عقلمندی کے ساتھہ

اپنے ایک بڑے حصے کو ہلاکت سے بچایا ' اور مغروریں انٹورپ کے ٹھیک ھمقدم ھوالینڈ اور اوسٹینڈ پہنچ گئی !

مورننگ پوسٹ کے نامہ نگار نے خاص طور پر اس عمدہ اثر کا نقشہ کھینچا ہے جو انگریزی فوج کے انٹورپ پہنچنے سے اھل بلجیم پر پڑا - مسٹر چرچیل (خداوند بحریات برطانیہ) انگریزی فوج کے کارناموں پر اسے " مبارکباد " دیتے ہیں ' اور فرماتے ہیں کہ " ہماری بحری فوج نے دشمن کے توپخانوں کی شعلہ باری میں قابل تعریف جرات کے ساتھہ اپنے تئیں ڈالدیا ' اور یہ صرف انہی کے قدوم میمنت لزوم کے نزول کا نتیجہ ہے کہ انٹورپ ساٹھہ ہزار دشمنوں کے مقابلے میں ۵ دن تک مدافعت کرتا رہا "

" باقی رہا اسکا واپس چلا آنا تو یہ کچھہ اسکا نتیجہ نہیں ہے کہ دشمن کے حملوں کی وہ تاب نہ لاسکی ' بلکہ عام جنگی مصلحت اسیکی مقتضی تھی " !!

یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ انگریزی فوج کے عمدہ اثر ' اھالیان انٹورپ کی ناپائدار مسرت ' اور قابل تعریف غسل آتشیں کو یہ حقیقت کچھہ بھی صدمہ نہیں پہنچا سکتی کہ انٹورپ کی بدنصیبیوں میں اس نمایش جاہ و جلال سے کچھہ بھی تغیر نہ ہوا - اول تو ایک مایوس جماعت کو دو چار دن تک امید و نشاط سے آشنا کردینا ہی کیا کم بات ہے؟ پھر ایک ایسے بے پناہ حریف کے مقابلے میں جا کر بقیۃ السیف حصے کا بحفاظت واپس چلا آنا بجاے خود مستحق ہزار تبریک و تہنیت ہے !

(حول سقوط انٹورپ)

انٹورپ کی تسخیر کے بعد جرمنی کا کام بلجیم میں ختم ہوگیا - اب جنگ کا ایک نیا صفحہ الٹتا ہے -

انٹورپ کی سب سے بڑی اہمیت اسکے ساحل کا موقعہ ہے - نقشہ کے دیکھنے سے واضح ہوگا کہ بحر شمالی کی جو شاخ بلجیم و برطانیہ کے درمیان ہوکر گذری ہے اسمیں ہوالینڈ کے کنارے ایک عجیب طرح کے چھوٹے چھوٹے بالمقابل و متوازی جزیرے پیدا ہوگئے ہیں' اور انکا ایک وسیع گوشہ بحر شمال کے دھنے ساحل میں خود بخود طیار ہو گیا ہے - ہوالینڈ کی سرحد میں یہ حصہ داخل ہے اور یہاں سے ایک دریائی خط نکلکے انٹورپ کے اندر چلا گیا ہے -

اس بحری گوشے کی وجہ سے ہر وہ مقام نہایت اہمیتی ہوگیا ہے جو اس سے قریب واقع ہو - یہ ایک ایسا محفوظ مقام ہے کہ جو حکومت یہاں قابض ہوگی' وہ تمام بحر شمالی کی جنگی طاقتوں کو ایک کونے میں بیٹھے ہوئے بے اثر کردیگی - یہ چھوٹے چھوٹے دریائی خطوط جو نظر آرہے ہیں' انکے اندر اگر ایک توپ بھی نصب کردی جاے تو وہ باہر کی طرف بحر شمال کا راستہ روکدیگی -

پس انٹورپ جرمنی کے خط جنگ کا سب سے بڑا اہم مقام تھا! اور اب وہ اسپر قابض ہوگیا ہے - اُسے ایک طرف تو بلجیم میں ایک ایسی مستحکم جگہ ملگئی ہے' جسے اپنی بڑی بڑی جرمن توپیں چڑھا کر وہ ناممکن التسخیر بنا دیگا ' دوسری طرف ساحل برطانیہ کا رخ بھی اسکے قبضے میں آگیا ہے' اور اب اس جانب سے میدان جنگ میں کسی مدد کے پہنچنے کا بالکل خدشہ نہیں رہا -

انٹورپ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر گھینٹ اور گھینٹ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر اوستند تھا جو بلجیم میں جزیرۂ برطانیہ سے بالکل مقابل اور سب سے زیادہ قریبی مقام ہے - اسکی ساری اہمیت انگلستان کی بحری اعانت کے بندرگاہ ہونے کی وجہ سے تھی - آج صبح کی خبروں میں اوستند کے بھی تقریبا لے لیے کی خبر آچکی ہے' اور شاہ بلجیم جو انٹورپ سے بھاگ کر اوستند آیا تھا' اب فرانس چلا گیا ہے -

اوستند کے پیچھے سرحد فرانس میں کیلے ہے' اور برطانیہ کے سامنے وہ سب سے زیادہ قریب تر ساحلی مقام رہگیا ہے - عنقریب جرمنی اس پر بھی قبضہ کرلیگا اور اسطرح جنگ کا وہ باب جسکا تعلق

(بعض حقائق جنگ)

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل حقیقتیں بالکل صاف اور غیر مشتبہ صورت میں سامنے آگئی ہیں :

(۱) جنگ کے حقائق کا مطلع اب صاف ہے اور حقیقت اسدرجہ آشکارا ہوگئی ہے کہ اس سے انکار کرنے یا اسے مشکوک کرنیکی بالکل گنجایش نہیں رہی -

(۲) جرمنی تمام خاک بلجیم پر قابض ہے - فرانس میں پیرس کے اطراف تک اسنے اپنے دھنے دستے کو پھیلا کر' بلجیم کی پوری مملکت اور فرانس کے تمام سرحدی حصہ کو حریفوں سے خالی کرالیا ' اور نہایت اطمینان کے ساتھہ اپنے پیش نظر استحکامات اور فوجی مرکز قائم کرلیے - اس نے بڑی بڑی خندقیں مشینوں کے ذریعہ اطمینان سے ایسی حالت میں کھودیں کہ دشمن کی ایک گولی بھی اسمیں حارج نہ تھی - اپنے ان تمام کاموں سے جب وہ فارغ ہوگیا تو آگے بڑھی ہوئی فوج ایک قرار دادہ ترتیب کے ساتھہ واپس چلی آئی اور اب اپنے مرکزوں میں مضبوطی کے ساتھہ جم گئی ہے -

(۳) افواج متحدہ نے اول روز ہی یہ غلطی کی کہ سرحد فرانس کو عبور کر کے جرمنی کو روکنا چاہا - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے ہی مقابلے میں انکے پانوں اکھڑے اور پھر خط پیرس کے ادھر تک نہ رک سکے - تا انکہ جرمنی نے خود جگھہ جگھہ خالی کردی -

(۴) جرمنی کی فوجی طاقت ' آلات و اسلحۂ جنگ ' طریق ہجوم و مقاومت' اور عام انتظامات اور ہر طرح کے سازوسامان کے متعلق جو خیالات و اوہام پھیلاے گئے تھے ' انکا اگر دسواں حصہ بھی صحیح تسلیم کرلیا جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ میدان جنگ کے تمام واقعات سے یک قلم انکار کردیا جاے - اب یہ حقیقت روز روشن کی طرح عالم آشکار ہو چکی ہے کہ جرمنی کی تعجب خیز قوتوں اور سامانوں کے متعلق جو معلومات دنیا برسوں سے رکھتی آئی ہے ' وہ اسی طرح ابتک صحیح ہیں جس طرح جنگ سے پہلے تھے -

(۵) جرمنی نے تمام بلجیم پر قبضہ کرلیا - فرانس میں پیرس تک چلی گئی' روس کے اندر روسی فوج کے ساتھہ لڑرہی ہے اور میلوں اسکے حدود کے اندر ہے - اسکی تمام افریقی نوآبادیاں ابتک بالکلیہ مسخر نہ ہوئیں' اور ایا چوکو جاپان جیسی عظیم الشان بحری طاقت دو مہینے میں بھی نہ لے سکی -

اسکے مقابلے میں جرمن حدود کا ایک چپہ بھی ابتک اسکے حریفوں کے تصرف میں نہیں آیا ہے' اور بقول اسٹیڈسمین کلکتہ بہرحال اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ جسقدر بھی لڑائیاں ہو رہی ہیں وہ سب کی سب جرمنی کے دشمنوں کے ملک ہی میں ہو رہی ہیں - جرمنی کے کسی حصے میں نہیں ہیں "

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جرمنی کے حریفوں کے ملک جنگ کی وجہ سے تہہ و بالا ہو رہے ہیں جیسا کہ بلجیم ' فرانس ' اور روس کے ایک حصے کا حال ہے لیکن خود جرمنی کے اندر کہیں بھی لڑائی نہیں ہے اور اسلیے اسکا اندرونی امن و سکون اور داخلی تجارت و اقتصادیات بالکل اصلی حالت میں بر قرار ہیں - وہ سامان جنگ کے کارخانوں سے کام لے رہا ہے - توپیں ڈھل رہی ہیں اور ایک ایک سے سب مرین طیار کی جا رہی ہیں - صرف اس اختلاف مناظر ہی سے جنگ کے موجودہ نتائج واضح ہو جاسکتے ہیں -

(۶) انٹورپ اور اوستند کے لے لینے کی وجہ سے میدان جنگ میں اسکا پوزیشن بہت شدید و وزنی ہوگیا ہے' اور میدان جنگ کو دریا کی جانب سے اسکے خلاف جو تقویت تھی ' اسکی راہ مسدود ہوگئی ہے - بظاہر اسکا نصف تمام کامل ہوگیا - وہ بلجیم اور ساحل کی طرف سے مطمئن ہوکر اب از سرنو اپنی پیش قدمی شروع کریگا - دریاے شیلڈت میں اس نے بحری سرنگیں

حادثہ بج بج

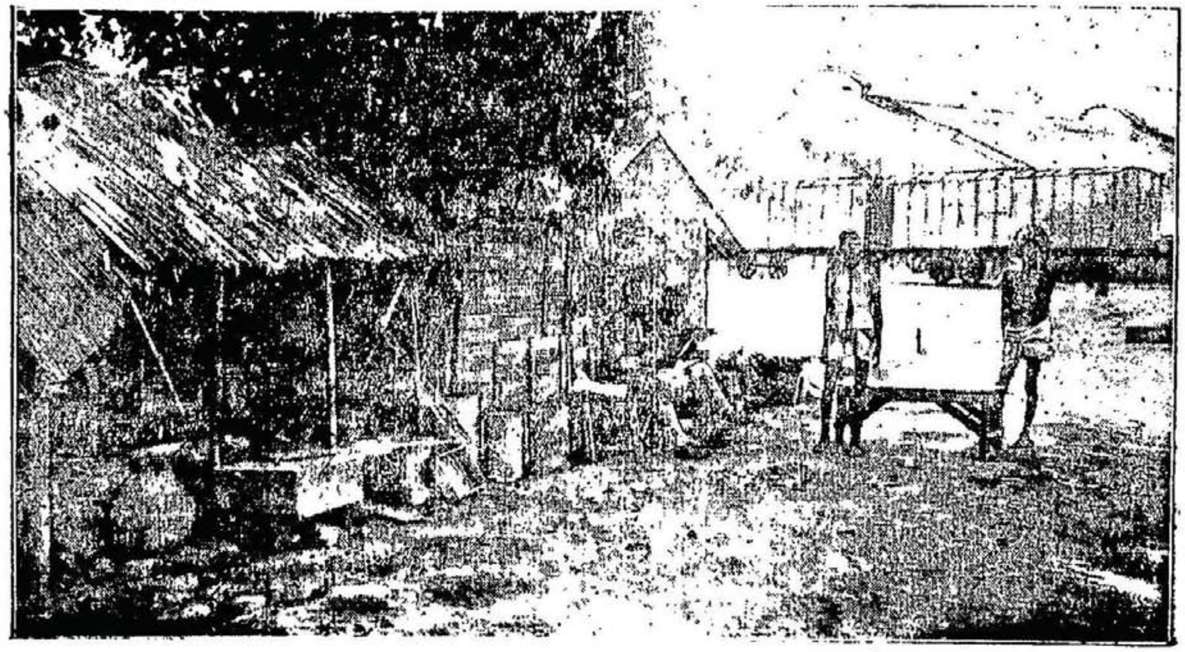

بج بج کا وہ مقام جہاں جہاز اوما کاٹر کے مسافر اتارے گئے

شاہ رومانیا کی وفات

جدید شاہ رومانیا

چونکہ متوفی شاہ رومانیا کا کوئی فرزند نہیں ہے اسلیے اسکا بھتیجا پرنس فرڈی‌نینڈ تخت نشین ہوگا -

ورود مقدس یوم الحج!

(اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ)

سیریکم ایاتہ فتعرفونہا، وما ربک بغافل عما تعملون!

گویند مگو سعدی چندین سخن عشقش
می گویم و بعد از من گویند بدستانہا!

میں نے بہت چاہا کہ اپنے زخموں کو چھپاؤں لیکن نہ چھپا سکا۔ ایک مدت کے سکون اندمال کے بعد آج پھر ایک لمعۂ اضطراب و کاوش میسر آگیا ہے - میرے دل کی بے چینیوں نے مجھے بستر انتظار پر تہہ و بالا کردیا، اور میرے زخم ہاے کہنہ کے ٹانکے بے اختیار کھل گئے - اب انکی خوننابہ فشانی نہیں رک سکتی - بل نکتب والیراع یقطر دما، والقلب یکاد یتمزق اسی و اسفا، مما اصاب الاسلام والمسلمین، من الذل المہین، والعار المشین، والازدراء الہائل، والاحتقار الفاضح، والاغظ الفظیع، والقتل المریع! فحاشا للمسلمین، ان یکونوا من القوم الکافرین!!

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را
پیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

آج میں پھر اپنی وہی متاع کہنہ لیکر بازار مقصود میں نکلا ہوں جو ہمیشہ سے میرے کار و بار آہ و نالہ کا راس المال رہی ہے، اور جسکے سوا میرے جیب و آستین حسرت میں اور کچھ نہیں ہے - میرے پاس ایک زخمی دل کے چند ٹکڑے ہیں جنسے خون تمنا کے قطرے ٹپک رہے ہیں - میں خریداروں کا متلاشی ہوں - کوئی ہے جو ان پارہ ہاے خونیں کا طلبگار ہو؟

روے بازار مراد امروز عرفی با منست
دامن تر میفروشم دیدۂ تر می خرم!

میں اپنے جیب زیاں کی یہ کل پونجی دیکر ایک سودا چکانا چاہتا ہوں - مجھے چند آنکھیں چاہئیں جو ماتم یوسف میں یعقوب وار رونا جانتی ہوں - کیونکہ سچے انسوؤں سے بڑھکر عالم انسانیت میں کوئی شے طاقتور نہیں ہے - وا اسفی علی یوسف!

خشک سالیست دریں عہد وفا را اے اشک!
زاں دیاریکہ تر می آئی، باراں چونست؟

یہی قیمت زخم، یہی راس المال جراحت، یہی دست ماتم کار، یہی چشم خونبار، اور یہی زبان فغاں سنج ہے، جسے اپنے ساتھ لیکر میں نے ہمیشہ خریداروں کو پکارا، اور یہی متاع دل اور جنس اشک و خونفشانی ہے جسکو ہمیشہ میں نے ڈھونڈھا - میں ہمیشہ روتا رہا اور مینے لوگوں کو رولایا ہے - میں ہمیشہ ماتم کرتا رہا اور ہزارہا ہاتھوں نے میری سینہ کوبی میں شرکت کی ہے - آج پھر اشک و فغاں کیلیے پیام درد لیکر اٹھا ہوں - پس ان سب پر سلام جنکی آنکھیں خونبار، دل دو نیم، جگر سوختہ، اور زبانیں دعا سنج ہیں - کیونکہ اشک افشانیوں کا آخری وقت، اضطراب قلوب و ارواح کی انتہائی فرصت، اور دعا ہاے اشک آلود و فریاد ہاے مجروح و مضطر کی ہر طرف پکار ہے!

دمے ز صدق بر آور کہ آرزو بخشاں
ہزار گنج اجابت بہ یک دعا بخشند!

امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء؟ االہ مع اللہ! قلیلا ما تذکرون -

اور خدا کے سوا کون ہے کہ ایک مضطر روح کی پکار کو سنے، اسکے دکھہ کو دور کرے، اور اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنی خلافت بخشے؟ افسوس کہ بہت کم ہیں جو عبرت و بصیرت رکھتے ہیں!

وہ جو خشک سالی میں پانی کیلیے روے، کیا اب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی چمک میں امید کے آخری آنسو نہ بہالیں گے؟ وہ جنہوں نے نا امیدیوں میں اپنے مقصود کو پکارا، کیا اب امید و بیم کی آخری دیوار حائل تک پہنچکر خاموش ہوجالیں گے؟ کیا موسم خزاں کے ماتم زدگان حسرت کیلیے یہ جائز ہے کہ بہار کی عین آمد پر اپنے ولولۂ جنوں کو خیر باد کہدیں؟

دہقان کا کام موسم کے ظہور کے بعد اور زیادہ بڑھجاتا ہے، اور منزل جسقدر نزدیک آتی جاے، رہروان مقصود کے آتش شوق کو اور زیادہ تیز ہوجانا چاہیے - پہلے اگر حسرت و آرزو میں روے ہو تو اب امید میں اور زیادہ چیخ چیخ کر روؤ!

بایں کہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں
کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ ست

آسمان کے دروازے بند تھے اور تم انکی طرف دیکھہ دیکھہ کر پکارتے تھے لیکن آج کھل گئے ہیں اور تمہاری دعاؤں کے انتظار میں ملائکہ مدبرہ اور ملکوت السماوات نے اپنے اجنحۂ نورانیہ کو کھول دیا ہے - جبکہ جواب نہیں ملتا تھا تو تم پکارتے تھے، آج خود دست اجابت آمادۂ استقبال ہے - پھر زبان سائل کو کیا ہوگیا ہے کہ خاموش ہے؟ ان رحمۃ اللہ قریب لمن المحسنین!

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز می خواہی
متاع جمع کن، شاید کہ غارت گر شود پیدا!

موسم بدل رہا ہے، اور اضطراب و شورش کی جن خونیں بدلیوں سے فضا چھپ گئی ہے، وہ بالکل ویسی ہی ہیں جیسے ہر عصر انقلاب ارضی و تجدد مواسم اقوام و ملل میں ظاہر ہوئی ہیں - کچھہ عجب نہیں کہ ایام الالہیہ کا ایک یوم عظیم ختم ہو اور دوسرے دن کا آفتاب طلوع ہو - یہ رات کی آخری گھڑیاں ہیں جو برق کی سی تیزی اور بادل کی سی ہیبت میں گذر جالینگی، اور لہو اور دھوئیں کی بدلیوں کے اندر سے دنیا کی حیاۃ جدیدہ کا ظہور ہوگا - پس صبح کی بخشش میں حصہ لینے والوں کو چاہیے کہ اپنے دماغوں کا نہیں بلکہ آنکھوں کا احتساب کریں اور شیطانی غفلت سے ہشیار ہوجالیں، کیونکہ رات بھر جاگنا آسان ہے، مگر صبح صادق کی گھڑیوں میں اونگھنے سے بچنا مشکل ہے - نہو کہ رات بھر اختر شماری کرنے کے بعد عین صبح کے وقت سو جاؤ، اور جس روشنی کو دیکھنا چاہتے تھے، اسکی کرنیں تمہارے خوابیدہ سروں پر ماتم کریں - سچ یہ ہے کہ نہ تم اٹھے، اور نہ تم نے بیداری کیلیے کوئی کروٹ لی، لیکن جبکہ دہقان آبپاشی سے غافل تھا تو آسمان نے خود ہی مینہہ برسا دیا، اور جبکہ انسانی ہمتیں تھک گئی تھیں تو کارخانۂ الہی خود ہی متحرک ہوگیا - پس وقت کو اسکا حق دینے میں تساہل نہ کرو کیونکہ وہ صرف اتنے ہی کا طالب ہے، اور جسقدر بھی جلد ہوسکے اپنی اصلاح و درستگی کا سامان کرلو: افلا یتوبون الی اللہ و یستغفرونہ و اللہ غفور الرحیم؟

(یوم الحج کا ورود مقدس)

آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے اور ایک ہفتہ کے بعد تاریخ عالم کا وہ عظیم الشان روز طلوع ہونے والا ہے جسکے آفتاب کے نیچے کرۂ ارضی کے ہر گوشے کے لاکھوں انسان اپنے خداوند کو پکارنے کیلیے جمع ہونگے، اور ریگستان عرب کی ایک بے برگ و گیاہ وادی کے اندر خدا پرستی و عشق الہی کا سب سے بڑا گھرانا آباد ہوگا:

الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف و نہوا عن المنکر -

وہ لوگ کہ اگر اللہ انہیں زمین میں قائم کردے تو انکا کام صرف یہ ہوگا کہ صلواۃ الہی کو قائم کریں، زکواۃ ادا کرالیں، نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں

یہ پہلا گھر تھا جو خدا کی پرستش کیلیے بنایا گیا، اور آج بھی دنیا کے تمام بحر و بر میں صرف وہی ایک مقدس گوشہ ہے جو

اولياء الشيطان و اصحاب النارکي لعنت سے پاک ھے' اور صرف خدا کے دوستوں اور اسکي محبت میں دکھه اوٹھانے والوں کیلیے مخصوص کردیا گیا ھے -

سمندروں کو عبور کرکے' پہاڑوں کو طے کرکے' کئي کئي مہینوں کي مسافت چلکر' دنیا کي مختلف نسلوں' مختلف رنگتوں' مختلف بولیوں کے بولنے والے' اور مختلف گوشوں کے باشندے یہاں جمع ہوے ہیں - اسلیے نہیں که سلافي یا ٹیوٹانیک نسل کي باھمي عداوتوں سے دنیا کیلیے لعنت بنیں' اسلیے نہیں که ایک انساني نسل دوسري نسل کو بھیڑیوں کي طرح پھاڑے اور اژدھوں کي طرح ڈسے' اسلیے نہیں که خدا کي زمین کو اپنے ابلیسي غرور اور شیطاني سیادت کي نمایش گاہ بنائیں' اسلیے نہیں که تیس تیس من کے گولے پھینکیں اور سمندر کے اندر ایسے جہنمي آلات رکھیں جو منٹوں اور لمحوں میں ہزاروں انسانوں کو نابود کردیں' بلکه تمام انساني غرضوں اور مادي خواہشوں سے خالي ہوکر اور ہرطرح کے نفساني ولولوں اور بہیمي شرارتوں کي زندگي سے ماوراء الورى جاکر' صرف اُس خداے قدوس کو پیار کرنے کیلیے' اسکي راہ میں دکھه اٹھانے اور مصیبت سہنے کیلیے' اور اسکی محبت و رافت کو پکارنے اور بلانے کیلیے جس نے اپنے ایک قدوس دوست کی دعاؤں کو سنا اور قبول کیا' جبکه نیکی کا گھرانا اباد کرنے کیلیے اور امن و سلامتی اور حق و عدالة کي بستی بسانے کیلیے اس نے اپنے خدا کو پکارا تھا :

ربنا انی اسکنت من ذریتي بواد غیرذي ذرع عند بیتك المحرم ربنا لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوى الیهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون (۱۴ : ۴)	اے پروردگار! میں نے تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے بیابان میں جو بالکل بے برگ و گیاہ ھے' اپني نسل لاکر بسائي ھے تاکه یه لوگ تیري عبادت کو قائم کریں - پس تو ایسا کرکه انسانوں کے دلوں کو انکي طرف پھیردے اور انکي رزق کا بہتر سامان کردے !

آہ تم ذرا انکي ان عجیب و غریب حالتوں کا تصور کرو ! یه کون لوگ ہیں اور کس پاک بستي کے بسنے والے ہیں؟ کیا یه اوسی زمین کے فرزند ہیں جو خون اور آگ کي لعنتوں سے بھرگئي' اور صرف بربادیوں اور ہلاکتوں ہي کے لیے زندہ رہي؟ کیا یه اسي آبادي سے نکل کے آے ہیں جو سبعیت و خونخواري میں درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے غاروں سے بھي بدتر ھے' اور جہاں ایک انسان دوسرے انسان کو اسطرح چیرتا پھاڑتا ھے که اجتک نه تو سانپوں نے کبھي اسطرح ڈسا اور نه جنگلي سوروں نے کبھي اسطرح دانت مارے؟ کیا یه اسي نسل اور گھرانے کے لوگ ہیں جسنے خدا کے رشتوں کو یکسر کاٹ ڈالا' اور اسطرح اسکي طرف سے منهه موڑ لیا که اسکي بستیوں اور آبادیوں میں خدا کے نام کیلیے ایک آواز اور ایک سانس بھي باقي نه رہي؟ آہ اگر ایسا نہیں ھے تو پھر یه کون ہیں اور کہاں سے آے ہیں؟ یه قدوسیوں کي سي معصومیت' فرشتوں کي سي نورانیت' اور سچے انسانوں کي سي محبت انمیں کہاں سے آگئي ھے؟ تمام دنیا نسلي تعصبات کے شعلوں میں جل رہي ھے' مگر دیکھو یه دنیا کي تمام نسلیں کسطرح بھائیوں اور عزیزوں کي طرح ایک مقام پر جمع ہیں' اور سب ایک ہي' حالت' ایک ہي وضع' ایک ہي لباس' ایک ہي قطع' ایک ہي مقصد اور ایک ہي صدا کے ساتھه ایک دوسرے سے جڑے ہوے ہیں؟ سب خدا کو پکار رہے ہیں' سب خدا ہي کیلیے حیران و سرگشته ہیں' سب کي عاجزیاں اور درماندگیاں خدا ہي کیلیے ابھر آئي ہیں' سب کے اندر ایک ہي لگن اور ایک ہي ولوله ھے' سب کے سامنے محبتوں اور چاہتوں کیلیے اور پرستشوں اور بندگیوں کے لیے ایک ہي محبوب و مطلوب ھے' اور جبکه تمام دنیا کا معبود عمل نفس و ابلیس ھے' تو یه سب صرف خدا کے عشق و محبت میں خانه ویراں ہوکر اور جنگلوں اور دریاؤں کو قطع کرکے دیوانوں اور بیخودوں کي طرح یہاں اکٹھے ہوے ہیں ! انہوں نے نه صرف دنیا کے مختلف گوشوں کو چھوڑا بلکه دنیا کي خواہشوں اور ولولوں سے بھي کنارہ کش ہوگئے - اللہ یه ایک بالکل نئي دنیا ھے جسمیں صرف عشق الہي کے زخمیوں اور سوختہ دلونکي بستي آباد ہوئي ھے - یہاں نه نفس کا گذر ھے جو غرور بہیمي کا مبدء ھے' اور نه انساني شرارتوں کو بار ملسکتا ھے جو خونریزي اور ظلم و سفاکي میں کرۂ ارضي کي سب سے بڑي درندگي ہیں - یہاں صرف آنسو ہیں جو عشق کے آنکھوں سے بہتے ہیں' صرف آہیں ہیں جو محبت کے شعلوں سے دھویں کیطرح اٹھتي ہیں' صرف دل سے نکلي ہوئي صدائیں ہیں جو پاک دعاؤں اور مقدس نداؤں کي صورت میں زبانوں سے بلند ہورہي ہیں' اور ہزاروں سال پیشتر کے عہد الہي اور راز و نیاز عبد و معبودي کو تازہ کر رہي ہیں : لبیك لبیك - اللهم لبیك - لا شریك لك لبیك ! !

سر روحانیاں داري ولے خود را ندیدستي
بخواب خود درآ تا قبلۂ روحانیاں بیني !

یه وہ مجمع ھے جسکي بنیاد دعاؤں نے ڈالي - جسنے دعاؤں سے نشو و نما پائي' جو صرف دعاؤں ہي کیلیے قائم کیا گیا' جسکي ترکیب بھي اول سے لیکر آخر تک دعاؤں ہي کے مناسک سے ہوئي' اور جو دعاؤں ہی کي لازوال طاقت سے قائم ھے - سب سے پہلي دعا وہ تھي جو اس گھرکي بنیاد رکھتے ہوے خدا کے دو قدوس دوستوں کي زبانوں پر جاري ہوئی :

ربنا و اجعلنا مسلمین لك و من ذریتنا امة مسلمة لك' و ارنا مناسکنا و تب علینا انك انت التواب الرحیم ! ربنا و ابعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم ایاتك و یعلمهم الکتاب والحکمة و یزکیهم انك انت العزیز الحکیم !	اے پروردگار! ہمیں اپنا اطاعت شعار بنا اور ہماري نسل سے ایک امة پیدا کر جو تیري مومن و مسلم ہو - اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتلادے اور ہماري توبه قبول کرلے - تو تو بہت ہي بڑا توبه قبول کرنے والا ھے - اور پھر اے پروردگار! ہماري نسل میں ایک اپنا رسول مبعوث کر جو اسکے آگے تیري آیتیں پڑھکر سناے اور انہیں کتاب و حکمت کي تعلیم دے اور انکے اخلاق کا ترکیه کردے -

سر بیابان حجاز کے قدوس لم یزل نے یه دعا قبول کرلي اور اپني اس " امة مسلمه " کو پیدا کیا جو في الحقیقت وجود ابراهیمی کے اندر پنہاں تھي :

ان ابراهیم کان امة قانتة -	بیشک حضرت ابراهیم خلیل اپنے وجود واحد کے اندر ایک پوري قوم اور خدا پرست امت تھے !

یه گھرانا درحقیقت دنیا کي امامت اور ارض الہي کي وراثت کیلیے آباد کیا گیا تھا' اور اسکا عہد و میثاق روز اول ہي بندھگیا تھا -

پس اس مقدس دعا کي قبولیت نے " امة مسلمه " کو بھي قائم کیا' اور دنیا کے تزکیه اور تعلیم کتاب و حکمت کیلیے سلسلۂ ابراهیمي کے آخري رسول کو بھي مبعوث کیا' نیز جو امامت و پیشوائي اور خلافت في الارض حضرة ابراهیم خلیل (علی نبینا و علیه الصلوة والسلام) کو دي گئي تھي' اسکي وارث انکي ذریة و نسل ٹھرائي گئي' البته بموجب اپنے عہد کے " ظالمون " کو اس سے محروم کردیا گیا - اس نسل کے جو لوگ اپنے نفس و روح کیلیے ظالم ہوے اور خدا کے مقدس نوشتوں کی

اطاعت سے سرکشي کي ' انسے رہ امامت موعودہ بھي چھين لي گئي ' اور خلافت موہوبہ سے بھي محروم کردیے گئے کہ " لا ینال عہدي الظالمین " !

فخلف من بعـدهم	پھر انکے بعد رہ لوگ انکے جانشین ہوے
خلف اضاعوا الصلوۃ	جنھوں نے صلواۃ الهي کو ترک کردیا اور
و اتبعو الشہوات -	اپني نفساني خواهشوں کے بندے هوگئے

یہ دعاؤں کا رعدہ تھا جسکا ظهور ہماري اقبال و کامراني کي تاریخ ہے ' اور اسي طرح یہ دعاؤں هی کی ایک رعید بھي تھی جسکي سزائیں اور محرومیاں ہماري برگشتگی اور درماندگیوں کا ماتم ہے ! رہ ہم ہي تھے جو " اني جاعلک للناس اماما " کے وارث ٹھہراے گئے تھے ' اور هم هي هیں جو آج " لا ینال عہدي الظالمین " کي تصویر نامرادي هیں !

ذالـك بمـا قدمت	یہ سب اچھہ ان اعمال کا نتیجہ ہے
ایدیهم و ان اللہ لیس	جو خود انھوں نے اختیار کیے ورنہ
بظلام للعبید !	خداے کریم تو اپنے بندوں کیلیے کبھي بھي ظالم نہیں هوسکتا -

پس دعاؤں کا یہ اجتماع لاهوتي ' امۃ مسلمہ کا یہ مجمع مبارک ' اور روحانیۃ مقدسۂ ابراهیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل ' قریب ہے کہ اسي بیابان حجاز میں ظهور کرے جہاں خداے ابراهیم و محمد (علیهما السلام) نے امامۃ و خلافت الهي کیلیے اولین دعا کو سنا ' اور پھر همیشہ دعاؤں کے سننے اور اپني پکاروں اور نداؤں کے بلند ہونے کیلیے اُسے برگزیدہ کردیا - جس وقت یہ پرچہ تمھارے هاتھوں تک پہنچیگا ' اس وقت ذوالحجہ کي تیسري تاریخ ہوگي ' اور بادیہ نوردان عشق آباد حجاز کے قافلے کوچ کیلیے طیار هونگے - اُس وقت کا تصور کرو کہ رہ کیسا وقت عظیم ہوگا ' جبکہ لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ ابراهیمي کی روحانیۃ عظمی اپنے خداوند کو بیقرارانہ پکاریگي ' اور اسکے مقدس عہد و میثاق کا رشتہ تازہ ہوگا ؟ لاکھوں سر هونگے جو بیقرارانہ خداوند کے حضور جھکاے جائینگے - لاکھوں پیشانیاں هونگي جو اسکی چوکھٹ پر گرائي جائینگي ' لاکھوں دل هونگے جو اسکي نظارۂ جمال کے عشق میں ڈوب جائینگے ' اور لاکھوں زبانیں هونگي جنسے اسکے حضور میں دعائیں نکلینگي - پھر اُس وقت ایسا ہوگا کہ دریاے محبت الهي جوش میں آئیگا ' ملائکہ مقربین اسکے خلوت وصال کو اسکے دوستوں کیلیے خالي کردینگے ' اور رہ اپنے جمال عالم آرا کے جلوے سے اس تمام محشر عشق و طلب کو ڈھانپ لیگا !

سو چاهیے کہ اس وقت عظیم و جلیل اور ایام الاهیۂ مخصوصہ کے حصول کو غنیمت سمجھو ' اور تم خواہ کہیں هو اور کسي حال میں هو ' لیکن اپنی تمام قوتوں اور تمام جذبوں سے کوشش کرو کہ تمھاري دعائیں بھي ان دعاؤں کے ساتھہ شامل هوجائیں اور تمھاري بے تابیاں اور بیقراریاں بھي ٹھیک اسي وقت خدا کے حضور رحمت طلب هوں کہ یہ وقت پھر میسر نہ آئیگا - دنیا انقلاب و تجدد کے ایک مہیب عہد سے گذر رهي ہے اور نئے موسم کي علامتوں نے هر طرف طوفانوں اور بجلیوں کي ایک قیامت کبری کردي ہے - ممکن ہے کہ روز هجر ختم هونے والا اور عهد وصال کي ایک نئی رات شروع هونے والي هو ' پس ضرور ہے کہ جن لوگوں نے غفلت کي ہے رہ اب عین شام کے وقت غفلت نہ کریں کیونکہ میں دیکھتا هوں کہ شام آگئي ہے ' اور چراغوں کا انتظام کرنا چاهیے -

اں ' هر مومن کو چاهیے کہ رہ یکسر دعاؤں میں ڈوب جاے ' اور ان مقدس ایام کے اندر صدق دل سے توبہ کرے ' اور اپنے خداوند سے اپنا معاملہ درست کرلے - یہ بڑا هي سخت وقت ہے جسکي نوشتہ الهي میں خبر دي گئي تھي - رہ وقت موعودہ اپني تمام هولناکیوں کے ساتھہ آگیا ہے ' اور زمین اپنے گناهوں کي پاداش میں ۔ ت دي گئی ہے - پس توبہ کرو اور اوس کے سامنے اپني سرکشیوں کا سر مجرموں کي طرح ڈالدو ' اور تڑپ تڑپ کے رہ سب کچھہ مانگو جسکو تمہارا دل چاهتا ہے ' مگر تمھارے اعمال اسکے سزاوار نہیں هیں - تم اسکے حضور حج کے دن اور عید کي صبح کو جبکہ خلیل اللہ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھوري رکھي تھي ' مسکینوں اور لاچاروں کي طرح گرجاؤ ' اپني سرکشیوں اور نفس پرستیوں کے گوسالہ کو ذبح کردو (فاقتلو انفسکم باتخاذکم العجل) اور گڑ گڑا کر دعا مانگو کہ خداوندا ! زمین کی سب سے بڑي مصیبت ' انساني معصیت کے سب سے بڑے عذاب ' اور انقلاب اقوام و ممالک کے سب سے زیادہ مہیب موسم کے وقت ابراهیم و اسماعیل کي ذریۃ کو نہ بھلائیو ' اور انکے گناهوں کو معاف کردیجیو !

علی الخصوص عید کے دن جب اسکے حضور کھڑے هو تو اپنے گناهوں کو یاد کرو - تم میں ایک روح بھي ایسي نہو جو تڑپتي نہو اور ایک آنکھہ بھي ایسی نہو جس سے آنسوؤں کے چشمے نہ بہہ رہے هوں - یاد رکھو کہ دل کي آهوں اور آنکھوں کے آنسوؤں سے بڑھکر اسکی درگاہ میں کوئي شفیع نہیں هوسکتا - پس جس طرح بھي هوسکے اپنے خدا کو راضي کرو اور اسے مناؤ ' کیونکہ تم نے اپني بد اعمالیوں سے اسے غصہ دلایا اور اسکے پاک حکموں کي پروا نہ کي ! اور تم یوں پکارو کہ اے ابراهیم اور اسماعیل کے خداوند ' اور اے رسول امي کے پروردگار ! هم نے تیرے عہد کي پروا نہ کي اور اپني بد اعمالیوں سے تیري مقدس زمین کو ملوث اور گھنونا کردیا - لیکن اب هم اپني سزاوں کو پہنچ چکے اور هم نے بڑا سے بڑا دکھہ اٹھا لیا - هم مثل یتیم لڑکوں کے هوگئے هیں جنکے والدین کو انسے جدا کردیا گیا هو ' کیونکہ همارا خدا هم سے راضي نہ رہا اور هم غمگیني اور رسوائي کیلیے چھوڑ دیے گئے - پر اے حي و قیوم ! اب هم پر رحم کر ' همارے قصوروں کو معاف کر ' اور هم سے منہ نہ موڑ ' گو هماري خطائیں بیشمار هیں لیکن هم سب تیرے هي نام سے کہلاتے هیں ' اور تیري راہ میں دکھہ اٹھانے کیلیے طیار هیں !

اگر نہ بہر من ' از بہر خود عزیزم دار
کہ بندہ خوبي او خوبي خداوندست !

اے ستار و تواب الرحیم ! کیا همارا غم دائمي ہے ' کیا همارے خزان کیلیے کبھي بہار نہیں ' اور کیا همارے زخم کیلیے کوئي مرهم نہوگا ؟ اے نسل ابراهیمي کے امیدگاہ ! تو همیشہ کیلیے همیں نہ بھول اور همیں اپني طرف لوٹالے - هم تجھسے همیشہ بھاگے هیں مگر اب هم تیري طرف لوٹ آئینگے - کیونکہ همیں کہیں پناہ نہ ملي !

تو همیں نیکي اور صداقت کیلیے چن لے ' اور اپني هدایت و عدالۃ کي تبلیغ کا بوجھہ پھر هماري گردنوں پر ڈال !! دنیا آج انتہاء ترقي کے بعد بھي امن و عدالت کیلیے ویسي هي تشنہ ہے جیسي ظہور صداقت کبری کے اولین عہد جہالت میں تھي !

" ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ! (۷ : ۱۳۹) اللهم مالک الملک ' تو تی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر ' انک علی کل شي قدیر (۳ : ۲۶) ربنا علیک توکلنا و الیک انبنا و الیک المصیر ! ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفرو ا واغفرلنا ربنا ' انک انت العزیز الحکیم (۶۰ : ۶) ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین (۲ : ۲۵۲) ربنا لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین و نجنا برحمتک من القوم الکافرین (۱۰ : ۸۷) ربنا انک اتیت " فرعون " و ملاہ زینۃ واموالا فی الحیاۃ الدنیا ' ربنـا لیضلوا عن سبیلک ' ربنا اطمس علی اموالهم ' واشدد علی قلوبهم فلا یومنوا حتی یرو العذاب الالیم ! (۱۰ : ۸۹) رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ! (۳۷ : ۱م) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنک رحمۃ ' انک انت الوهاب (۳ :) "

اُسوۂ حسنہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

پابندی عہد اور اسلام

(۲)

گذشتہ صحبت میں ہم نے تصریحات قرآنیہ کی بنا پر بحث کی تھی ' اور دکھلایا تھا کہ پابندی عہد و مواثیق کی اخلاقی حقیقتوں کو قرآن کریم نے اپنی تعلیمات اولیہ میں کس درجہ اساسی و مرتفع درجہ دیا ہے ؟

لیکن سچ یہ ہے کہ اخلاقی احکام کا تعلق جہاں تک تعلیم محض سے ہے ' وہ کوئی ایسی متاع غریب نہیں ہے جسکے پیش کرنے پر اسلام فخر کرے - اخلاقی احکام ہمیں ہر جگہ ملسکتے ہیں اور تقریباً ہر مذہب نے اپنا مقصد یہی بتلایا ہے کہ انسان کو اخلاق کا وعظ سنائے - اگر قرآن حکیم تعلیم دیتا ہے کہ عہد و مواثیق کی پابندی کرو تو قانون موسوی اور واعظ ناصری بھی یہ نہیں کہتا کہ عہد باندھکر توڑ ڈالو - حتی کہ آرین نسل کی وہ فلسفیانہ روحانیت بھی جسنے ہندوستان اور ایران میں ظہور کیا ' اپنی ہر ادنی سے ادنی شاخ کے اندر اخلاقی تعلیمات و احکام سے لبریز ہے -

پس اصلی چیز تعلیم نہیں ہے بلکہ تعلیم کے نتائج اور اسکا عمل ہے - دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو کچھہ کہا ' اس نے عملی شکل میں کیسی صورت اختیار کی ؟ انسان کی روح اسلیے بیمار نہیں ہے کہ زبانوں سے تعلیم کم دی اور کاغذوں پر زیادہ نہیں لکھا گیا ' بلکہ اسکا اصلی دکھہ زندگی کی عملی مشکلات میں ہے اور صرف وہی تعلیم فتح مند ہوسکتی ہے جو ایک مستحکم عملی نمونہ اپنے ساتھہ رکھتی ہو -

عملی حقیقت کے لحاظ سے اولین نمونہ حامل قرآن و اولین داعی اسلام (علیہ الصلوۃ والسلام) کا ہے : لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ - آج ہم صرف اسی حیثیت سے اسلامی مواثیق و عہود پر نظر ڈالینگے -

(۲)

جنگ و صلح کی متضاد حالتوں میں انسان کا نظام اخلاق دفعتاً بدل جاتا ہے - ایک شخص بذات خود نہایت رحمدل ہے لیکن میدان جنگ میں جاکر نہایت بے رحم ہوجاتا ہے - ایک شخص اپنے شخصی معاملات میں نہایت حلیم الطبع ہے لیکن کسی فوج میں شامل ہوکر سخت مشتعل اور مغلوب الغضب ہوتا ہے ایک شخص امن و صلح کے زمانے میں نہایت صادق القول اور پابند عہد ہوتا ہے لیکن زمانۂ جنگ میں اتنا ہی خداع اور عہد شکن بن جاتا ہے - ایک جماعت ' ایک قوم ' ایک ملک ' امن و سکون کے دور میں انسانیت کا بہتر سے بہتر نمونہ ہوتا ہے لیکن جنگی اغراض ' طامعانہ اقدامات ' اور حربی مصالح کے عہد فساد میں آکر چارپایوں سے زیادہ وحشی اور درندوں سے زیادہ خونخوار ہوجاتا ہے : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ' ثم رددناہ اسفل سافلین ! اسی بنا پر بعض حکماء کا قول ہے کہ " سیاست اپنے پہلو میں دل نہیں رکھتی " !

لیکن دنیا میں صرف " اسلام " ہی ایک ایسی زندہ ہستی ہے جو اپنے پہلو میں دل اور دل میں ایک ناممکن التسخیر اخلاقی طاقت رکھتی ہے - اس پر عوارض خارجیہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا - ظاہر و باطن ' شخصیت و جمہوریت ' افتراق و اجتماع ' جنگ و صلح ' اسکے لیے تمام حالتیں یکساں ہیں - اسکا معیار اخلاق جس طرح امن و صلح کی حالت میں قائم تھا ' اسی استحکام و استواری کے ساتھہ جنگ کے سیلاب اور آگ اور خون کے طوفان میں بھی قائم و ثابت نظر آیا -

پیغمبر اسلام (علیہ الصلوۃ والسلام) کی زندگی اعمال انسانیہ کی ہر شاخ پر حاوی تھی - اسمیں حق و صداقت کے آغاز کی غربت و مظلومی بھی تھی ' اور اتمام کی فتح مندی و کامرانی کا جاہ و جلال اور سطوت و جبروت بھی تھا - انہوں نے امن و صلح کے ایام بھی کاٹے ' اور امن و صلح کیلیے جنگ کی تلوار باندھنے کا حکم بھی دیا - اسلیے عہد و میثاق اور انکے نتائج و عواقب کے واقعات عہد نبوت کی تاریخ میں بے شمار نظر آتے ہیں ' اور انکے اندر اخلاق قرآنی کی عملی صورت دیکھی جاسکتی ہے -

(۳)

سب سے پہلی چیز اس سلسلے میں وہ اخلاقی سلوک ہے جو آنحضرۃ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے غیر قوموں اور حریفان جنگ کے ساتھہ کیا - ان قوموں نے معاہدوں کو اکثر توڑا ہے اور نہایت شرمناک طریقہ سے غداریاں کی ہیں -

رعل ' ذکوان ' عصیہ ' اور بنولحیان کے قبائل نے آنحضرت سے کسی دشمن کے مقابلے کیلیے فوجی مدد کی درخواست کی ؛ آنحضرت نے قراء صحابہ میں سے ستر صحابی ساتھہ کردیے ؛ لیکن بیر معونہ پر لے جاکر انلوگوں نے بیوفائی کی ' اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کردیا (۱)

جب حضرت عاصم کی فوج کو قبیلہ بنولحیان کے دو سو تیر اندازوں نے گھیر لیا ' تو انسے وعدہ کیا کہ اگر وہ نیچے اتر آئیں تو کچھہ تعرض نہیں کیا جائیگا - اسپر ایک جماعت اتر آئی ' لیکن بعض صحابہ کو اوسی جگہ قتل کردیا گیا ' اور بعض کو غلام بناکر بیچ ڈالا !

با اینہمہ غدر و بیوفائی ' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا جو معیار اخلاق شخصی حالتوں میں تھا ' وہی میدان جنگ میں بھی قائم رہا - شخصی حالت میں آپکے وفائے عہد کا یہ حال تھا :

عن عبد اللہ بن ابی الحمساء قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببیع قبل ان یبعث ' و بقیت لہ بقیۃ فوعدتہ ان آتیہ بہا فی مکانہ فنسیت فذکرت بعد ثلاث فجئت ' فاذا ھو فی مکانہ ' فقال یا فتی لقد شققت علی انا ھھنا منذ ثلاث انتظرک (ابوداود جلد ۲ ص - ۳۲۶ کتاب الادب)	عبد اللہ ابن حمساء کہتے ہیں کہ آنحضرت کے ہاتھہ انکے مبعوث ہونے سے پہلے میں نے ایک چیز فروخت کی جسکا کچھہ حصہ آپ کے حوالے نہیں کیا تھا ' اور وعدہ کیا تھا کہ آپ ٹھہریے - میں اسی جگہ لیکے آتا ہوں - مگر میں گھر جاکر بھول گیا اور تین دن کے بعد اپنا وعدہ یاد آیا - پلٹ کے آیا تو دیکھا کہ آپ اوسی جگہ ٹھہرے ہیں - آپ نے مجھے دیکھہ کر فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی تکلیف دی - میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں ! !

جہاد اسلامی کی وسعت نے آپ کی اخلاقی طاقت کو اور بھی مستحکم و استوار کردیا - آنحضرت کا معمول تھا کہ جب مجاہدین جہاد کیلیے روانہ ہوتے ' تو آپ اونکو مخاطب کرکے ایک عام وصیت

[۱] بخاری جزو ۵ ص ۱۰۵ - [۲] بخاری جزو ۵ - ص ۱۰۴ -

فرماتے جو متعدد اخلاقی ہدایات کا مجموعہ ہوتی تھی - انہی ہدایات میں ایک حکم پابندی عہد کا بھی تھا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امر امیرا علی جیش او سریۃ اوصاہ فی خاصۃ بتقوی اللہ عز و جل و من معہ من المسلمین خیرا ثم قال اغزوا باسم اللہ فی سبیل اللہ - قاتلوا من کفر باللہ اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا (صحیح مسلم - جلد ۲ ص - ۹۲ کتاب الجہاد)

آنحضرت جب کسی شخص کو کسی فوج کا سپہ سالار مقرر فرماتے تو اسکو سب سے پہلے پرہیزگاری اور مسلمانوں کے ساتھہ بھلائی کرنے کی وصیت کرتے - پھر فرماتے کہ خدا کی راہ میں خدا کا نام لیکر لڑو! جن لوگوں نے خدا کا انکار کیا ہے ان سے جہاد کرو' لیکن مال غنیمت میں کسی قسم کی خیانت نہ کرنا' عہد کی پابندی کرنا ' بیوفائی نہ کرنا ' کسی کے ہاتھہ ' پاؤں ' کان ' ناک نہ کاٹنا! بچوں کو قتل نہ کرنا!

مجاہدین عموماً ان احکام پر عمل کرتے تھے ' اور یہی اخلاقی ہدایت تھی جو اُن کو ہر قسم کے بے اعتدالانہ جنگی افعال سے روکتی تھی -

لیکن ان ہدایات میں پابندی عہد پر مسلمانوں نے جس شدت کے ساتھہ عمل کیا ' اسکی نظیر دنیا کی اخلاقی تاریخ میں نہیں مل سکتی - حضرت حبیب اور ابن دثنہ کو قبیلہ بنولحیان نے امان دیکر پہاڑ سے اُتروایا ' پھر بد عہدی کی اور اونکو غلام بنا کر بیچ ڈالا - عام طور پر جب نقض عہد میں ایک فریق کی طرف سے پیش قدمی کی جاتی ہے' تو دوسرا فریق ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہوجاتا ہے اور تمام معاہدوں کو توڑ سکتا ہے ' اسلیے حبیب اگر اسوقت ان ہدایات کی پابندی نہ کرتے تو وہ معذور سمجھے جاسکتے تھے - لیکن آنحضرت کے احکام جبری احکام نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کا روحانی اثر اونکو مجاہدین کے رگ و پے میں ساری کردیتا تھا - جب حبیب کو حارث بن عامر نے خرید لیا اور حرم کے باہر قتل کرنا چاہا تو اونہوں نے حارث کی لڑکی سے استرہ طلب کیا - لڑکی نے استرہ اونکے ہاتھہ میں دینا چاہا تو حارث کا لڑکا بھی ساتھہ ساتھہ چلا آیا - حضرۃ حبیب نے اسکو گود میں بٹھا لیا - یہ ظاہر ہے کہ جو شخص جان سے ہاتھہ دھو چکا ہے اوسکو کسیکی جان پر حملہ کرنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے؟ حضرت حبیب گو جان سے ہاتھہ دھو چکے تھے اور ہاتھہ میں ایک ہتھیار استرہ بھی تھا ' لیکن آنحضرت (صلعم) نے بچوں کے قتل نہ کرنیکا جو عہد اونسے لے لیا تھا وہ اونکو جان سے بھی زیادہ عزیز تھا - اونہوں نے اوسکی سراسیمگی دیکھکر کہا : " کیا تمکو ڈر ہے کہ میں اس بچے کو قتل کردونگا؟ نہیں' تم ایسا نہ سمجھو - میں ایک بچے کا خون اپنی گردن پر نہیں لے سکتا " (بخاری - جزو - ۵)

ان اخلاقی احکام سے زیادہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل نے صحابہ کو پابندی عہد کی تعلیم دی تھی - یہود خیبر نے آنحضرت (صلعم) کو زہر دیدیا لیکن آپنے کسی قسم کا انتقام نہیں لیا - آنحضرت پر یہودیوں نے اپنی دانست میں جادو کیا ' لیکن آپنے معاہدے کی بنا پر اونکو معاف کردیا!

(۴)

آنحضرت نے جب کفار مکہ سے بمقام حدیبیہ صلح کرلی تو صلح کے بعد مسلمانوں اور کافروں میں باہم میل جول ہوگیا - حضرت سلمہ کا بیان ہے :

" میں اس حالت اطمینان میں ایک درخت کے نیچے جاکر لیٹ گیا - اتفاق سے میرے پاس چار مشرک آئے اور آنحضرت کی مذمت کرنے لگے - میں اونکی جھوٹی نہ سن سکا اور اونٹھکر دوسرے درخت کے سایے میں چلا گیا - وہ سب درخت کی شاخ میں ہتھیار لٹکا کر لیٹ گئے ' اسی حالت میں دفعتاً غل ہوا کہ ابن زنیم قتل کردیا گیا - میں نے تلوار میان سے کھینچ لی ' اور اونہی چاروں پر حالت خواب میں حملہ کیا - پہلے اونکے ہتھیاروں پر اچھی طرح قبضہ کرلیا ' پھر اون سے کہا کہ اوس ذات کی قسم جس نے محمد کو برگزیدہ کیا ہے - تم میں سے جو شخص سر اوٹھائیگا' اوسکی گردن اوڑا دونگا - پھر ایک طرف سے میں ان چاروں کو' اور دوسری طرف سے میرے چچا عامر ایک دوسرے کافر کو جسکا نام مکرز تھا ' گھسیٹتے ہوے آنحضرت کے پاس لاے - لیکن آنحضرت نے اونکو بالکل معاف کردیا اور فرمایا :

" ان کو چھوڑ دو' برائی کی ابتدا اونہی کی طرف سے ہونی چاہیے " (مسلم جلد ۲)

اگر آنحضرت اونکو قتل کردیتے تو درحقیقت اس بدعہدی کے ذمہ دار خود وہی لوگ ہوتے - لیکن آپنے نقض عہد کی اس ظاہری شکل کو بھی گوارا نہ کیا جو اونکے قتل سے پیدا ہوتی تھی!!

(۵)

اسلام نے احکام شریعت کے تین درجے قرار دیے ہیں:

الحلال بین و الحرام بین و ما بینہما مشتبہات - حلال بھی کھلا ہوا ہے اور حرام بھی' البتہ انکے درمیان چند مراتب ایسے ہیں جو حلت و حرمت دونوں کا احتمال رکھتے ہیں!

یہی مشتبہات درحقیقت زہد و تقوی کا امتحان گاہ ہیں - ایک خدا شناس شخص ایک کھلی ہوئی نیکی پر عمل کرسکتا ہے' ایک فریبی دکھلاوے کیلیے کسی صریح برائی سے اجتناب کرسکتا ہے' لیکن نیکوں کا کھوٹ وہاں نہیں چھپ سکتا جہاں حلال و حرام کے نہایت نازک درمیانی مقامات ہیں - تمام حیل شرعی انہی کے محور پر گردش کرتے ہیں -

آنحضرت (صلعم) زہر دینے والے اور سحر کرنے والے یہودیوں کو قتل کرسکتے تھے' آپ اون کفار سے بھی انتقام لے سکتے تھے جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہجو و غیبت بالکہ کشت و خون کی طرف قدم بڑھایا - با اینہمہ آپنے اونکو معاف کردیا' کیونکہ ان بدعہدیوں پر اشتباہ کے متعدد پردے پڑے ہوے تھے - ایسے دقائق المعاملہ کی پر آتی تھی' اور خلق عظیم کے تمام ابواب اخلاق میں سب سے زیادہ نمایاں باب یہ ہے کہ :

لم ینتقم لنفسہ (صحیحین) - آپنے کبھی اپنی ذات کیلیے کسی سے بدلہ نہ لیا!!

ایسا کرنے سے اگرچہ حقیقی طور پر نقض عہد نہیں ہوسکتا تھا' تاہم بظاہر نقض عہد کا شبہہ پیدا ہوسکتا تھا - اسلام اپنے دامن پر اس قسم کا ظاہری دھبہ بھی نہیں دیکھہ سکتا!

(۶)

آپکے طرز عمل نے صحابہ کیلیے پابندی عہد کا بھی ایک بلند تر معیار قائم کر دیا تھا - اونہوں نے اپنے زمانہ میں ہمیشہ اوسکو قائم رکھا -

عہد صحابہ میں جب کبھی نقض عہد کا ظاہری احتمال بھی پیدا ہوا تو لوگوں نے علانیہ اوسکا انکار کیا - امیر معاویہ نے رومیوں سے ایک مدت کیلیے معاہدۂ صلح کرلیا تھا - وہ اگرچہ نقض عہد کرنا نہیں چاہتے تھے ' تاہم اونہوں نے زمانۂ صلح ہی میں رومیوں سے لڑنے کیلیے تیاریاں شروع کردیں - اور فوج لیکر اونکی طرف بڑہے کہ مدت صلح گذر جانیکے ساتھہ ہی جنگ شروع کردینگے - اسی حالت سفر میں ایک شخص گھوڑا اوڑاتا ہوا پہنچا اور کہا " اللہ اکبر! اللہ اکبر! یہ بد عہدی تمہارے شایان شان ہے؟ تمکو وفاے عہد کرنا چاہیے " لوگوں نے تعجب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو بن عبسہ ہیں - امیر معاویہ کو خبر ہوئی تو اونکو بلاپوچھا اور

اون سے گفتگو کی - اونہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

من کان بینہ و بین قوم عہد فلا یشد عقدۃ ولا یحلہا حتی ینقضی امدہا او ینبذ الیہم علی سواء -	اگر کوئی شخص کسی قوم سے معاہدہ کرے تو اوس معاہدے کی گرہ نہ تو کھولے اور نہ باندھے - (یعنی اوس سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے اور اوسکو اپنے حال پر قائم رہنے دے) یہاں تک

کہ معاہدہ صلح کی پوری مدت گذرجاے ' یا باہمی معاہدہ کے توڑنے کا عام اعلان کردیا جاے -

چنانچہ امیر معاویہ واپس ہی سے لوٹ آے (ابوداود)

سلطنتوں میں باہم معاہدے ہوتے ہیں اور وہ قائم بھی رکھے جاتے ہیں ' لیکن کوئی سلطنت اپنے معمولی مقاصد کی کامیابی کو بھی عہد وفا کی اخلاقی پابندی پر قربان نہیں اوسکتی - یورپ کا موجودہ اخلاق اسکے لیے کافی شہادت ہے - اٹلی نے اپنے عالم آشکار عہد کو چند لمحوں کے اندر فراموش کردیا ' اور جرمنی پیرس کی طرف بڑھنے کو اسقدر ضروری سمجھتی ہے کہ اسکے سامنے بلجیم کی ناطرفداری کوئی شے نہیں ہے - اسلام کا مقصد پیرس کے قلعوں کی برجیوں سے زیادہ بلند تھا ' لیکن اوسنے پابندی عہد پر اپنے عظیم الشان مقصد کو بارہا قربان کردیا ہے - اسلام کا مقصد حقیقی اشاعت حق تھا ' اسیکے لیے وہ لڑتا تھا ' اسیکے لیے صلح کرتا تھا ' اسیکے لیے معاہدہ کرتا تھا - یہ مقصد کبھی کبھی بغیر کسی قسم کے جد و جہد کے بھی حاصل ہو جاتا تھا ' اور تلوار کی جگہ صرف داعی اسلام کی روحانی طاقت اس میدان کو فتح کرلیتی تھی - لیکن آنحضرت نے ایسے اعلی مقصد کو بھی جو نہایت آسانی سے حاصل ہوسکتا تھا ' معاہدہ کی اخلاقی پابندی پر ترجیح نہ دی - قریش نے ایک شخص کو آنحضرت کی خدمت میں قاصد بناکر بھیجا - وہ آپکی صورت مبارک دیکھتے ہی اسلام کیطرف مائل ہوگیا اور بے اختیار پکار اوٹھا کہ " اب اس چوکھٹ کو چھوڑ کر قیامت تک نہ جاونگا " لیکن چونکہ قاصدوں کے ساتھہ کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جاتا ' اور اونکے ساتھہ ایک خاص معاہدے کی پابندی لازمی تھی ' اسلیے آپنے فرمایا : " میں عہد شکنی نہیں کرسکتا ' تم سردست تو واپس جاو - اگر تمہارے دل میں اسلام کی محبت ہے تو پھر واپس آسکتے ہو " وہ پیغام لیکر گیا اور پھر پلٹ کر آیا اور اسلام لایا (ابو داود) ۲

(۷)

مشرکین نے صلح حدیبیہ میں جو شرائط پیش کی تھیں ' اون میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ " کفار مکہ میں سے جو شخص مسلمان ہوکر مدینہ بھاگ جائیگا ' اوسکو مسلمان واپس کردینگے " اس شرط پر باہم سخت اختلاف ہوا - صحابہ نے کہا کہ ایک مسلمان کو کیونکر کفار کے حوالے کیا جاسکتا ہے ؟ ابھی اس شرط کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ابو جندل ابن سہیل بیڑیاں گھسیٹتے ہوے مکے سے پہونچے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے پاؤں پر ڈالدیا - ابو جندل کا باپ سہیل تھا ' اور وہی اُس وقت قریش کی طرف سے معاہدے کیلیے آیا تھا - سہیل نے کہا کہ میں اپنے بیٹے جندل کی واپسی ہی پر صلح کرونگا - آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی تک معاہدہ صلح مکمل نہیں ہوا ہے ' اسلیے اسکی پابندی ہمارے لیے ضروری نہیں ہے - مگر اوسنے کہا کہ اسکے سوا کسی دوسری بات پر صلح ناممکن ہے - آپنے مکرر اصرار کیا کہ کم از کم جندل کو تو اس شرط سے مستثنی کردو ' مگر سہیل نے صاف انکار کردیا - ابو جندل نے تمام مسلمانوں سے نہایت درد انگیز لہجہ میں کہا کہ " مسلمانو ! میں مسلمان ہوکر آیا ہوں - کیا اب پھر مشرکین کی طرف واپس کیا جاونگا ؟ " ان الفاظ نے صحابہ کے مذہبی جذبات میں آگ لگادی - حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے اختیارانہ اوٹھکر آنحضرت کی خدمت میں آے اور عرض کیا کہ کیا آپ پیغمبر خدا اور آپکے ساتھی برسر حق نہیں ہیں ؟ آپنے فرمایا کہ بیشک حق پر ہیں - حضرۃ عمر نے کہا کہ پھر ہم کیوں اسقدر دب رہے ہیں اور ذلت گوارا کر رہے ہیں ؟ آپنے جواب دیا کہ اللہ کا حکم ایسا ہی ہے -

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سوال و جواب سے تسکین نہ ہوئی اور اونہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی - تاہم کچھہ نتیجہ نہ نکلا ' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے تمام شرائط منظور کرکے صلح نامہ مرتب کردیا اور دستخط ہوگئے -

اسکے بعد جب آنحضرت مدینہ کو روانہ ہوے تو ساتھہ ساتھہ ابو بصیر بھی مسلمان ہوکر مکہ سے نکل آے - قریش نے اونکی جستجو میں دو آدمی بھیجے اور شرائط صلح یاد دلائیں - آنحضرت نے فوراً ابو بصیر کو واپس کردیا - وہ اونکو لیکر چلے تو مقام ذوالحلیفہ میں پہونچکر کھجوریں نکالیں اور کھانے پینے میں مشغول ہوے - ابو بصیر نے اس موقعہ پر باطائف الحیل اونکے پھندے سے نکلنا چاہا - وہ کھجور کھانے میں مصروف تھے - ابو بصیر نے ایک شخص کی تلوار کی طرف دیکھہ کر کہا : " کتنی اچھی تلوار ہے " اوس نے داد پاکر تلوار کھینچ لی اور کہا بے شبہہ میں اسکا بارہا تجربہ کرچکا ہوں - ابو بصیر نے ہاتھہ بڑھاکر دیکھنے کے بہانے لیلی اور سب سے پہلے اسی شخص کی گردن قلم کردی - دوسرا شخص یہ حالت دیکھہ کر بھاگا اور دوڑتا ہوا مدینہ پہونچا - آنحضرت (صلعم) نے اوسکی پریشانی دیکھی تو فرمایا " اوسپر کوئی مصیبت آگئی ہے " اوس نے کہا " میرا ساتھی تو قتل کردیا گیا ہے ' اور میں بھی قتل کے قریب پہونچ گیا تھا " -

اسی حالت میں ابو بصیر بھی پہونچے اور آنحضرت سے کہا کہ " آپ نے اپنا عہد پورا کرکے مجھے واپس کردیا ' اب خدا نے مجھے نجات دی ہے ' آپ اسکے ذمہ دار نہیں ہیں " آنحضرت (صلعم) نے فرمایا " یہ شخص تو لڑائی کا شعلہ معلوم ہوتا ہے " انہوں نے ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا کہ آپ دوبارہ مجھے واپس کردینگے - چنانچہ وہ مدینہ سے بھاگ کر ساحل دریا کے کنارے مقیم ہوگئے - ابو جندل کو خبر ہوئی تو وہ بھی اون سے جاملے ' یہاں تک کہ قریش کا جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ بھاگ کر ابو بصیر کے دامن میں پناہ لیتا تھا - رفتہ رفتہ ابو بصیر نے ایک اچھی خاصی جمعیت قائم کرلی ' اور قریش کے کاروان تجارت کو جو شام کی طرف جاتا تھا ' عام طور پر لوٹنا شروع کردیا - بالاخر قریش نے آنحضرت سے شکایت کی ' اور آنحضرت نے ابو بصیر وغیرہ کو بلا لیا (بخاری)

(۸)

عموماً زمانہ جنگ میں معاہدوں کی پابندی نہیں کی جاتی - اور اشخاص کے باہمی معاہدے تو صلح کی حالت میں بھی کوئی جمہوری وقعت نہیں رکھتے ' لیکن اسلام کی جمہوریت اور شخصیت دونوں ایک ہی روحانی طاقت کی تابع تھیں ' اسلیے زمانہ جنگ میں اشخاص کے مجبورانہ معاہدوں کو بھی نہایت مضبوطی کے ساتھہ قائم رکھا جاتا تھا - حذیفہ بن یمان کا بیان ہے کہ " میں غزوہ بدر میں صرف اسلیے نہیں شریک ہوسکا کہ میں اور ابوحسیل ساتھہ چلے تو کفار قریش نے ہم کو گرفتار کرلیا ' اور کہا کہ تم محمد کے پاس جاتے ہو - ہم دونوں نے کہا کہ نہیں ہم صرف مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں - چنانچہ اونہوں نے عہد

(۱) ابوداود جلد ۲ ص ۲۴ - (۲) ابوداود - جلد - ۲ - ص - ۲۲ -

[۱] بخاری جلد ۳ ص ۱۹۶ - ۱۹۷ -

شرکت جہاد کا معاهدہ لیکر همکو چهوڑ دیا - هم آنحضرت کی خدمت میں حاضر هوے اور شریک جہاد هونا چاها - لیکن آپ نے فرمایا: " تم لوگ مدینه کو واپس جاؤ - هم کفار کے معاهدوں کو پورا کرتے هیں ' اور اونکے مقابلے میں صرف خدا سے مدد چاهتے هیں" (۱)

(۹)

ایفاے عہد کے متعلق سب سے بڑي بحث یه هے که کس کے ساتهه معاهده کرنا چاهیے اور کس کے ساتهه قائم رکهنا چاهیے ؟ روما کے مقنن اعظم سولن نے اسکا نہایت مختصر جواب دیا هے اور وهي تمام دنیا کے سیاست کي روح هے : " معاهده مکڑي کا جالا هے جو اپنے سے کمزور کو تو اولجهالیتا هے لیکن اپنے سے قوي کے مقابلے میں ٹوٹ جاتا هے "لیکن اسلام هي ایک ایسا مذهب هے ' جسکے اخلاقي معاهدوں نے سولن کے اس تار عنکبوت کو توڑ دیا هے - اسلام ضعیفوں کے ساتهه فیاضانه معاهده کرتا هے ' اور اوسکو نہایت مضبوطي کے ساتهه قائم رکهتا هے - آنحضرت نے کفار قریش سے به مقام حدیبیه جو صلح کي تهي' وه بظاهر نہایت عاجزانه و مجبورانه صلح معلوم هوتي هے - خود صحابه نے اسکا احساس کیا تها اور آپ نے بهي نہایت صراحت کے ساتهه فرما دیا تها :

لا یسـاءلـوني خطـة یعظمون فیهـا حرمات اللـه الا اعطیتهـم -	میرے سامنے وه جو شرط بهي پیش کرینگے میں اوسکو قبول کر لونگا' بشرطیکه اوس سے شعائر الهي کي توهین نهو -

چنانچه آپ نے اپنے گوهر مقصود یعني اون مسلمانوں کو جو نور ایمان سے لبریز هو کر آئے تهے ' واپس کرنے کا عہد کرلیا - آنحضرت نے صلح نامه پر " بسم الله " لکهنا چاها - کفار نے اس سے انکار کیا ' لیکن آپ نے باوجود صحابه کے اصرار کے کفار کي خواهش پوري کردي اور " بسم الله الرحمن الرحیم " کي جگه " باسمک اللهم " لکها - آپ نے اپنے نام کے ساتهه " رسول الله " لکهنا چاها ' کفار نے کہا " اگر هم آپ کو رسول الله مانتے تو یه جهگڑا هي کیوں هوتا؟ صرف محمد بن عبد الله لکهیے " معاهده پر رسول الله کا لفظ لکها جا چکا تها ' لیکن آنحضرت نے حضرت علي علیه السلام کو حکم دیا که " اس فقرے کو مٹادو " اونکے جوش ایمان نے اسکو گوارا نه کیا تو آپ نے خود مٹادیا !

اس سے زیاده کمزوري اور کیا هو سکتي هے ؟ لیکن کیا درحقیقت آپ مجبور تهے ؟ کیا قریش کي عظیم الشان طاقت نے آپ کو بالکل بیدست و پا کر دیا تها ؟

تمام سلطنتیں نقض عہد کیلیے ضعف کا بہانه ڈهونڈهتي هیں' اور صلح تو همیشه قوي هي کے ساتهه کي جاتي هے ' لیکن اسلام کي امن پسندي نے ایک نہایت ضعیف گروه کے مقابلے میں به فیاضانه صلح کي ' اور اوسکو نہایت مضبوطي کے ساتهه قائم رکها چنانچه آپ نے خود فرما دیا :

انا لم نجئي لقتـال احـد و لکنـا جئنـا معتمرین - و ان قریشا قد نهکتهـم الحـرب و اضرت بهم فان شاروا مـا ددتهـم مـدة -	هم کسي سے لڑنے کیلیے نہیں آے هیں' صرف عمره کیلیے آے هیں - قریش کو متواتر لڑائیوں نے چور چور کردیا هے اور اونکی طاقت کو سخت صدمه پہونچا هے ' اگر وه چاهیں تو هم ایک مدت کیلیے اون سے صلح کرلے سکتے هیں -

دنیوي سلطنتوں کے متعلق تمهارا کیا خیال هے ؟ وه اس بہترین موقع سے کیا کام لیتیں؟ انعقاد صلح کا یا استعمال جنگ کا ؟ دنیا کي قدیم و جدید تاریخ اسکا نہایت آساني کے ساتهه جواب دیسکتي هے - اگر اس حالت میں کوئي سلطنت صلح بهي کرتي تو اوسکا نتیجه جنگ سے زیاده درد انگیز هوتا -

لیکن یه جزئي طرز عمل صرف اخلاقي حیثیت رکهتا تها - اسلام کي وسعت ایک مستقل اور جامع هدایت کي محتاج تهي جو اس اخلاقي طرز عمل کے ساتهه اپنے اندر ایک قانوني طاقت بهي رکهتي ' اور جبکه پچهلوں کي اخلاقي طاقت آنحضرت کے اسوه حسنه کو بهلا دیتي ' تو وه اپني جزئي طاقت سے اوسکو یاد دلاتي -

آنحضرت نے غیر قوموں کے ساتهه جو تحریري معاهدے کیے هیں وه بالکل قانوني اور سیاسي حیثیت رکهتے هیں ' لیکن اون سے ثابت هوتا هے که اس باب میں اسلام کا قانون کس قدر فیاضانه تها ؟ آنحضرت نے نجران کے عیسائیوں کے ساتهه جو معاهده کیا ' اسکے الفاظ یه هیں :

علی اهل نجران القي حلة النصف فی صفر والنصف فی رجب یودونها الی المسلمین وعاریة ثلاثین درعا و ثلاثین فرسا وثلاثین بعیرا وثلثین من کل صنف من اصناف السلاح یغزون بها والمسلمون ضامنون لها حتی یردوها علیهـم ان کان بالیمن کید ذات غدر علی ان لا تهدم لهم بیعة و لا یخرج لهم قس و لا یفتنو عن دینهم (ابو داود جلد ۲ صفحه ۷۵)	اهل نجران کو دو هزار حلے با قساط دینا پڑینگے' ایک هزا ر صفر میں ' اور ایک هزار رجب میں' اور اونکو ۳۰ زره ۳۰ گهوڑے ' ۳۰ اونٹ ' اور هر قسم کے هتهیاروں میں سے تیس تیس هتهیار بطور عاریت کے بهي دینا هونگے - مسلمان اس عاریت کے ذمه دار هونگے اگر یمن میں کوئی جنگ هوگی تو وه لوگ ان چیزوں کو واپس کر دینگے - اور اس معاهده کي بنا پر نه تو اونکے گرجے گراے جائینگے ' نه اونکے کسي پادري کو جلا وطن کیا جائیگا' اور نه اونکے مذهب سے کوئی تعرض هوگا -

لیکن اسلام کا هر قانون اپنے اندر اخلاقي روح بهي رکهتا هے - آنحضرت نے اخلاقي نصائح سے اسکو اور بهي موثر بنا دیا :

الا من ظلـم معاهدا او انتقصه او کلفه فوق طاقته او اخذ منه شیا بغیر طیب نفس فانا حجیجه یوم القیامة (ابو داود جلد ۲ - ص - ۷۷)	خبردار ' اگر کسي نے کسي غیرمذهب رعیت پر ظلم کیا ' یا اوس کي تنقیص کي' یا اوسکي کوئي چیز بجبر لیلي ' اگر ایسا هوا تو میں اوس کي طرف سے قیامت کے دن خدا کے سامنے جهگڑوں گا -

صحابه نے آنحضرت کے بعد اس فیاضانه طرز عمل کو نہایت کے تعصبي کے ساتهه قائم رکها - چنانچه هشام ابن حکیم نے حمص کے عامل کو دیکها که قبطیوں کو دهوپ میں بٹها کر جزیه وصول کر رها هے ' اونهوں نے اوسوقت آنحضرت کي یه اخلاقي نصیحت یاد دلائي :

ان الله یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا	خدا قیامت میں اون لوگوں کو عذاب دیگا جو دنیا میں انسانوں کو دکهه پہونچاتے هیں

حضرت عمر رضی الله عنه نے وفات کے وقت اسي اخلاقي قانون کي تجدید کي تهي :

و اوصیه بذمة الله و ذمة رسوله صلی الله علیه وسلم ان یوفی لهم بعهدهم و ان یقاتل من ورائهم ولا یکلفوا الا طاقتهم (بخاري جزو ۴ ص ۶۹)	میرے بعد جو خلیفه هوگا میں اوسکو خدا اور خدا کے رسول کے معاهدے کي حفاظت کے لیے وصیت کرتا هوں وه وصیت یه هے که غیر مذهب رعایا سے جو معاهده کیا جاے' وه پورا کیا جاے اونکی جان و مال کي حفاظت کے لیے لڑائي کي جاے ' اور اونپر اتنا هی بوجهه ڈالا جاے جس کے وه متحمل هوں -

عہد خلافت راشده میں کسی موقع پر بهي ان الفاظ سے سر مو تجاوز نہیں کیا گیا ' لیکن هم عہد صحابه کے پابندي عہد کي مثالیں ایک مستقل صحبت میں جمع کرینگے -

(۱) صحیح مسلم جلد ۲ ص ۸۹ -

مقالات

موجودہ جنگ کا علم النفس

جنگ کي قوت محرکہ

جدید تربیت عسکري

ماخوذ از نیشن

اس طاقت کا تصور ' درحقیقت' نہایت مشکل ہے جو ایک فوج کو میدان جنگ کے زہرہ گداز امتحان گاہ میں لا کھڑا کرتي ہے - جسے ہم فوج کہتے ہیں وہ دراصل ہمارے هی طرح کے معمولي انسانوں کا مجموعہ هوتي ہے ' اور سپاهي جو اس مجموعہ کا مایہ خمیر هوتے هیں ان میں علی الاوسط صبر و ثبات کي کوئي خاص قوت نہیں هوتي - یورپ کی فوجوں میں وہ ایک معمولي شہري یا کاشتکار هوتا ہے ' جو وردي اور اسلحہ پہنکے همیں ایک جانباز اور سرفروش سپاهي نظر آتا ہے - خود هماري (انگریزي) باقاعدہ فوج میں وہ ایک معمولي بے روزگار شخص هوتا ہے ' جو قریباً همیشہ غیر تعلیم یافتہ اور تہیدست هوتا ہے ' اور محض فاقہ کشي سے بچنے کے لیے اپنا نام سپاهیوں کے رجسٹر میں لکھواتا ہے - لیکن تاهم اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان طالب معاش انسانوں کے انبوہ میں کچھہ لوگ ایسے بھی هوتے هیں جو پیدایشي سپاهي هوتے هیں اور انکا یہي میلان طبیعي انہیں فوج میں لیجاتا ہے -

مگر موجودہ فوجوں میں انکي تعداد کم ہے اور نہ صرف کم بلکہ روز بروز مزید کمي کي طرف مائل ہے - ورنہ اکثر تو همارے هي طرح کے لوگ هیں یعني انکي طبیعي خواهش نہ مرنا چاهتي ہے اور نہ مارنا ' کیونکہ اسوقت هماري عام حالت یہ ہے کہ هم موت خصوصاً غیر طبیعي موت کو نفرت کي نگاہ سے دیکھتے هیں - غور کیجیے کہ ایک قتل کے واقعہ پر کیسا هیجان بپا هو جاتا ہے - کس طرح جمہور کي توجہ سیاسي پیچیدگیوں بلکہ نہیلوں تک سے اس واقعہ کي طرف پھر جاتي ہے - سونچیے کہ اسوقت ایک سیاسي قتل کس قدر خوف اور هول کي نگاهوں سے دیکھا جاتا ہے - خیال کیجیے کہ ایک ناگہاني مصیبت سے ' جسمیں هزار ها جانیں کام آتي هیں ' کس طرح پورے ملک پر حزن و ملال کے بادل چھا جاتے هیں -

لیکن قتل کي گونہ گوں شکلوں میں معرکہ جمع ہے - جو اپنے اندر بہت سے قتل اور خونریزیاں رکھتا ہے یا یوں کہیے کہ ایک معرکہ مختلف سیاسي قتلوں کي ضرب ہے - البتہ اگر ایک هزار جانیں ' کام آتي هیں تو نقصان کا ذکر " نسبتاً کم " کي حیثیت سے کیا جاتا ہے -

(جانبازي کا معرکہ)

نوع انساني میں جو طبیعي میلان کہ تمام دوسرے میلانات کو مغلوب کر لیتا ہے وہ یہ ہے کہ زندگي کي حفاظت کرنا چاهیے - خصوصاً اپني زندگي کي' بظاهر یہ امر بالکل قرین عقل ہے کہ ایک سپاهي میں یہ میلان خاص طور پر قوي هونا چاهیے ' اور چونکہ وہ جوان هوتا ہے اسلیے غالباً وہ زندگي کا لطف زیادہ اٹھاتا ہے اور بجا طور پر یہ اعتماد کر سکتا ہے کہ وہ طویل مدت تک لطف اندوز رهسکیگا -

مگر کیا عجیب بات ہے کہ وہ معرکہ کار زار میں اسلیے آتا ہے کہ اپني یہ جان عزیز هزاروں انسانوں کے پہلو بہ پہلو دے اور جیسا کہ شارلواے کي سڑکوں میں هوا ہے اتنے بڑے انبوہ کثیر میں دے کہ لاشوں کو گرنے کي جگہ بھی نہ ملے ' بلکہ ایک لاش دوسري لاش کے سہارے پر کھڑي کی کھڑي رهجاے - یہ کون سي طاقت ہے جو اسقدر حیرت انگیز طور پر اس سب پر غالب آ جانے والے میلان طبیعي حفظ نفس (سیلف پریزرویشن) پر غالب آ جاتی ہے ' جو عالمگیر زندگی کا عمیق ترین میلان اور هر ممکن بقا کا روح رواں ہے ؟

قدیم زمانہ میں غصہ اور بہیمی سنگدلی انسانوں کو موت اور خطرہ کے منہ میں لیجاتی تھی اور سچ یہ ہے کہ اسوقت بھي یہ دونوں چیزیں جنگ و قتال کی ایک قوي محرک هیں - چنانچہ هم دیکھہ چکے هیں کہ دو سال هوے کس طرح اپنے ظالموں (ترکوں) کي طرف سے دیرینہ بغض نے بلغاریوں کو اپني زندگي کي طرف سے بے پروا کر دیا تھا ' اور پھر دوسري جنگ بلقان میں کس طرح یہ بغض باهم ان لوگوں میں پیدا هوا' جو پہلے ایک دوسرے کے حلیف تھے - قریباً هر جنگ میں بغض و نفرت کي ترقي کے لیے دشمن کے نام پر شدید اور غیر معقول گالیوں اور اسکے ساتھہ ساتھہ اسکے فظائع و مظالم خصوصاً پاني میں زهر ڈالنے کي کوششوں کے بیانات کا علانیہ اظہار کیا جاتا ہے - چنانچہ جنوبي افریقہ کی جنگ میں افواهوں کا اس امر پر اصرار رها کہ دشمن دریاہ میں سالٹس آف پوٹیسیم ڈالرهے میں - موجودہ جنگ میں بھي یہي هوا اور لڑائي کے پہلے هفتہ میں برلن کو یہ یقین دلایا گیا کہ برلن میں جو روسي قیام پذیر هیں وہ اپنی هاتھہ کی مجوف چھڑیوں سے برلن کے پانی کے محفوظ خزانوں (روز ر واٹروں) میں هیضہ کے جراثیم چھڑکنا چاهتے هیں -

غرض بغض اور سنگدلي ان قدیم زمانہ کي معرکہ آرائیوں میں زیادہ کام کرتي تھي' جبکہ انسانوں میں تیغ و سپر سے دست بدست جنگ هوا کرتی تھي ' مگر جسقدر زمانہ گذرتا جاتا ہے اسیقدر ان جذبات کی شدت اپني قوت کھوتي جاتي ہے ' اور اسوقت ایک شخص " قومي بغض " تو محسوس کرتا ہے لیکن اسکے مقابلہ میں شاید هي وہ فوراً شخصي غیظ و غضب محسوس کرتا هو' جو قدیم زمانہ میں اسکي عسکریت و سپہگري کي قوت محرکہ تھي - اسلیے جب هم یہ کہتے هیں کہ" پانچ میل کي زد پر "غصہ" کے عالم میں توپیں سر هوئیں " تو یہ " غصہ " اس " غیظ و غضب " سے بالکل مختلف هوتا ہے - جو عہد قدیم میں تیغ دو دم سے دشمن کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا کرتا تھا -

(تربیت عسکري)

همارے زمانہ میں جو شے قوت محرکہ کا کام دیرهي ہے وہ تربیت عسکري یا ڈسپلن ہے - تربیت عسکري کوئي نئي شے نہیں - ایک قدیم شے ہے' اور جب کبھي تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ کا مقابلہ هوا ہے تو همیشہ تربیت یافتہ فوج غیر تربیت یافتہ دشمن میں اس طرح گھستي چلي گئی ہے جس طرح چھري پنیر کے ٹکڑے میں دوڑتي چلي جاتي ہے -

قدیم زمانہ میں تربیت عسکری کے معنی یہ تھے کہ کسی شخص کو تہدید یا تعذیب کے ذریعہ سے اسطرح اطاعت کی تعلیم دینا کہ اطاعت اسکی عادت اور یہ عادت اسکی طبیعت و فطرت - ہو جاے اس طبیعت ثانیہ کے یقینی طور پر حاصل کرنے کے لیے ہولناک تدابیر اختیار کی جاتی تھیں - ابھی اس واقعہ کو صرف ایک صدی گزری ہے کہ ولنگٹن اور کرانورڈ اپنے سپاہیوں کو تازیانے اور دار و رسن سے سزا دیا کرتے تھے - اس زمانہ میں تربیت عسکری کے جو معنی سمجھے جاتے تھے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اب پڑھے بھی جائیں -

غالباً یہ بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ سرجان مور تھے جنہوں نے مقام "شورن کلف" میں ایک ہلکے ڈیویژن کو تربیت دیکے ہماری فوج کو یہ دکھلا دیا کہ مروجہ تربیت کے علاوہ دوسری قسم کی تربیت بھی وہی اثر پیدا کر سکتی ہے جو مطلوب ہے -

سر جان مور کے نظام تربیت کے متعلق لکھتے ہوے سر ولیم نیپیر کہتے ہیں " داخلی اور اخلاقی نظام' افسروں کی دائمی نگہداشت' اپنانوں کی حقیقی حکمرانی و مسئولیت' یہ چیزیں تھیں جنہوں نے تربیت عسکری کو اس تک پہنچا دیا -

اسکے نتائج کے متعلق " جنرل ہوایکن " جو ہلکے ڈویژن سے واقف ہیں لکھتے ہیں :

"تربیت کے متعلق میری راے اسقدر قوی ہے کہ مجھے اسکے متعلق لکھنا چاہیے - فوج کی بہبودی کے لیے میں تربیت عسکری کو تمام دوسری چیزوں سے بلکہ تجربہ کاری اور بہت سی جنگوں میں شرکت سے بھی بہت بلند تر مرتبہ دیتا ہوں - جب " ٹیلار میرا " میں ہلکا ڈویژن انگریزی لشکر میں شامل ہوا ہے' تو اگرچہ جنگ اسکے لیے ایک نئی شے تھی' مگر تاہم وہ اس لشکر میں تجربہ کار سپاہیوں کی طرح خیال کیے جاتے تھے - انہوں نے یہ کریکٹر اپنی تربیت عسکری کی بدولت تمام مدت جنگ میں قائم رکھا - انہوں نے کوئی غلطی نہیں کی اور صف کے ٹوٹجانے کے بعد بھی وہ ویسے ہی باقاعدہ سپاہی معلوم ہوتے تھے جس طرح کہ وہ صف میں نظر آتے تھے -

(سر جان مور کا مطمع نظر)

اگرچہ اسوقت بھی ہلکے ڈویژن ترتیب دیے جارہے ہیں مگر اب اسکا نظام تربیت اسی تک محدود نہیں' درحقیقت تربیت عسکری کے متعلق سرجان مور کا مطمع نظر ہماری ساری سپاہ میں سرایت کرگیا ہے' اور جب ہم یہ سونچتے ہیں کہ ہماری سپاہ میں رنگروٹ ایسے اتفاقی طور پر داخل ہوتے ہیں اور انکی کیا اصل ہوتی ہے اسوقت ہمیں پیدا کرنے والے نتائج کسی ساحر کے سحر کا ایک نمونہ معلوم ہوتے ہیں -

اگرچہ اب تربیت کے قدیم معنی اور طریقے بدلگئے ہیں' مگر قدیم تربیت کا جوہر اصلی باقی ہے - وہ غیر تربیت یافتہ مسلح مرد یا عورتیں صرف بیکار ہی نہیں' جو رائفل چلانے کی مشق جنگ کے لیے فرضی تیاری کے خیال میں کرتی رہتی ہیں' بلکہ اپنے وطن کے لیے ایک انتہائی خطرہ ہیں - " مرالتسک " ایک مشہور جرمن ماہر فن جنگ کہتا ہے " غیر تربیت یافتہ اشخاص اسیقدر تمسخر انگیز ہیں جسقدر کہ گراں مصارف ہیں کیمبٹ کے والنٹیر اگرچہ بہت تھے مگر تاہم بیکار تھے "

(کامل اعتماد)

اس لفظ سے زیادہ کوئی لفظ آگاہی بخش نہیں - اطاعت و فرمانبری کی عادت جو قدیم زمانہ میں اعلی عسکری ترتیب پیدا کرتی تھی اگرچہ قابل قدر شے ہے' مگر اب تعلیم یافتہ اشخاص میں اسکا پیدا ہونا قریبا ممکن نہیں جنکی یہ حالت ہے کہ اگر انکو اپنی نقل و حرکت کا کوئی صحیح مقصد معلوم اور یہ نہیں معلوم ہوتا تو وہ شکستہ دل ہو جاتے ہیں' اور انکو اپنے افسروں پر اعتماد نہیں رہتا' اور اگر مسلسل شکستیں ہولیں تو انکا اعتماد نفس بھی متزلزل ہو جاتا ہے - لیکن جب تک تربیت عسکری قائم رہتی ہے' اسوقت تک نتائج بالکل مختلف ہوتے ہیں - اس حالت میں یہ لوگ اپنی نقل و حرکت کا مقصد جانتے ہیں - انہیں اپنے افسروں پر کامل اعتماد ہوتا ہے اور واپسی کی سخت خطرناک اور دشوار کارروائیوں میں بھی انکا اعتماد نفس قائم رہتا ہے -

یہ کسقدر عجیب بات ہے کہ تربیت عسکری کی بہترین مختصر تعریف ڈارون نے کی ہے - وہ کہتا ہے کہ " اپنے ہمراہی اور رفیق پر کامل اعتماد کی حالت کا نام تربیت عسکری ہے " ہم یہ جانتے ہیں کہ " لفظ کامل اعتماد " طویل معاشرت' مشق' تجربہ' اور دستہ کی اس روح پر دلالت کرتا ہے جو سپاہیوں کو دستہ کی صورت میں قائم رکھتا ہے -

جب ہم اس نقطہ تک پہنچ جاتے ہیں تو یہ نقطہ ہمکو ان معرکات سے قریب کردیتا ہے جنکی وجہ سے ایک سپاہی اپنی اس ہستی کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے' جسکی دنیا اسقدر قدر کرتی ہے -

اس نئے زمانے کے سپاہیوں کے لیے غالبا سب سے بڑا محرک شرمساری کا خوف ہے - خواہ وہ اپنی ہو' یا اپنی کمپنی کی' یا اپنے ریجمینٹ کی یا پھر اپنی قوم کی' افسر کے ساتھہ ایک قسم کی محبت بھری وفاداری بھی ایک طاقتور شے ہے - خصوصاً ہماری فوج میں جہاں افسروں اور سپاہیوں میں عجیب و غریب دوستانہ ہوتا ہے -

(نپولین کے اصول موضوعہ)

جس مقصد کے لیے جنگ ہو رہی ہے اسکے ساتھہ فدویت و جانثاری بھی ایک بہت عمدہ مگر نمایاں شے ہے' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ نپولین اپنے جنگ کے ۶۵ - اصول موضوعہ میں اسکو اہمیت نہیں دیتا' بلکہ اسیقدر اسکی تحقیر کرتا ہے -

وہ کہتا ہے کہ " ایک عمدہ جنرل' ایک خوش ترتیب نظام' اچھی تعلیم' اور سخت ترتیب عسکری' جسکو اچھے انتظام سے مدد ملتی ہو' ان چیزوں سے ہمیشہ عمدہ فوجیں تیار ہونگی خواہ جنگ کا سبب اچھا ہو " -

اسکے ساتھہ ہی یہ بھی ہے کہ وطن کی محبت' جوش و بدویت کی روح' اور قومی عزت کا احساس نوجوان سپاہیوں پر عمدہ اثر ڈالیگا "

یہ اس شخص کے افسردہ کرنے والے الفاظ ہیں جو پیر و جوان دونوں میں عزت و نشاط کی آگ مشتعل کرنیکی قوت اپنے اندر رکھتا تھا' اور جسکی عادت یہ بھی کہ آغاز سے انجام تک وہ جنگ کے مقصد یا اپنے ساتھہ محبت کے جذبات پیدا کیا کرتا تھا !

تاہم اسکے پندرھویں اصول سے کسیقدر بہتر اور صحیح تر نغمہ کی صدا آتی ہے -

" جو جنرل کہ معرکہ پیش کرتا ہے' اسکو اولین فکر اپنی فوج کی فتحمندی اور عزت کی ہونی چاہیے - آدمیوں کا حفظ و بقاء دوسرے درجہ پر ہے - یہ مقدم الذکر (یعنی فکر عزت و فتح) سے پیدا ہونے والی ہمت اور اقدام ہیں' جنکے ذریعہ سے آدمیوں کی حفاظت حاصل ہو سکتی ہے "

دسپلن یعنی افسروں پر اور باہم ایک دوسرے پر کامل اعتماد' شرمساری کا احساس' جو اپنے رفیق' اپنی جماعت' اور اپنے وطن کے لیے ذلت گوارا نہ کریگی' اور سنجیدہ اور حق بجانب مقصد کا احساس یہ طاقتیں ہیں جو ہمارے سپاہیوں کو سرحد پر جانے اور اس طبیعی خوف کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتی ہیں' جو نوع انسانی کے لیے بمشکل ایک مغلوب کن شے ہے

فلسفۂ

الحـــرب

[اسباب و موثرات ' نتائج و علل ' عواقب و علائق ']

(۳)

(جماعت کے موثـرات خـارجیـــہ)

دنیا میں افراد پر مختلف چیزیں اثر ڈالتی ہیں : مذہب ' قومیت ' سیاست ' رسم و رواج ' زمانہ ' غرض اس قسم کے سیکڑوں موثرات سے شخصی حالتوں میں انسان متأثر ہوتا رہتا ہے - وہ مجلس وعظ میں جاتا ہے ' خطباء کی تقریریں سنتا ہے ' تھیٹروں میں شریک ہوتا ہے ' تصاویر متحرکہ کا تماشا دیکھتا ہے ' اور ان تمام چیزوں کا اوسپر مختلف اثر پڑتا ہے - وہ زرق برق پوشاکوں ' پولیس کی خاکی وردیوں ' اور سلطنت کے جھنڈوں کے لہرانے سے بھی مرعوب ہو جاتا ہے - وہ اخبار پڑھتا ہے ' اور ہولناک خبروں سے اوسکے اعصاب میں جنبش پیدا ہوجاتی ہے - وہ خاک نشین فقیروں کی روحانیت معنویہ کے آگے گردن جھکا دیتا ہے - غرض دنیا کی ہر چیز اسپر اثر ڈالتی ہے ' اور وجود انسانی موثرات کے جلب و انفعال کا ایک پیکر و مثال ہے !

جماعت پر بھی یہی چیزیں اثر ڈالتی ہیں - لیکن جماعت کا معنوی قوام عموماً رقیق ' نرم ' اور لچکدار ہوتا ہے ' اسلیے اوسپر بہ نسبت افراد کے ان موثرات کا اثر زیادہ شدت کے ساتھہ پڑتا ہے ' اور عمل مسمریزم کی طرح وہ اوسکی قوت شاعرہ کو فنا کر دیتا ہے -

بعض شخصی حالتوں میں بھی ضعیف الدماغ افراد کو دیکھا گیا ہے کہ موثرات خارجیہ کے شدت تاثر سے بد حواس ہو گئے ہیں - ایک سڑی لاش کو دیکھکر یا کسی خون چکاں گردن پر نظر ڈالکر بہت سی عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں -

لیکن " جماعت " عموماً ضعیف الدماغ ہوتی ہے ' اور بہت شاذ و نادر صورتوں میں اسکا دماغ قوت کی نمایش کر سکتا ہے اسلیے یہ موثرات خارجیہ اسپر یکسر چھا جاتے ہیں اور اسکے ہر فرد کو ایک طرح کے جنون میں مبتلا کردیتے ہیں - یہی جنون جماعت کے عجیب و غریب اعمال و افکار کا مصدر و مبدء بن جاتا ہے !

جماعت اگرچہ دنیا کے موثرات میں کم و بیش ہر چیز سے متاثر ہوتی ہے - لیکن چند چیزوں کا اثر خاص طور پر شدید و بے خطا ہوتا ہے - ان موثرات کو جماعت کے " مخصوص موثرات " میں شمار کرنا چاہیے - ہم یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھہ اونہیں دفعہ وار بیان کرینگے :

(مـوثـرات شـدیـدہ و مخصـوصـــہ)

(۱) ہر جماعت ایک لیڈر کے زیر اثر ہوتی ہے - لیکن لیڈر جس چیز سے جماعت پر حکومت کرتا ہے وہ ایک مخفی طاقت ہوتی ہے ' جسکو نفوذ یا روحانیت کہتے ہیں - کوئی لیڈر اس طاقت کے بغیر لیڈر نہیں بن سکتا - البتہ یہ نفوذ بعض اشخاص میں فطرتاً قوی ہوتا ہے - جیسے نپولین کہ وہ اپنے خصائص ترفع و ریاست کو اپنے ساتھہ لایا تھا - یا تاریخ اسلام میں امیر معاویہ ' تیمور ' اور نادر ' وغیرہ کہ ان میں قدرتاً یہ داعیہ موجود تھی - اس قسم کا فطرتی نفوذ دنیا پر ایک لا زوال طاقت کے ساتھہ فرمانروائی کرتا ہے - سکندر مٹ گیا ' نپولین نے اپنے آخری دن نہایت بدحالی میں بسر کیے ' مگر اب تک انکی شہرت کے آگے ہماری گردنیں اب بھی جھک جاتی ہیں - اُن کے نام سنکر ہم کانپ جاتے ہیں ' جھجک جاتے ہیں ' اور ایک عجیب و غریب مخفی اثر عظمت کا احساس کرتے ہیں !

لیکن اکثر حالتوں میں یہ نفوذ خارجی اسباب کا بھی نتیجہ ہوتا ہے - دولت ' ثروت ' تزک و احتشام ' وضع و لباس ' اور خطاب و القاب کے ذریعہ بعض لوگ قوم میں نمایاں ہو جاتے ہیں ' اور اوسکو اپنا غلام بنا لیتے ہیں - پولیس کو وردی اسی لیے پہنائی جاتی ہے کہ اوسکا رعب و داب اوسکے اندر چھپا ہوا ہے - علماء کا جبہ و عمامہ اس خارجی و مصنوعی نفوذ کا ایک خطر ناک آشیانہ ہے - بادشاہوں کی سواری جب دھوم دھام سے نکلتی ہے تو ہنگامہ رعب و سطوت پیدا ہو جاتا ہے - سلطنتیں اونہی لوگوں کو خطاب دیتی ہیں ' جنکے اثر سے وہ کام لینا چاہتی ہیں -

اس نفوذ عارضی اور نفوذ فطری میں تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں ایک ذات میں جمع بھی ہو سکتے ہیں - نپولین اپنے نفوذ ذاتی کو فوجی لباس میں اور بھی نمایاں کردیتا تھا - لیکن اکثر دونوں علحدہ علحدہ جلوہ افگن ہوتے ہیں ' اور زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مصنوعی نفوذ کو بغیر ذاتی نفوذ کے پیدا کیا جاتا ہے - جنرل ژوفرے اور سر جان فرنچ کی صورت کیسی مہیب اور شاندار ہے ؟ مگر غالباً دل کے آتشکدے میں نفوذ کی ایک چنگاری بھی نہیں ہے ورنہ ابتک جنگ یورپ کا صفحہ الٹ چکا ہوتا -

اسی عارضی نفوذ کی نمایش کیلیے لیڈروں کا شاہانہ استقبال کیا جاتا ہے - یہی مصنوعی نفوذ فوجوں کو لڑاتا ہے ' اور ان کو آگ اور خون کے دریا میں دھکیل دیتا ہے - جماعت اس مخفی اثر سے مدہوش ہوتی ہے ' اور اسکو اپنے اعمال کے نتائج کی مطلق خبر نہیں ہوتی -

لیکن ہر نفوذ جماعت پر اثر نہیں ڈال سکتا - جماعت اور لیڈر کے معتقدات و خیالات میں مناسبت ہونی چاہیے - ایک جنرل راہبان عبادت گذار پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا - اونکو صرف واعظ کے پند و نصائح ہی متاثر کر سکتے ہیں - انبیا کرام علیہم الصلواۃ و السلام اسیلیے امت کے قدیم عقاید و خیالات کا لحاظ رکھتے ہیں -

جب آگ کے یہ دونوں شعلے باہم ملجاتے ہیں ' تو جماعت ایسے عجیب و غریب کام کرگذرتی ہے ' جنکو خوارق و عجائب میں شمار کیا جاتا ہے !

(۲) جماعت پر کسی بات کے بار بار کہنے کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے - نپولین کا قول ہے کہ " دنیا میں وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو ایک بات کو بار بار کہتا ہے " قرآن حکیم کی مکرر آیتوں کا اصلی فلسفہ یہی ہے - لیکن اس نکتۂ دقیق و غریب کو بہت کم سمجھتے ہیں اور اسے بھی کم اسکی تقلید کرسکتے ہیں -

بعض لیڈر عمر بھر ایک ہی موضوع پر تقریر کیا کرتے ہیں ' اخباروں میں اشتہارات بار بار اسی غرض سے چھاپے جاتے ہیں -

لیکن ہر تاکید موثر نہیں ہوسکتی اور نہ ہر اعادہ و تکرار مفید ہوسکتا ہے - وہ ایک خاص اصول کا پابند ہے - تاکیدی فقرے کو سادہ ' مختصر ' اور دلیل سے خالی ہونا چاہیے - قرآن حکیم نے شراب کے متعلق صرف اسقدر کہا : فھل انتم منتھون ؟ کیا تم باز نہیں آؤ گے ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چیخ اٹھے : انتھینا انتھینا ! ! ہم باز آے ' ہم باز آے -

لیکن اگر ایک ہی بات کو پہلو بدل بدل کے کہا جاے تو تاکید کا یہ اور بھی موثر تر طریقہ ہے - ایک سادہ اشتہار جب رنگین کاغذ پر چھپا جاتا ہے تو اوسکا اثر بہت ہی بڑھجاتا ہے !

تکرار کا ہر شخص پر اثر پڑتا ہے لیکن جماعت کا معنوی قوام چونکہ نہایت دقیق ہے اسلیے اس میں جو نقش تکرار کے ذریعہ قائم ہوجاتا ہے، وہ کبھی نہیں مٹتا۔

انسان جب ایک بات کو مختلف لوگوں سے سنتا ہے، تو اوسپر مجبوراً یقین کرلیتا ہے۔ اسی طرح جماعت جب ایک ہی بات کو بار بار اور مختلف طریقوں سے سنتی ہے، تو اوسپر اوسکا وہی اثر پڑتا ہے جو ایک شخص پر کسی روایت کے مختلف الوصاف اور متعدد راویوں کا پڑتا ہے۔ اسی تکرار کے اثر سے جماعت میں یقین کی جو کیفیت راسخہ پیدا ہوجاتی ہے، وہ اوس قوت سالبہ کی تولید کا باعث ہوتی ہے، جس کا نام "سریان خیال" ہے، اور جو جماعت کو ایک رشتۂ وحدۃ فکر و عمل میں منسلک کردیتی ہے!

(۳) جماعت صورت سے زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ حقیقت کا اثر اوسپر کم پڑتا ہے۔ اگر کسی جماعت سے کہا جائے کہ "فلاں محلہ میں دس آدمی مرض دق میں مبتلا ہوکر مرگئے" تو اوسپر کچھہ اثر نہ ہوگا، لیکن اگر اسی واقعہ کو یوں بدل دیا جائے کہ ایک مکان گر پڑا اور پانچ آدمی دب کر مرگئے تو اسکا چرچا گھر گھر پھیل جائیگا!

طاعون سے لاکھوں جانیں ہر سال ضائع جاتی ہیں۔ ہم اخباروں میں اونکی رپورٹیں پڑھتے ہیں، لیکن اسکو ایک معمولی واقعہ سمجھتے ہیں، لیکن کسی اخبار میں ہماری نظر سے ایک سطر کی خبر گذر جاتی ہے کہ فلاں جہاز ڈوب گیا، اور اوسکا ایک مسافر بھی نہیں بچا تو دفعتاً ہمارے تمام اعصاب متزلزل ہو جاتے ہیں اور ہمارے اندر ہیجان و اضطراب پیدا ہو جاتا ہے!

تقریر و خطابت کا اثر جماعت پر صرف اسلیے پڑتا ہے کہ وہ اوسکی ذہنی صورتوں کو سامنے کھڑا کردیتی ہے۔ ملکہ خطیب کی حرکت، اوسکا انداز کلام، اوسکے مختلف اشارے، خود اوسیکو اوس چیز کی تصویر بنا دیتے ہیں، جسکا وہ وعظ کہتا ہے۔ جماعت کان سے اوسکی تقریر سنتی ہے اور آنکھ سے اوسکو دیکھتی ہے۔ اسلیے اندر اور باہر دونوں جگہہ اوسکا مطمح نظر ایک معروف صورت میں نظر آتا ہے، اور اوسی صورت کا اوسپر اثر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مسلم لیڈروں کے ہاتھہ سے زیادہ زبان نے دنیا کو فتح کیا ہے!

الفاظ کے معانی ہر زمانے میں بدلتے رہے ہیں، حریت کا جو مفہوم آج ہے، گذشتہ زمانے میں نہ تھا۔ اسلیے مقرر کو الفاظ کے لفظی اثر اور لفظی مفہوم کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ جب کوئی تقریر ان تمام شرائط کی جامع ہوتی ہے، تو وہ جماعت کو دیوانہ بنا سکتی ہے۔

الفاظ جو مجسمۂ معانی جماعت کے سامنے کھڑا کردیتے ہیں، وہ پھر بھی برقع پوش ہوتا ہے۔ لیکن تھیٹر اور تصاویر متحرکہ اوسکو بالکل بے نقاب کردیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت پر ان کا شدت سے اثر پڑتا ہے۔

روس قوم جو دنیا کی ایک مغضوب اور زندہ قوم تھی، ہمیشہ تھیٹروں کو اپنی کامیابی کی منزل مقصود سمجھتی تھی۔ اب بھی بہت سے شورش انگیز خیالات انہی کے ذریعہ پھیلائے جاتے ہیں۔ شخصی حکومتیں شورش انگیز مضامین کی طرح تصویروں کو بھی ضبط کرلیتی ہیں۔ پیرس میں ایک افسر نے ایک مصر کا ایکٹ لو" اور اوسکے جرم کے مختلف مناظر دکھائے۔ تماشائیوں میں اس قدر شورش پیدا ہوئی کہ ہر شخص اوس فرضی مجرم کی طرف حملہ کرنے کیلیے بڑھا۔ اگر پولیس کے افسر تو بیچ تماشہ کے اندر نہ لے لیا ہوتا تو وہ اپنے مقتل جرم کی حقیقی سزا پا جاتا۔

تھیٹر اور بائسکوپ کا اثر جماعت پر اسلیے بھی زیادہ پڑتا ہے کہ جماعت واقعات کے نتائج کی تلاش نہیں کرتی۔ وہ صرف واقعات کی اصلی صورت دیکھنا چاہتی ہے۔ ہم سنتے ہیں کہ لڑائی میں پانچ ہزار آدمی مرگئے۔ لیکن بائسکوپ ہمکو اونکے جسم کے زخم اور انکی گردنوں سے بہتا ہوا خون دکھلا دیتا ہے۔ نتایج کے لحاظ سے اخباروں کی خبر اور بائسکوپ کے تماشے میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن جماعت پر نتیجہ کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ موت سے زیادہ خون کا سیلاب اور زخم کی سرخی اوسکے جذبات کو مشتعل کردیتی ہے۔ ایک مردہ فلسفی کی لاش جماعت کیلیے کوئی موثر چیز نہیں ہے، لیکن ایک زندہ سپاہی کا ایک قطرہ خون اوسکو اپنے قابو سے باہر کرسکتا ہے!!

(۴) جماعت پر اوہام کا بھی نہایت شدید اثر پڑتا ہے۔ وہ حقیقت کو نہیں پوجتی، حقیقت کے مظاہر وہمیہ کی پرستش کرتی ہے۔ بت پرستی کا رواج اسی بنا پر ہوا کہ انسان خدا کو انسان ہی کی شکل میں دیکھنا چاہتا تھا۔ اگر بت خانے نہ ہوتے تو بتوں کی طاقت کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔ عظیم الشان عمارتوں پر ہم نوحہ خوانی کرتے ہیں، لیکن اس اینٹ پتھر کے ڈھیر میں کیا دھرا ہے؟ اوس میں ہمارے آبا و اجداد کی عظمت گذشتہ کی وہمی حقیقت چھپی ہوئی ہے۔ تمام دنیا اسی وہم پرستی کیلیے اپنے قدیم شعار، اپنے قدیم عوائد کو قائم رکھتی ہے۔ عجائب خانے اسلیے قائم کیے جاتے ہیں کہ وہ قدماء کی یادگاروں کو دکھا کر ہمارے دل کے اندر وہی تصویر مرتسم کرتے رہیں۔ تمدن و تہذیب کے ستون کو بھی اسی وہمی حقیقت نے قائم رکھا ہے۔ اگر آج یہ یادگاریں مٹادی جائیں تو دنیا کی قدیم وحشت پھر زندہ ہوجائے۔ ہزاروں لاشیں میدان میں تڑپ تڑپ کے گرتی ہیں، مگر انسانیت کی آنکھہ صرف اشک آلود ہوکر رہجاتی ہے، لیکن جب ایک ادب خانہ، ایک عجائب خانہ یا ایک قلعہ منہدم کردیا جاتا ہے، تو تہذیب و تمدن کی آنکھہ خون کا سیلاب بہانے لگتی ہے۔ کیا انسان کے خون سے یہ چیزیں زیادہ عزیز ہیں؟ کیا انسان نے سب کچھہ ہے دا انسان اینٹ اور پتھر کے ماتم کیلیے ہے؟

لیکن جماعت اونکی حفاظت کیلیے اپنا خون بہاسکتی ہے۔ کیونکہ وہ صرف وہمی امید پر زندگی بسر کرتی ہے، اور اوسکی امیدوں کا مرکز اوسکا دماغ نہیں ہوتا۔ اوس نے اپنی قوت شعور کو کھو دیا ہے، اوسکی امیدوں کا آشیانہ اوسکے قلعے کی برجیاں ہوتی ہیں۔ جب تک وہ قائم ہیں، جماعت بھی زندہ ہے۔ اگر وہ منہدم ہوگئیں تو سمجھہ لینا چاہیے کہ جماعت کا شیرازہ بھی بکھر گیا!

میدان جنگ میں بادشاہ کا تاج دفعتاً زمین پر گر پڑتا ہے۔ ایک فلسفی کی نظر میں یہ نہایت معمولی واقعہ ہے۔ لیکن تمام فوج کے پاؤں دفعتاً لڑکھڑا جاتے ہیں، کیونکہ وہی اونکا قبلۂ امید تھا۔

(۵) جماعت تجربہ سے بھی شدت کے ساتھہ متاثر ہوتی ہے۔

اگر بار بار کے تجربے سے یہ ثابت ہو جائے کہ ایک قوم یا ایک سلطنت ظالم ہے، تو جماعت کو اوسکے مقابلے میں بہ آسانی ابھارا جا سکتا ہے۔ اگر متواتر واقعات اوس قوم کے محاسن کو علانیہ نمایاں کرچکے ہوں تو جماعت اوسکی حمایت کیلیے نہایت مستعدی سے تیار ہو جاتی ہے۔ اسلام کی صحبۃ فاضلہ نے جنگ کے موقعوں پر اکثر اسی صداقت کو نمایاں کیا ہے۔ مسلمانوں کے مسلسل ہمدردانہ و منصفانہ طرز عمل اور فیاضانہ برتاؤ نے مخالف قوموں کو خود بخود اونکا حلقہ بگوش بنا دیا تھا۔ چنانچہ تاریخ اسلام اسکی بکثرت مثالیں پیش کرسکتی ہے۔

تاریخ و عبر

جرمنی کی ترقی کا راز

جرمنی کی ترقی ہمیشہ دنیا کی تمدنی تاریخ کا دیباچۂ زریں سمجھی گئی ہے' اور آج تو اوسکو ایک معجزہ سمجھا جاتا ہے' لیکن درحقیقت یہ کسی مافوق الفطرۃ طاقت کا ظہور نہیں ہے' بلکہ دنیا میں جب کسی قوم نے ترقی کے تمام مبادی و اصول کا احاطہ کرلیا ہے' تو اوسکا ظہور و استیلاء اسی معجزانہ طریقہ سے ہوا ہے -

جرمنی اگرچہ آج تمدن کے تاج کا گوہر درخشاں ہے' لیکن انیسویں صدی کے ابتداء میں اوسپر ایک سخت تاریک تاریخی زمانہ بھی گذر چکا ہے - آج اگرچہ وہ تمام یورپ کا نقشہ بدل دینا چاہتی ہے' لیکن اوسوقت وہ دنیا کے نقشے کا ایک اوڑا ہوا سا رنگ تھی' جو جذب نگاہ کی قوت سے بالکل خالی تھا - یہاں تک کہ جب شارلمان کا تخت و تاج بالکل اولٹ دیا گیا تو اس سیاسی انقلاب نے دنیا میں کسی قسم کی حرکت نہیں پیدا کی' حالانکہ آج جرمنی کی ایک خفیف سی جنبش سے بھی مرکز عالم لرز جاتا ہے -

اس عہد ظلمت میں جرمنی دسالس پیشہ امراء کی حرص و طمع کا شکارگاہ بنی ہوئی تھی' جو اپنی اغراض شخصیہ کے تحفظ کیلیے اجانب و اغیار کی صف جنگ میں شامل ہوکر خود اپنے اہل وطن بھائیوں سے لڑتے تھے - سیاسی روح سے جرمنی کا قالب بالکل خالی تھا - ان امراء کی متفرق جماعتیں تمام ملک پر استبدادی حکومت کررہی تھیں' اور اونکے پنجۂ آہنیں میں جرمنی کا رویاں رویاں گرفتار تھا - اقتصادی حالت نہایت ابتر تھی' رعایا میں باہم کسی قسم کا ربط و اتحاد نہ تھا' زمین بنجر پڑی ہوئی تھی' صنعت و حرفت کا بازار بالکل سرد تھا' اپنے موجودہ مفاخر میں اوسوقت جرمنی صرف شاعرانہ اور فلسفیانہ خیالات پر ناز اوسکتی تھی' اور جبکہ انگلستان یہ فخر کرسکتا تھا کہ وہ عظیم الشان سمندروں کی لہروں پر حکومت کر رہا ہے' اور جبکہ فرانس کو یہ ناز تھا کہ اوسکا علم سلطنت سرسبز مرغزاروں پر لہرا رہا ہے' تو انکے مقابل میں جرمنی بہت زیادہ اونچا اوڑ کر صرف یہ کہہ سکتی تھی کہ "میری حکومت کا پرچم شاعرانہ خیالات کے ہوائی قلعوں پر اوڑ رہا ہے" لیکن اسی ہوائی قلعہ میں اوسکی تمام ترقیوں کا راز سر بستہ محفوظ تھا -

ایشیاء کو یورپ کی قسمت پر رشک کرنا چاہیے کہ جس چیز نے ایران کو برباد کر دیا' اوسی نے جرمنی کی ترقیوں کا سنگ بنیاد نصب کیا - شاعرانہ و فلسفیانہ خیالات پھیل کر بالکل ہوا میں نہیں اوڑ جاتے' بلکہ اگر دماغ پاجاتے ہیں تو وہ کرۂ ہوا کی جگہہ اوسکو اپنا مستقر بناتے ہیں' اسلیے جرمنی کی فضاے بسیط میں اس تیار فکری کی جو لہریں پھیلتی تھیں' وہ سمت سمت سے دماغ کے ایک گوشے میں مرتکز ہوتی جاتی تھیں - لیکن جب دماغ اون سے بھر گیا تو دفعتاً چھلک پڑا' اور جرمنی کی فضاے غیر متحرک میں یکایک ترقی کا ایک سیلاب آ گیا' اور یہ وہی سیلاب ہے' جو آج میدان جنگ میں صرف آگے بڑھتا جاتا ہے' اور پیچھے ہٹنا نہیں جانتا - خیالات کا پیدا کیا ہوا یہ انقلاب بجائے خود فلسفہ تاریخ کا ایک راز سر بستہ ہے' لیکن اسکی کنجی بھی جرمنی ہی کے حدود طبیعیہ میں ہے' اور ہمکو خزانہ سے پہلے کنجی ہی کی جستجو کرنی چاہیے -

جرمنی کی فضا چمکتے ہوے موتیوں' جگمگاتے ہوے ہیروں' لہکتے ہوے سبزوں' مہکتے ہوے پھولوں' کی مرغزار نہیں ہے' بلکہ وہ پیچدار سواحل کا ایک مجموعہ' ٹھوس کانوں کا ایک مخزن' کھیتوں کا ایک طویل سلسلہ' اور نہروں کا ایک بحر بے کنار ہے' اسلیے ان مناظر طبیعہ کا قدرتی اثر بھی ایران اور کشمیر سے بالکل مختلف ہے -

مرغزار' و خرمن گل' قہقہہ تدرو و نالۂ بلبل' اگرچہ انسان میں حسن پرستی اور سوز و گداز سے لطف اوٹھانے کا ایک طبیعی ذوق پیدا کردیتے ہیں جو ترقی کرکے فنون لطیفہ کی شکل اختیار کرلیتا ہے' لیکن عزم و استقلال' رزانت و متانت' سنجیدگی و پختگی کی نشو و نما صرف ناہموار میدانوں' ٹھوس پہاڑوں' اور سنگلاخ زمینوں ہی میں ہوسکتی ہے - اہل جرمنی کو فطرت نے جو غیر مسطح فضا عطا فرمائی تھی وہ قدرتاً ایران و کشمیر کی سر زمین کی طرح جذبات میں کوئی رقیق یا اشتعال انگیز احساس نہیں پیدا کرسکتی تھی - اسلیے وہ لیٹن قوموں کی طرح مصوری اور موسیقی کے اوستاد تو نہ ہوسکے' لیکن اس نے ہر جرمن کو کوہ شکن عزم و استقلال کا ایک پیکر مجسم بنا دیا -

جرمنی کے مناظر طبیعہ کا یہ اثر ہر جرمن کے سیماے سخن گر سے علانیہ نمایاں ہوتا ہے - اگرچہ اوسکی ظاہری شکل و شباہت اور وضع ولباس میں کوئی ایسی مصنوعی کشش نہیں ہوتی جو ناردینان پھوس کی لچکدار کمر کی طرح ذوق طلب آنکھوں کے تار نظر میں سیکڑوں پیچ و خم ڈالدے' لیکن جب وہ کسی نقطے کی طرف حرکت کرتا ہے تو ہر شخص کو صاف نظر آ جاتا ہے کہ وہ ایک توپ کا ٹھوس گولہ ہے جو ہر چیز کو چیرتا پھاڑتا اپنے نشانے ہی پر جاکر دم لیتا ہے -

ہر جرمن اپنے اس طبعی نفوذ و قوت کی نمایش کرنا چاہتا ہے' لیکن وہ اسکے ذریعہ سے نہ اپنے تفوق و شہرت طلبی کا اظہار کرتا اور نہ کوئی مادی فائدہ اوسکے پیش نظر ہوتا ہے' بلکہ وہ اس اخلاقی نمایش کو انسانیت' قومیت اور مدنیت کا حقیقی معیار سمجھتا ہے' اسلیے دنیا کے سامنے ہر موقع پر ایک اخلاقی نمونہ قائم کردیتا ہے -

ہر جرمن اگرچہ فطرتاً اعتماد علی النفس کا مجسم نمونہ ہوتا ہے' لیکن اوسکی قومی نشو و نما اس اعتماد کو اور بھی بڑھا دیتی ہے' جرمن عموماً کثیر الاولاد ہوتے ہیں' اور اب تو اونکی مردم شماری روز بروز بڑھتی جاتی ہے - چنانچہ سنہ ۱۸۱۶ میں اوسکی تعداد ۲۵ ملین تھی' لیکن سنہ ۱۸۵۰ میں یہ تعداد ترقی کرکے ۳۶ ملین ہو گئی' اور سنہ ۱۹۰۵ میں ۶۰ ملین تک پہونچ گئی' اور اب تو اس سے بھی زیادہ ہے - لیکن اسکے برعکس فرانس توالد و تناسل کے میدان میں رجعت قہقری کر رہا ہے - نسل انسانی کی اس افزایش و نشو و نما نے جرمنی میں مزدور اور پیشہ ور طبقہ کی ایک فوج گراں تیار کردی ہے' جو تجارتی اور اقتصادی میدانوں میں ایک کامیاب تمدنی جنگ کر رہی ہے - کوئی جرمن لیٹن قوموں کی طرح اپنی اولاد کے گذارے کیلیے روپیہ کا توڑا چھوڑ کر نہیں مرتا' بلکہ اوسکو صرف ایک زندہ اور متحرک طاقت بنا کر مر جاتا ہے' اور طاقت خون کو رگوں سے خود ہی جذب کر لیتی ہے -

قوت ہمیشہ اپنی نمایش کرنا چاہتی ہے' اسلیے ہر جرمن اپنے نفوذ و اثر کے دائرہ کو وسیع کرنا چاہتا ہے' اور یہ طبعی میلان

صرف افراد کے ساتھہ مخصوص نہیں ' بلکہ جرمنی کی سیاست ' جرمنی کا تمدن ' جرمنی کی تجارت ' جرمنی کی صنعت ' جرمنی کے علوم و فنون ' غرضکہ اوس سرزمین کا ہر ذرہ دنیا میں اونچا ہی ہوکر رہنا چاہتا ہے - چنانچہ اس بلند حوصلگی کی نمایش نے میدان جنگ میں جرمنی کے علم کو ' دریا کی سطح پر اوسکے جنگی جہازوں کے مستول کو ' زمین پر اوسکی کالجوں کے کنگروں کو تمام دنیا سے بلند تر کردیا ہے ' لیکن جرمنی کا یہ تفوق و امتیاز سیاسی قوت اور فوجی استحکام کے نظم و ترتیب کا نتیجہ نہیں ' بلکہ اون پختہ و پیچدار سلسلہ خیالات کا نتیجہ ہے ' جنھوں نے جرمنی کی حدود طبعیہ کے نشیب و فراز میں نشو و نما پائی ہے -

جرمنی کے علمی میدان میں بھی ان پختہ خیالات کی جھلک صاف نظر آتی ہے - جب تک فنون لطیفہ محض تفریح طبع کا ذریعہ خیال کیے جاتے تھے ' جرمنی نے مٹی کے بنے ہوے کھلونوں سے کبھی دل نہیں بہلایا - لیکن جب علمی و تمدنی ترقیوں نے ثابت کردیا کہ اس دل لگی کے ذریعہ سے مادی فوائد بھی حاصل ہوسکتے ہیں - تو اوس نے کانچ اور پتھر کے کھلونوں میں بھی جدید روح پھونک دی -

جرمنی کی سپاہیانہ زندگی کوئی معجزہ نہیں ہے ' البتہ اوسکی ایک خصوصیت خرق عادت خیال کی جاتی ہے - جرمنی ایک مدت تک اندرونی سیاسی کشمکش کی جولانگاہ بنی ہوئی تھی ' لیکن جب پروشیا میں سیاسی توازن قائم ہوگیا تو دفعتاً اوسکا گرم خون رگوں میں منجمد ہوگیا - اب تمام نزاعیں ' تمام جھگڑے ' تمام مخاصمتیں ' مبدل بہ اتفاق و اتحاد ہوگئیں ' اور جرمنی کی پوری قوت ایک عظیم الشان طاقت کے آگے سربسجود ہوگئی ' اور اوسکا مرکز ثقل تمام یورپ بلکہ تمام دنیا کی طرف منتقل ہوگیا -

تقریباً ہر سلطنت ایک مدت تک رعایا کے ساتھہ سرگرم جنگ رہ چکی ہے - لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجود اس کشمکش کے جرمنی کی قوتوں میں باہم کوئی شدید تصادم نہیں ہوا ' اسلیے جرمنی کی قومیت کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہونچا ' اور دنیاوی ترقی میں قومیت ہی اصل چیز ہے ' خانہ جنگی کا سب سے بڑا سبب افلاس و دولت کی جنگ اور دولت مند اور سوشیالسٹ فرقوں کا تصادم ہے - جرمنی اگرچہ سوشیالزم کا مرکز ہے ' لیکن اس نے بھی وہاں مفید نتائج پیدا کیے ہیں - جرمنی کا ہر سوشیلسٹ اپنے حصول مقصد میں سرگرم رہتا ہے ' لیکن اوسکی طبیعی متانت و سنجیدگی نے اوسکو یہ سبق پڑھا دیا ہے کہ جسطرح فوج کی تربیت باہم لڑاکر نہیں کی جاتی ' اسی طرح یہ مقصد صرف جبر و قوت سے حاصل نہیں ہو سکتا - جرمنی میں عموماً صنعت ' حرفت کے میدان میں رقیبانہ حوصلہ مندیاں ایک دوسرے سے گوے سبقت لیجانا چاہتی ہیں - اس لیے ہمیشہ مزدوروں ' کارخانہ داروں ' اور باہم تاجروں میں سیاسی کشمکش کا اندیشہ رہتا ہے ' لیکن اس قسم کی متعدد انجمنیں قائم کر دیگئی ہیں ' جو تزاحم و تصادم کے اسباب کا انسداد کرتی رہتی ہیں ' اس لیے کسی قسم کی شورش نہیں ہونے پاتی ' اور تجارت کا کام ایک منتظم اصول پر چلا جاتا ہے -

ہر جرمن اگرچہ مغرور ہوتا ہے ' لیکن وہ جماعت کے مقابل میں اپنے آپ کو بالکل حقیر سمجھتا ہے ' اس لیے وہ اوس میں نہایت خوشی سے داخل ہو جاتا ہے - جرمنی میں ایک خاص قسم کی بے شمار کمپنیاں قائم ہیں جنکو " فرائن " کہتے ہیں ' ہر جرمن ان کمپنیوں میں سے کسی نہ کسی کمپنی میں ضرور شامل ہوتا ہے ' اور اس طرح جرمنی کی عملی قوت کا کوئی جزو بیکار نہیں رہتا ' اور یہ اوسکی ترقی کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے -

اجتماع قواء کی اس طبعی سہولت نے جرمنی کے لیے وطنی فوج کی تنظیم و ترتیب ' بڑے بڑے کارخانوں کے انتظام ' بینکوں ' صنعت گاہوں ' اور کالجوں کے قیام کو نہایت آسان کردیا ہے ' اس لیے وہ علم و ہنر ' صنعت و حرفت ' دولت و ثروت کا مرکز بنگئی ہے - جرمنی تمام دول یورپ میں ایک معتدل زندگی بسر کررہی ہے - مذہبی حیثیت سے نہ وہ ملحد ہے ' نہ ٹھیٹھہ متعصب ' بلکہ وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھہ ' عقل و نقل میں تطبیق دینا چاہتی ہے -

اسی اعتدال نے اوسکو ایک عجیب و غریب نظام حکومت کا محکوم بنا دیا ہے - جرمنی نے شخصیت و جمہوریت میں عجیب و غریب رابطۂ اتحاد پیدا کردیا ہے - جرمن قوم عنان سلطنت اپنے ہاتھہ میں لینا نہیں چاہتی ' بلکہ اوس نے ایک صاحب اختیار اور ذی نفوذ بادشاہ کے ہاتھہ میں اپنے سررشتۂ امید کو دیدیا ہے - تاہم وہ اس شخصیت کے ساتھہ جمہوریت سے بھی متمتع ہو رہی ہے ' یعنی عنان سلطنت تو بادشاہ کے ہاتھہ میں دیدی ہے ' لیکن خود بادشاہ کو اپنے ہاتھہ میں رکھا ہے -

شئون حربیہ

اطالیا کا لائحہ عمل کیا ہے ؟

از مسٹر ہالبروک جیکسن

امن یورپ کی بنیاد عہد ناموں پر قائم ہے - ہم ان عہدناموں کا احترام دیانت داروں کی طرح کرتے ہیں - لیکن اگر کوئی شخص انکو توڑیگا تو ہم کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟

[فرانسسکو کرسپی]

جو سوال میں نے سر مقالہ میں لکھا ہے یہ تاریخ یورپ کی اس عظیم الشان اور مجنونانہ ساعت میں ایک سب سے زیادہ اہم سوال ہے ' اور اس سوال کے نیچے جو قول نقل کیا ہے اس سے طنز و تعریض کی صدا آتی ہے ' کیونکہ یہ قول کرسپی کے ڈپلومیٹک زبان سے نکلا ہے ' جو شہزادہ بسمارک کا کھرا دوست اور اہل اطالیا میں سے اس " اتحاد ثلاثہ " کا قطعی حامی تھا ' جسکو آج اطالیا نے بے تکلف توڑ دیا ہے -

اطالیا کیا کریگی ؟ اسکا جواب اسوقت تک نہیں دیا گیا ہے - مگر مجھے اس میں ذرا شک نہیں کہ اگر اسوقت کرسپی ہوتا تو وہ کیا کرتا - یعنی گو اس نے یہ ذمہ لیا تھا کہ ضرورت کے وقت اسکا ملک اپنا فرض ادا کریگا ' لیکن ایک ڈپلومیٹ کی حیثیت سے وہ بلا ادنی تکلیف " فرض " کی تفسیر " سیاسی مصلحت " کرتا -

بہر حال میرا یہ خیال نہیں کہ اطالیا اپنے اس مشہور مدبر کی تائید کرتی -

(کرسپی کے مختصر سوانح حیات)

فرانسسکو کرسپی سنہ ۱۸۱۹ ع میں بمقام صقلی پیدا ہوا ' اور سنہ ۱۹۱۰ ع میں بمقام نیپلس مرا ہے - اس نے اپنی اس طویل عمر میں تاریخ یورپ کے بہت سے انقلابات و تغیرات دیکھے ہیں -

کرسپی نام کو تو وکیل تھا ' مگر سیاسیات اسکی زندگی تھے - اور قسمت نے اسے پیدا بھی تاریخ کے ایسے دور میں کیا تھا جبکہ اس قسم کی زندگی پوری طرح بسر کی جا سکتی تھی -

کرسپی جسوقت جوان ہوا ہے اسوقت یورپ نپولین کی لائی ہوئی ذلت و نکبت سے نکل رہا تھا ' اور آیندہ انقلاب کے لیے برپاہ ہو رہا تھا - ہر ملک میں بیچینی و اضطراب کی ایک نئی اور عجیب و غریب روح پیدا ہو رہی تھی ' یعنی جرمنی میں فرڈیننڈ لیسیل اور کیرل مارکس ' ہنگری میں لوئس کوتھ ' فرانس میں لوئس بلینک ' انگلستان میں چارلس جونس ' اور اطالیا میں کیور ' گیری بیلڈی ' اور میزینی موجود تھے -

اس زمانے کی روح حریت کے یہ واضح مظاہر اگرچہ مطالبات میں باہم مختلف تھے ' تاہم شان انقلاب انگیزی میں سب مشترک تھے - کرسپی اطالیوں کے وطن پرستوں میں شامل ہوگیا ' اور سنہ ۱۸۴۸ کی بغاوت صقلی میں عملی حصہ لیا - انقلاب کی نا کامی اور بور بونس کی واپسی سے مجبوراً اسے بھاگنا پڑا - اس نے " پیڈمونٹ " میں جا کے پناہ لی ' جہاں اسکی انقلاب انگیزانہ روح میزینی کے ساتھہ شریک کار ہو گئی ' اور بغاوت " عدن " میں اس نے پھر حصہ لیا -

مگر یہاں سے بھی کرسپی کو بھاگنا پڑا وہ مالطہ سے بچتا ہوا پیرس پہنچا - یہاں سے ایک بار پھر حکام وقت نے اسے نکالا اور بالاخر خارجی باغیوں کے دیرینہ ملجا و ماوی لندن نے اسے معہ میزینی کے اپنے حرم حریت یہاں پناہ دی -

لندن میں ان دونوں آدمیوں نے آزادی اطالیا کے لیے متحدہ طور پر کام کیا ' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گیری کی سرگروہی میں ہزارہا نے علم بغاوت بلند کیا اور بالاخر وکٹور عمانوایل کی ماتحتی میں اطالیا دوبارہ متحد ہوا -

ان تمام جلیل القدر کاموں میں کرسپی نے معقول حصہ لیا -

اسوقت تک کرسپی کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ ایک ایسا جمہوریت پسند ہے کہ ادنی رعایت کے ساتھہ بھی وہ کسی قسم کا تصفیہ کرنے والا نہیں - کرسپی سنہ ۱۸۶۱ میں اکسٹریم لیفٹ (بائیں جانب کی انتہائی جماعت) کے ممبر کی حیثیت سے پارلیمنٹ میں داخل ہوا ' لیکن سنہ ۱۸۶۴ ع میں وہ شاہ پسند ہوگیا ' اور اپنے اس انقلاب کی وجہ میزینی سے یہ بیان کی کہ " شاہی متحدہ کرتی ہے ' مگر جمہوریت تقسیم کرتی ہے "

اسی وقت سے اس نے وطن پرستانہ ایجیٹیشنوں کی قدیم روح کو خیرباد کہا ' اور کرسپی جو پہلے " جنگجو مشہور تھا وہ اب " پارلیمنٹیرین " " وزیر " اور " ڈپلومیٹ " کہلانے لگا -

آخر عمر میں اس پر رشوت ستانی کے الزامات بھی قائم کیے گئے ' جنہیں اسلیے بحفاظت تمام برداشت کیا ' مگر اسکے رفقاء قدیم نے ترک اصول اور غداری کے جو الزام لگائے تھے انکے حق میں وہ اسقدر خوش قسمت نہ نکلا اور بالاخر " لیگا " کے چند نوجوانوں (انارکسٹوں) نے اسکی جان پر بعض غیر کامیاب حملے کیے -

تاہم کرسپی میں ہمت کی کمی نہ تھی - کوئی تہدید ' کوئی تنقید اور کوئی توہین اسے اپنی حریت کے دبانے کی پالیسی سے نہ روک سکی اور وہ برابر اس پر قائم رہا اس پالیسی کی وجہ سے گو وہ اپنے ابتدائی رفقاء کو کھو بیٹھا ' مگر اسے نئے سیاسی دوست ملگئے جن سے اس کی خود بینی اور ترقی یافتہ طاقت کی تشفی ہوگئی - اس نے گلیڈسٹون سے گرمجوشانہ تعلقات پیدا کیے ' اور بسمارک کے ساتھہ اسکی دوستی تو اسقدر بڑھ گئی کہ بالاخر اسکا بہت بڑا اثر اطالیا کی خارجی پالیسی پر پڑا -

میموائرس (۱) کی آخری جلد بھی شائع ہوگئی ہے - اس جلد سے ان آخری دوستیوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں ' مگر ہمکو اسوقت دلچسپی صرف اس مفاہمت سے ہے جو بسمارک کے ساتھہ ہوئی تھی کیونکہ یہ واقعہ معاملات یورپ کی موجودہ پیچیدگیوں کے سلسلہ کی ایک درمیانی کڑی ہے -

(تاریخ اتحاد ثلاثہ)

ہماری توجہ پر کرسپی کے دعوے کا دارو مدار صرف اس واقعہ کی بناء پر ہے کہ اس نے اتحاد ثلاثہ کی تائید کی - کرسپی کے عہد میں تمام بڑے معاملات کے لیے ہم اس زمانے کے بڑے اشخاص - گیری بالڈی ' میزینی ' اور کیور کے حالات بہت زیادہ جوش کے ساتھہ پڑھینگے ' مگر اطالیا کی موجودہ حالت کے لیے نہیں یعنی اطالیا جس طرح اسوقت متحد اور ایک بڑا ملک ہے یہ بات ان اشخاص کی وجہہ سے نہ پیدا ہوتی - اسلیے اسکی تاریخ کے لیے ہم کو کرسپی کے حالات پڑھنا چاہیے -

یہ صحیح ہے کہ کرسپی نے پہلے ان لوگوں کے مقاصد کی خدمت کی ' مگر اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ آخر عمر میں اس نے ان مقاصد کو اسی طرح روکا اور اپنا قوی اثر انکے خلاف استعمال کیا -

کرسپی فدیہ کی تحریک کا ایک چالاک دشمن تھا -

اطالی وطن پرستوں کی نظر میں غیر مفدی اطالیا (یعنی اطالیا کا وہ حصہ جو کسی دوسری قوم کے پاس ہے اور اب تک فدیہ دیکے آزاد نہیں کرایا گیا ہے) میں آسٹرین قلمرو کا اطالی بولنے والا حصہ شمالی اطالیا ' نائس ' مالطہ ' اور کارسکا بھی شامل تھے -

محض زبان کی وجہ سے مالطہ پر اطالی حقوق کا قائم کرنا واقعی مشکل ہے ' اور اس سے زیادہ اس امر کا سمجھہ میں آنا مشکل ہے کہ کیسے کارسکا کی پیچیدہ اور مصیبت زدہ تاریخ مفید طور پر چھیڑی جاسکتی ہے - اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں -

لیکن جنوب ٹرائل اور اسکے متصل کے ملک کی حالت بالکل مختلف ہے ' اور آسٹریا کے پاس اس خوف کی وجہ تھی کہ یہ ملک بالاخر اسکے ہاتھہ سے نکلکے اطالیا کے پاس چلا جایگا -

سالہا سال سے اطالیا کی خارجی پالیسی ان خواہشوں میں منقسم رہی ہے کہ جنوب ٹرائل کو آزاد کرایا جاے - فرانس کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی جائے جس سے وہ (بلاوجہ) خائف رہتی تھی ' اور اپنے متعلق انگلستان کی عمدہ راے کو قائم و برقرار رکھا جائے -

اطالی جمہوریت پسندوں کا ایک بڑا حصہ فدیہ دینے کا حامی تھا گو اسکی راے کو حکومت نے دبایا اور ویٹکن مانع ہوا -

اس کھلی ہوئی قومی تحریک کے ان دونوں مخالفتوں کی وجہ بخوبی ظاہر ہے - ایک طرف تو گذشتہ صدی کی آخری ربع میں ویٹکن پاپائی ریاستوں کی تنسیخ کی پریشانی میں مبتلا تھا ' اور اسے پادریوں کے مخالف اطالیا سے صرف منفی دلچسپی تھی یعنی اسکا نقطۂ دلچسپی یہ تھا کہ اطالیا کوئی مستقل و مستحکم طاقت نہ بننے پائے ' دوسری طرف آسٹریا جو ہمیشہ کی طرح اس

(۱) یہ ایک کتاب ہے جو کرسپی کے حالات میں تکلی ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے اسکا ماخذ زیادہ تر خود کرسپی کی تقریریں اور تحریریں ہیں -

وقت بھي روما كي وفادار معتقد تھي' ممکن تھا که کسي وقت اسے ایک حامي فدیه کا دور تمثیل کرنا پڑتا -

اسیطرح حکومت کي مخالفت بھي اچھي طرح "مصلحت" کي بنیاد پر قایم تھي - غرض فرانس پر اعتماد کي کمي نے جو نپولن کے وقت سے وراثتاً چلی آ رهی تھي' اور شمالي افریقه میں فرانس اور اطالیا کے منصوبوں کي وجه سے پیچیده هو گئي تھی' اطالیا کے لیے ایک مرکزي طاقت کے ساتھه اتحاد کي ضرورت پیدا کردي -

روس اور انگلستان دونوں کے ساتھه یه اتحاد نا ممکن تھا' کیونکه دونوں ملکوں میں فرانس کے متعلق دوستانه جذبات ترقی کر رهے تھے - آسٹریا سے یه کام لیا جاسکتا تھا مگر جمهور پسند اس قسم کے اتحاد کو غیر طبعي قرار دیتے - جرمنی جو فرانس اور روس کی دوستي کے مقابله میں اپنے استحکام کیلیے مضطرب تھي' یه چاهتي تھي که ایک ایسا اتحاد هو جس میں آسٹریا کي دوستي بھي شامل هو - بسمارک نے اس قسم کے اتحاد کا اراده کرلیا تھا' اور اسکی تکمیل کیلیے وه هر ڈپلو میٹک اور سیاسی چالیں چلتا رها -

اس نے آسٹریا کے دل میں پاپا کے ساتھه اطالي طرز عمل کے خلاف ایجیٹیشن کا خیال پیدا کیا' اور اسکے لیے ایک اخباري معرکه بپا کیا' جسمیں اس نے اس امر کی طرف اشاره کیا که اطالیا کي حالت متزلزل اور بر سر انقلاب هے - شاه همبرٹ نے پروشین ڈپلو میسی کے خلاف جنگ کی' مگر آخر میں اسکے ارباب سیاست بسمارک کی آهني ترغیبات سے مغلوب هوگئے اور سنه ۱۸۸۲ع میں عهدنامه پر دستخط هوگئے -

اس عهدنامه کے ابتدائي سال خوشگوار نه تھے - کیونکه " اتحاد ثلاثه " هردلعزیز نه تھا - اس نے یه فرض کرلیا تھا که فدیه کی تحریک کو دبایا جائے - اس نے فرانس کے ساتھه مفاهمت کی راه میں لا ینحل مشکلات پیدا کیے اور انگلستان کے ساتھه مطلوب و مرغوب دوستي کو دشوار کردیا -

پانچ سال کے بعد یه اتحاد ٹوٹگیا مگر اسکے بعد اطالیا کے لیے چند مراعات کے ساتھه پھر اس عهد نامه پر دستخط هوے -

اس عهدنامه پر دوباره دستخط کے ۴ ماه بعد کرسپي وزیر اعظم هو گیا - کرسپي اهل اطالیا میں سے اس عهدنامه کا شدید ترین مرید تھا - وزیر اعظم کي حیثیت سے اسکے اولین کام یه کیا که وه اس عهدنامه کے متعلق گفتگو کرنیکے لیے بسمارک سے ملنے گیا' اور اسکے بعد سے اس نے همیشه اس موضوع پر اور اسکے همرشته مسئله یعني تحریک فدیه کے متعلق جب کبھی کچھه کہا تو وه پروشیا کی زبان سے کہا - ذیل میں کرسپي اور بسمارک کی باهمي گفتگو کا ایک حصه درج هے :

کرسپي لکھتا هے که ایک دن شام کو هم لوگوں کی باتوں میں سنه ۱۸۶۶ع کی جنگ کا ذکر آگیا - میں نے ان سے (بسمارک) یه پوچھا که " ٹرینٹ پر قبضه حاصل کرنے کیلیے اطالیا کی کوششوں کي تائید میں آپ نے اپني آواز کیوں نه بلند کی ؟ " انهوں نے جواب دیا که وه اس سرزمین کی حوالگی کے مسئله پر نپولین اور فرانسس جوزف نے بحث کي تھي' اور ان دونوں شهنشاهوں نے صلح سے پہلے اور هماري مداخلت کے بغیر اسے طے کرلیا تھا " کرسپي کہتا هے که یه بالکل ظاهر هے که سنه ۱۸۶۶ میں نپولین کی همارے معاملات میں مداخلت ایک بار اتحاد اطالیا کے لیے پھر آفت انگیز هولي - اس معامله میں نه پروشیا آزادي سے ایدهه کرسکتي تھي اور نه هم خود هي کچھه کر سکتے تھے - وینشیا صرف اس بناء پر دیدیا گیا که وه انتظامي سرحد میں داخل هے' اور اسطرح هم جنوبی الپس پر قبضه کرنے سے محروم کردیے گئے -

کرسپي سرحد آسٹریا و اطالیا کی پیش نظر تحدید ثانی کا مرید رها' اور تحریک فدیه کي همیشه همت شکني کي - آخر عمر میں وه ڈپلو میسی کو ایجیٹیشن پر ترجیح دیتا تھا' بلکه وه تو یہاں تک بڑھگیا تھا که اس نے اپنے دل میں یه امید قائم کر رکھي تھي که جب سنه ۱۸۹۲ ع میں عهدنامه کي تجدید هوگي تو وه اسمیں سرحد کے تصفیه کے متعلق ایک دفعه رو شناس کریگا' اور غالباً اگر اسکے هاتھه سے حکومت نکل نه گئي هوتي تو وه یه کرلیتا - کرسپي ایسا شخص نه تھا که اپني پشت پر قوم کو محسوس کیے بغیر ایسي روش اختیار کرتا - یه واقعه هے که اطالي قوم بڑي حدتک تحریک فدیه کي حامي هے' اور وه کبھي بھي اتحاد ثلاثه کي پرجوش مرید نه تھي -

(کرسپي کي اپنے اهل وطن کو نصیحت)

" میموائرس " کے مولف نے کرسپي کو وطن پرست ثابت کرنے کي تکلیف اٹھائي هے - مگر همیں یه کبھي نه بھولنا چاهیے که کرسپی کي زندگي کا آغاز ایک وطن پرست کي حیثیت سے هوا اور انجام ایک سیاسي کي حیثیت سے - اسلیے خواه اسکے خیالات کچھه هوں مگر اسے ایک "مخلص" کے بدلے "فرصت جو" اور عمده موقع کا متلاشي سمجھنا چاهیے - اسکے یه فرصت جویانه میلانات ایک فدیه کے مخالف تقریر میں ظاهر هوتے هیں جو اس نے سنه ۱۸۸۹ میں دي هے - اس تقریر میں اسنے عهد ناموں کے صلح سازانه انجام پر زور دیا هے' مگر تاهم وه سیاسي چالاکي سے یه کہتا هے :

" قومیت کے لحاظ سے یه امر نهایت ضروري هے که بہترین مناسب موقع کا انتخاب کیا جاسے - لیکن یه بات یاد رکھنا چاهیے که جب کبھي جنگ کے وجه سے یورپ کے نقشه میں تغیرات هوں تو اس وقت اس سوال کو دوباره زنده هونا چاهیے -

اطالیا کو کسي بات کا خوف نہیں هے - اسے دینا کچھه نہیں' البته لینا اور ملنا بہت هے - لیکن جبکه ان اصول کي حیات بخشي هر محب وطن میں هونی چاهیے - (ممبروں کی نشستوں کي طرف اشاره کرکے) خواه وه ان بنچوں پر هوں (وزراء کي بنچوں کي طرف اشاره کرکے) یا خواه ان بنچوں پر تو اسکے ساتھه هي یه بھي هے که وه چوٹي کي صفت' جسکي حکومت سلطنت اور ارباب سلطنت دونوں پر هوني چاهیے " احتیاط " هے "

آج ۲۵ سال گزر چکے هیں اور انکے ساتھه بہت سے اختلافات بھی ختم هوگئے هیں - اطالیا فرانس کو اب ایک خطر ناک همسایه نہیں سمجھتی -

دوستي کے جتنے اسباب کبھي هوے هیں انگلستان اور اطالیا کي باهمي دوستي کے لیے اس سے زیاده اسباب موجود هیں - ایک طرف تو جنگ بلقان روس سے کسي نزاع کے بغیر ختم هو گئي هے' اور دوسري طرف آسٹریا کے قبضه میں جنوب " ٹرالل " " ٹرینٹو " هے اور الحاق " هرز گونیا " " بوسینا " کي وجه سے " اڈریاٹک " اسکي طاقت اور مستحکم هو گئي هے - اسکے علاوه امن یورپ کو اس عهد نامه کے اصلي دستخط کرنے والے نے توڑا هے جو اطالیا سے محض حفظ امن کے لیے کیا گیا تھا - غرض اگر اطالیا محتاط هے تو وه اپنے مشیر کرسپي کي طرح آسٹریا میں " غیر مفدي اطالیا " پر نطریں جمائے هوے اختتام جنگ کا انتظار کرتي هیگي - ورنه احتیاط کے بدلے جرأت و همت سے کام لیا تو پھر وه یورپ کي مهذب فوجوں کے ساتھه هوکر اس عزت کے میدان میں اپنا کھویا هوا ملک واپس لیگي -

" الان "

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر جرمن سوار کو " الان " کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے - جس وقت علم عقاب کے زیر سایہ سواروں کا انسانی سمندر موجزن ہوتا ہے تو اس میں "الان" سے کہیں زیادہ " کریسیر " "هسار" "ڈراگوں" ہوتے ہیں - (کریسیر ' هسار ' اور ڈراگوں مختلف قسم کے سواروں کے نام ہیں -)

الان ایک ترکی نژاد لفظ ہے - اس کے معنی "سوار" کے ہیں - یورپین قوموں میں یہ نام سب سے پہلے پول قوم نے اختیار کیا - ایک زمانہ میں فرانسیسی سپاہ میں بھی الان کے چند ریجیمنٹ تھے جو فرانس کے قومی علم "مثلث اللون" کے خدمتگذار تھے ' مگر یہ ریجیمنٹ زیادہ عرصہ تک قائم نہ رهسکے اور بہت جلد انہیں سواروں میں شامل کر دیا گیا -

جرمن سپاہ میں " الان " کم و بیش سنہ ۱۷۴۸ میں روشناس ہوے - جس وقت شروع شروع میں الان جرمن سپاہ میں داخل کیے گئے ہیں ' اس وقت انہوں نے جرمن سپاہ میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہیں کیا - بلکہ فریڈرک اعظم موسس جرمن شاهنشاهی تو انکی غیر عسکری زندگی سے اس قدر تنگ آ گیا تھا کہ بالاخر اس نے ان ریجیمنٹوں کو توڑدیا -

لیکن فریڈرک اعظم کے بعد الان کے ریجیمنٹ دوبارہ ترتیب دیے گئے اور اس مرتبہ انہوں نے ایسے جوہر دکھاے کہ وہ آج تک جرمن سپاہ کے سرخیل سمجھے جاتے ہیں

جرمن سپاہ میں الان نے یہ شہرت سنہ ۱۸۷۰ کی جنگ فرانس و جرمن میں حاصل کی - اس جنگ میں وہ جرمن سپاہ میں سب سے زیادہ پیش پیش رہے اور اپنی یکساں بہادری ' جانبازانہ حملہ ' اور فوجی قابلیت و سرگرمی سے سب کی نظروں میں اپنے آپ کو نمایاں اور ممتاز بنا لیا اس جنگ میں انکی یہ حالت تھی کہ بغیر کسی تنبیہہ و اطلاع کے وہ ایک غیر معلوم مقام سے نکلتے تھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے - اس وقت انکے جوش و خروش کا یہ عالم ہوتا تھا کہ ہر متنفس لڑنے اور مرنے کے لیے همہ تن مستعد نظر آتا تھا !

جرمن سپاہ میں " الان " کا نام " ہلکی سوار " ہے - کیونکہ در اصل وہ وهی کام کرتے ہیں جو سوار کیا کرتے ہیں - چنانچہ الان کے ریجیمنٹ اصل فوج کے آگے آگے چلتے ہیں اور دید بانی ' عام نگرانی ' تحقیق حالات ' اور انکی اطلاع وغیرہ کا کام کرتے رہتے ہیں جو عموماً سواروں کے کام ہیں -

لیکن انکی کارگزاری اسی پر ختم نہیں ہو جاتی - جب پیادہ فوج واپس ہوتی ہے تو اس وقت وهی اسکو دشمن کی تعاقب کرنے والی فوج کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں -

امن و صلح کے زمانہ میں ایک الان ریجیمنٹ میں پانچ اسکوالڈرن ' اور ایک اسکوالڈرن میں ۱۳۵ آدمی ہوتے ہیں ' لیکن جنگ کے زمانہ میں ایک اسکوالڈرن میں بجاے ۱۳۰ کے ۱۵۰ آدمی کردیے جاتے ہیں - جب جنگ ہوتی ہے تو ایک ریجیمنٹ کے صرف ۴ اسکوالڈرن مصاف میں جاتے ہیں - کیونکہ پانچویں ریجیمنٹ میں صرف رنگروٹ اور غیر ترتیب یافتہ گھوڑے ہوتے ہیں - یہ پانچواں ریجیمنٹ ڈیپو بھیجدیا جاتا ہے - ڈیپو میں نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھہ فوجی تعلیم دی جاتی ہے - یہاں تک کہ وہ معرکہ آرا صفوں میں شرکت کے قابل ہوجاتے ہیں -

ایک جرمن الان کا جواب انگریزی فوج میں زیادہ تر انگریزی نیزہ باز (لانسر) کو سمجھیے - دونوں کی وردیاں بہت هی مماثل و مشابہ ہوتی ہیں ' بلکہ در حقیقت " نیزہ باز " کا خود جسکو صحیح طور پر ٹوپی کہنا چاهیے ' الان هی کے سر کی پوشاک کی نقل ہے - دونوں فوجیں ڈبل بریسٹ ٹیونک (دهرے پردے کی صدریاں) اور گہرے گہرے رنگ کے بالعموم پہنتی ہیں -

اسلحہ میں الان کے پاس تیغ ' نیزہ ' قرابین ' یا طپنچہ ہوتا ہے - تاهم اسکا اصلی هتیار نیزہ هی ہے - الان بالاوسط شہسوار ہوتے ہیں - انکی نشست اور گرفت دونوں عمدہ ہوتی ہے - البتہ انکی زینیں کسیقدر تکلیفدہ وضع کی ہوتی ہیں جنکی وجہ سے اکثر گھوڑوں کی پشتیں زخمی رہتی ہیں -

(کام اور ڈسپلن)

ہر جگہ سواروں کو پیادوں سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے - اس کلیہ سے الان بھی مستثنی نہیں - جاڑا ہو یا گرمی ' ہر موسم میں اسے صبح ۶ بجے سے چند منٹ بعد پریڈ میں حاضر ہونا پڑتا ہے ' اور پھر شام تک وہ اصطبل اور ڈریل میں لگا رہتا ہے - اسکے بعد بھی اسکا کام ختم نہیں ہو جاتا - کیونکہ رات کو اسے لیکچر سننے کیلیے جانا پڑتا ہے جو افسران فوج فن جنگ پر دیتے ہیں -

ان لیکچروں کا موضوع اگرچہ فن جنگ ہوتا ہے ' مگر وہ در حقیقت مسائل جنگ تک محدود نہیں ہوتے - انمیں تاریخ جنگ اور فن جغرافیہ وغیرہ کا حصہ بھی ہوتا ہے -

ایک الان رنگروٹ کو سب سے پہلے جو شے سیکھنا پڑتی ہے ' وہ اپنے ریجیمنٹ کا ماٹو ہے - اسکے بعد اسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ تمھیں قیصر اور ملک کی راہ میں جان دینے کیلیے ہر وقت تیار رهنا چاهیے !

تمام جرمن سپاهیوں کی طرح الان کو بھی قسم کھانا پڑتی ہے کہ وہ ہر وقت قیصر کی اطاعت و فرمانبری کے لیے مستعد رهیگا - البتہ امن و صلح کے زمانہ میں اس الان کو حلف اٹھانیکی ضرورت نہیں پڑتی جو مقام " بیوریا " میں پیدا ہوتا ہے -

یہ خیال کہ بالاوسط الان نیم وحشی اور نیم " یاهو " ہیں ' نہایت درجہ تمسخر انگیز اور بے بنیاد ہے - یقیناً جب خونریزی اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے وطن کے لیے معرکہ آرائی انہیں مشتعل کر دیتی ہے ' تو اس وقت وہ استعارہ کے طور پر نازک اندام خاتونوں کی طرح بکری کی کھال کے دستانے نہیں پہنتے - مگر یہ کچھہ انهی کی خصوصیت نہیں ہے - ہر سپاهی خواہ وہ کسی قوم کا ہو ' ایسے وقت میں یہی کرتا ہے - اگر جنگ نہ ہو تو پھر الان خوش اطوار ' نرم طبیعت ' اور فرماں بردار انسان ہے -

جرمنی کے ہر ریجیمنٹ میں ڈسپلن نہایت سخت ہے - اس موقع پر بھی الان کے دستے اس سختی سے مستثنی نہیں - نن کمیشنڈ افسروں حتی کہ کارپورل اور سارجنٹ تک کو سزا و جزا دینے کا اختیار ہے - اگر ایک عام سپاهی کسی افسر سے شکایت کی جرات کرتا ہے تو اس شکایت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے ساتھہ بد سے بد تر سلوک کیا جاتا ہے -

الان ریجیمنٹ کو صفائی کی نہایت شدید تاکید ہے - اگر پریڈ کے وقت کسی الان سپاهی کے پرتلے یا بٹن پر گرد و غبار کا ایک دھبا بھی ہو یا کوئی بٹن ڈھیلا ہو تو یہ ایک سنگین جرم قرار پائیگا اور اسکی قرار واقعی سزا دیجائیگی - الان سپاهیوں کے کئی کئی گھنٹے روز اپنے بکلس ' پرتلے ' اور جوتے وغیرہ کے صاف کرنے میں صرف ہوجاتے ہیں - وہ اپنے بوٹ پر اس قدر پالش کرتا ہے کہ آئینہ کی طرح چمکنے لگتا ہے -

(غـذا اور تنخـواه)

مجموعی حیثیت سے جرمن سواروں کو بري غذا نہیں ملتي - جب وہ ایکٹو سروس پرھوتا ھے (یعني جب وہ کام کرتا ھے مثلاً جنگ میں لڑ رہا ھے یا نمایشي جنگ میں شریک ھے) تو اسے راشن مفت ملتا ھے - ایسے زمانہ میں ڈیڑھہ پونڈ روٹي یا بسکٹ' ساڑھے تیرہ اونس گاے کا گوشت' ساڑھے تین پونڈ آلو اور کافی ملتی ھے - یہ ظاھر ھے کہ اس قسم کا راشن ھر وقت اور ھر حالت میں مہیا نہیں ھوسکتا - خصوصاً شدید جنگ میں کہ بسا اوقات کمسریٹ کي گاڑیاں کہیں کي کہیں نکلجاتي ھیں' اور کبھی تو دشمن کے ھاتھہ لگ جاتي ھیں -

ایسے وقتوں میں اسے اپنے " آھني راشن " سے کام لینا پڑتا ھے - یہ آھني راشن چھوٹا سا ٹین کا ایک ڈبا ھوتا ھے جس میں گوشت ترکاري خشک کي ھوئي بند ھوتي ھے - یہ ڈبا ھر سپاھي کے ھمراہ رھتا ھے - گرم پاني' ایک چٹکي آٹا' اور تھوڑا سا نمک' اچھا خاصا مزیدار سالن تیار ھوگیا !

ایک الان سپاھي کو روپیہ پس انداز کرنے کے مواقع بہت ام ملتے ھیں' کیونکہ غذا' وردي' اور دوسري مدوں کے جبریہ وضع کرنے کے بعد اسکے پاس صرف دو پنس (ایک پنس ایک آنے کا ھوتا ھے) کے پیسے بچتے ھیں - تاھم بییر اور تمباکو سستي ملتي ھے - البتہ جو والدین اپنے لڑکوں کو بہت چاھتے ھیں' وہ اس عزت کے صلے میں جو انہیں لڑکے کے الان ھونیسے حاصل ھوتي ھے' اسکي جیب میں کبھي کبھي چند " پفین اگ " ڈالدیتے ھیں - پفین تانبے کا ایک جرمن سکہ ھے جو پیني کے برابر ھوتا ھے -

(مـدت خدمت)

۱۷ سے ۴۵ سال تک ھر کام کرنے کے قابل جرمن کیلیے فوجي خدمت لازمي ھے - عام حالات میں ۲۰ برس سے پہلے فوجي تعلیم شروع نہیں ھوتي - اگر کوئي شخص الان فوج میں داخل ھوتا ھے تو اسے ۳ سال تو رینکس (عام سپاھیوں) میں اور دو سال سروس (خدمت) میں رھنا پڑتا ھے -

اسکے بعد وہ " لینڈ وھیر " میں آتا ھے - یہاں وہ ۵ - سال تک رھتا ھے - اسکے بعد وہ ۸ سال تک " سکنڈ ڈویزن " میں رھتا ھے اور وھاں سے " لینڈ اسٹرم " میں آتا ھے - جب ۴۵ سال کی عمر ھوجاتي ھے تو پھر اسکي مدت خدمت ختم ھو جاتي ھے اور اپني دنیاوي زندگی بسر کرنے کیلیے آزاد ھوجاتا ھے -

ایجنٹوں کیلیے کمیشن

ھفتہ وار الهـلال کي ایجنسي میں نہایت معقول ھے

درخواست میں
جلدي کیجیے - دعوۃ حق کے اعلان اور
ھـدایت اسـلامي
کي تبلیغ سے بڑھکر آج کوئي مجاھدۂ دیني نہیں ھے -
اسپر نفع مالي مستزاد !

بلقـــان کا عقدۂ لا ینحـل

انگلستان کے مصالح و ضروریات اور اقوام بلقانیہ کے حوصلے

بلقان لیگ کي دوبارہ احیاء کي سعي

اثر : کاتب شہیر ایچ - جی - ویلس

بلقان کي ریاستیں کبھي بھي کوئي مستقل مسئلہ نہ تھیں' بلکہ ھمیشہ سے انکي حیثیت ضمنی و تبعي رھي ھے - یعنی ایک اور مسئلہ ھے جسکي وہ ایک جزء رھی ھیں - یہي وجہ ھے کہ آج تک کوئي شخص اس مسئلہ کا ایسا کاغذي حل بھي پیش نہ کرسکا' جسے دوسرا شخص بھي قبول کرسکتا -

اصل یہ ھے کہ معاملات بلقان کو طے کرنے کی کوشش کرنا اور طے کرتے وقت اسٹریا ھنگری کی شاھنشاھی کو نظر انداز کردینا بالکل ایسا ھے' جیسے کسی اسپتال کے چند مریضوں پر بحث کرنا مگر کسی کے سر' کسی کے شانے' کسی کے پیر' اور کسی کے پیٹ کو نظر انداز کردینا - کیا ایسي بحث لائق قبول ھوسکتی ھے ؟

بلقان اور آسٹریا ھنگری کے باھم ارتباط و وابستگی کی یہ حالت ھے کہ اھل سرویا کا بڑا حصہ اور اھل رومانیا کی ایک کثیر تعداد آسٹریا ھنگری میں رھتی ھے - آسٹریا بحر ایڈریا تک کي طرف سرویا کی ترقي کی راہ میں ایک پتھر ھے - یہی پتھر ھے جسکی وجہ سے سرویا کو بلغاریا سے نا گوار جنگ کرنا پڑي -

مگر اب شاید ھر شے بدلگئی ھے - اب انگریزوں کو آسٹریا ھنگري کے احساسات کے متعلق کسی قسم کی تکلیف گوارا کرنے کي ضرورت نہیں - اب ھماری مصلحتیں بلکہ شدید ضرورتیں بلقاني قوموں کے حوصلوں کے ساتھہ کوچ کررھي ھیں -

(سرویا اور بلغاریا)

ھمیں پہلے ان چند لغو اور بے معنی خیالات کو صاف کرلینا چاھیے' جنکو بہت سے اچھے آدمی بھی ان ریاستوں میں سے دو ریاستوں کے متعلق یقین کرتے ھیں - آجکل کچھہ فیشن سا ھوگیا ھے کہ جب کبھي بلغاریا اور سرویا کے متعلق کچھہ لکھا یا کہا جاے تو اسطرح کہ گویا یہ دونوں قومیں مایوس کن طور پر بربریۃ' جرائم پیشگي' اور حب وطني میں یورپین قوموں کی رفاقت کے نا قابل ھیں - سرویا کے متوفی بادشاہ اور ملکہ کے قتل' سراجیوا کی خونریزیاں' بلغاریا کی سرویا پر سفا کیاں' مقدونیہ میں عہد جنگ کي بے پایان بربریت و ستم کاری' ان امور کو دوبارہ متحد ھونے والی " سرویائے عظمی " دوبارہ پیدا ھونے والی بلغاریا' اور حسب سابق پھر قائم ھونے والی بلقان لیگ کے خلاف بہت زیادہ وزن پیدا کردیا جاتا ھے -

اب ان جرائم و مظالم سے گذر جانے کی کوئی صورت نہیں' تاھم اسوقت دنیا کے سامنے جو عظیم الشان تنقیحیں پیش ھیں' ان میں ان واقعات کو انکي واجبی حد تک رھنا چاھیے اور اس سے آگے نہ بڑھنا چاھیے -

* * *

آسٹریا میں اھل سرویا کي کل تعداد ۱۰ ملین ھے - اھل رومانیا کي تعداد بھي اسیقدر ھے - اھل بلغاریا غالبا ۷ ملین ھیں - زیش اور سلافي ۶ یا ۷ ملین ھیں - مگر ۱۰ ملین سے زاید نہیں ھیں - اسیطرح اھل ورتھنیا بھي اسوقت ۴ ملین ھونگے -

یہ امر ھر انگریز کے لیے ظاھر ھے کہ جب تک یہ لوگ اجنبي

وغیر مانوس زبان بولنے والے حکمرانوں کی محکومی کی قید سے نہ ہونگے' اسوقت تک ان ۶۰ یا ۷۰ ملین انسانوں میں سے کوئی بھی سیاسی یا اجتماعی حیثیت سے خوش نہیں رہسکتا -

اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تک ان لوگوں کی معقول وجہ سے تسلی نہ ہوجائیگی' اسوقت تک یورپ کا امن مشکوک و غیر یقینی رہیگا - غرض در اصل یہی خطہ ہے جس پر فرانس' انگلستان' اور اطالیا کے امن کا انحصار ہے -

اسلیے یورپ کے نئے نقشے کی ترتیب اور جنوب و مشرق یورپ میں قیام امن و آشتی کا اثر کروروں انسانوں کی زندگی پر پڑیگا - خواہ یہ اثر اچھا ہو یا خراب -

(قوم کی ایک خونخوار شکل)

اس نئے نقشے کی ترتیب اور قیام امن و آشتی میں جن امور سے بحث کرنی ہے' وہ ایسے عظیم الشان ہیں کہ انکے مقابلہ میں زید یا عمر کے قتل کے واقعات ایک نظر میں غایب ہوجانے والے نقطے کے برابر ہیں -

ایک بادشاہ کا قتل جو اپنے انسانوں کے معاملات عشق و محبت کے تابع تمام قوم کی قسمت کو کرنا چاہتا ہو' اور وہ بھی قوم کے ہاتھوں سے نہیں' عام جماعت کے ہاتھوں نہیں' بلکہ چند افسروں کا فعل جو اسیقدر محب وطن تھے جسقدر ظالم تھے - یا سازش کا ایک جال جسنے فرڈیننڈ کو قتل کیا - ان میں سے کسی شے کو بھی ان کئی ملین سرویوں کی آزادی کی راہ میں حائل نہ ہونا چاہیے جو اسیطرح بے گناہ ہیں جسطرح کہ ولتشائر کا ایک کسان !

ایک زمانہ میں ہر قوم کی شکل خونخوار و مجرمانہ ہوتی ہے - اہل برطانیہ و امریکہ جو سرویا کے قتل اور بلغاریا کے قتل عام پر اسقدر وحشت و خوف کا اظہار کررہے ہیں' اگر یہ تصنع نہیں تو انہیں اسکاٹلینڈ' آئرلینڈ' اور ریڈ انڈین کی تاریخ سے ناواقف محض ہونا چاہیے - اگر سرویا میں سازش قتل کی پرورش کی جارہی تھی' تو کیا آئرلینڈ اور امریکہ میں فینی این (مخفی آئرش سوسائٹیوں کے ممبر) نہ تھے ؟

پھر فونیکس پارک کے اعلی پیمانہ پر تنظیم یافتہ قتل کی وجہ سے ہم انگریزوں نے نہ تو آئرلینڈ کو ہمیشہ کے لیے آزادی سے محروم دیا اور نہ امریکہ سے جنگ کی -

ہم اہل انگلستان و امریکہ جسقدر جلد اپنے اپنے دل تمام سروی قوم کے خلاف اس منافقانہ سخن سازی سے خالی کرادینگے جسکی وجہ چند ہولناک واقعات ہیں اور جو بربری ہنگاموں میں ناگزیر ہوتے ہیں' اسیقدر جلد ہم ان لوگوں کو ترقی اور آزادی میں مدد دیسکینگے' اور یہی ایک ضمانت ہے جو آیندہ بربری حرکات کے عدم امکان کے لیے ہوسکتی ہے -

اگر تم لیپزگ میں خانماں سوزی و خونریزی کی وجہ سے تمام جرمن زبان بولنے والی قوم کے خلاف (جسکی تعداد ۷۰ - ملین ہے) بغض و عداوت اور بے رحم انتقام کی قسم کھالو' تو یہ تمہارا فعل عین انصاف اور بالکل بجا ہے - لیکن اسیطرح دوسری قوموں کو بھی سمجھنا چاہیے - مظلوم قومیں اور ستم کشیدہ نسلیں غضبناک ظلم کے قلعے ہوتی ہیں - یہ جنگ متحرک تصاویر کا تماشہ نہیں ہے - اس مرقع میں ملکہ ڈراگا اور ارچ ڈیوک فرڈیننڈ کی تصویریں نہیں ہیں - ایک مدبر کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ گذشتہ باتوں کا انتقام لیا کرے' بلکہ اسے حال کے امکانات اور مستقبل کی امیدوں پر بحث کرنی چاہیے !

(اولین بلقان لیگ)

اسوقت ایک واضح امکان یہ ہے کہ بلقان لیگ دوبارہ زندہ کی اپنے مصالح میں تطبیق دیجاسکتی ہے - اس کار خیر میں انگلستان ایک کار فرما اور براہ راست دور تمثیل کرسکتا ہے - بلقان لیگ کی شکست تمام دنیا میں آزاد خیال رایوں کیلیے ایک گہری مایوسی تھی -

مگر یہ ایسی مصیبت نہیں کہ دور نہ ہوسکے - اتفاق تعجب انگیز تھا - افتراق تعجب انگیز نہ تھا - اور اس افتراق کی وجہ سرویا کی مخالفت تھی جو اسکے دوستوں کی طرف سے نہیں بلکہ اسکے دشمن آسٹریا کی طرف سے ہوئی تھی -

اب آسٹریا کا خیال نہیں رہا - اسوقت رومانیا اور بقیہ تینوں سلطنتوں کیلیے ہمارے ساتھ عام اتفاق اور یکجائی عمل کے ساتھ کام کرنے میں واضح اور معقول فائدہ ہے -

یونان کے لیے ایپرس' جزائر ایجین' اور قبرص (ہم اسکو چھوڑ سکتے ہیں) میں کافی معاوضے موجود ہیں - بلغاریا میں مقدونیہ کی فیاضانہ اصلاح کا نام موجود ہے اور شمال کی دو سلطنتوں کی طبیعی توسیع ابھی ظاہر ہوچکی ہے - ان ریاستوں کو ہماری طرف سے ہوکے متحدہ طور پر کسی کارروائی سے جو شے مانع ہوتی ہے' وہ درحقیقت صرف بے اعتمادی اور عداوت ہے جو پہلی بلقان لیگ کی شکست کی وجہ سے ہنوز باقی ہے - وہ جلد باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرینگے - لیکن وہ انگلستان پر بخوشی اعتماد کرینگے (؟) وہ اب ایک ایسی کانفرنس میں بخوشی بیٹھینگے جسمیں انگلستان' روس' اور اطالیہ کے قائمقام ہوں' اور انکو یہ یقین دلایا جاے کہ یہ فیصلہ دائمی ہوگا اور پھر ایک ہی دن میں انکی پیش اندیشیدہ حدود کے ہر امر کو طے کردیا جایگا - وہ ایسی صلح بخوشی کرینگے جو ایک صدی تک قائم رہے -

انگلستان مصالحت کرانیکے علاوہ کچھ اور بھی کرسکتا ہے - وہ انہیں مالی مدد دیسکتا ہے اور اسطرح آسٹریا اور جرمنی پر عقب سے حملے کیلیے ۶ یا ۷ لاکھ جنگ کے خوگر سپاہیوں کی کمک مل سکتی ہے -

(اطالیہ اور موجودہ جنگ)

اسکے علاوہ اگر بلقان لیگ پھر قائم ہوگئی تو یہ بمشکل ممکن ہوگا کہ اطالیا اس جنگ میں شرکت سے انکار کرے - کیونکہ جبکہ سروی " ڈیلمیشیا " میں ہونگے تو اسوقت اطالیوں کو ٹریسٹ اور فیومی میں داخلہ سے باز رکھنا بمشکل ممکن ہوگا اور روسی سیلاب کو برلن تک راستہ ملنے سے بہت پہلے (جسکا انتظار سرگرمی کیساتھ ہو رہا ہے) اسکی جنوبی حملہ آور فوجیں والنا میں ہونگی -

اس جنگ کے محدود رہنے کا زمانہ گیا - اب تو وہ وقت آگیا ہے کہ ہر وہ سپاہی جو میدان جنگ میں لڑنے جاتا ہے' یورپ کی جانکنی کی مدت کا ایک حصہ کم کردیتا ہے -

یہ بلقان لیگ کے صرف جنگی فوائد نہیں ہیں جنکا مجھے اسقدر خیال ہے - دوبارہ زندہ ہونیوالے یورپ کیلیے صلح کی ایک بلقان لیگ کی شدید ضرورت ہے - بلکہ یہ لیگ تمام عالم کے اطمینان کیلیے بھی ضروری شے ہے - (باستثناے عالم اسلامی - الہلال) میں پھر کہتا ہوں کہ قطعاً اس بلقان لیگ کی ضرورت ہے - اگر ولٹشائر کے کسان کو امن و امان کے ساتھ اپنی بھیڑوں کے گلے چرانا ہیں - اگر لوگوں کو چکاگو اور بوکوہیما میں خوشحال اور کامیاب ہونا ہے' تو شاید " بلقان لیگ " کافی طور پر وسیع نہیں - کیونکہ جو وہ نماے بلقان میں رومانیا نہیں ہے - اگر یہ فیصلہ دیرپا ہونے والا ہے تو اسمیں اطالیا کو بھی ضرور شریک ہونا چاہیے -

اگر یورپ کا فیصلہ آزادانہ اصول پر کیا گیا تو اسکی وجہ سے ۲۰ ملین آبادی کی یہ مختلف سلطنتیں پیدا ہوجائینگی' جنمیں سے کوئی بھی تنہا اپنی حفاظت کے قابل نہ ہوگی البتہ مجموعی حیثیت سے وہ دنیا کی قوی ترین طاقت ہونگی - اسکے ساتھ یہ بھی ظاہر ہے کہ باہم ایک عام رابطہ اور مفاہمت کے ذریعہ

مذاکرۂ علمیۃ

تارپیڈو

غالباً جدید بحریات میں سب سے زیادہ خطرناک اختراع "تارپیڈو" ہے - اسکے بے پناہ خطرے کا اندازہ اس اعلان سے هوسکتا ہے جو انگلستان کے امیر البحر سر پرسي اسکاٹ نے اعلان جنگ سے کسیقدر قبل کیا تھا :

" ان زیر آب کشتیوں نے جنگي جہازوں کو ایک متروک الاستعمال شے بنا دیا ہے - ان پاني کے اندر چلنے والی کشتیوں نے جو حملہ کے ایک تنہا هتھیار کي حیثیت سے تارپیڈو کو اپنے همراہ رکھتي هیں' بھاري بھاري توپوں سے مسلح جہازوں کو چشم زدن میں مغلوب کرلیا ہے "

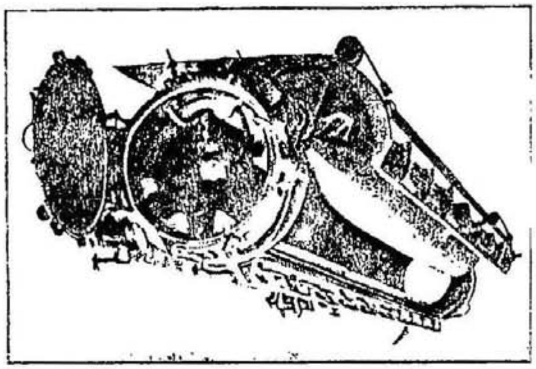

تصویر (۱)

(تارپیڈو کي اختراع)

تارپیڈو کی ایجاد سنہ ۱۸۶۶ع میں هوئي ہے - اسکا مخترع "لیز" نامی ایک آسٹرین صناع ہے - لیز آسٹرین بیڑے میں کپتان تھا - اسوقت اس ایجاد کي کائنات صرف ایک کشتي تھي جسمیں آتشگیر مادے بھرے هوتے تھے - اس کشتي میں ایک اسٹیم انجن یا کلاک ورک مشینري هوتي تھی جو اسے چلاتي تھي - اسکي رهنمائی چند تاروں کے ذریعہ هوتي تھي جو ساحل کے اسٹیشن یا کسي دوسرے جہاز تک آتے تھے اور اسي ساحل یا جہاز کي چھت پر سے اسکي رهنمائي کي جاتی تھی -

یہ تارپیڈو اپنی هیئت و شکل اور طریق عمل میں بالکل مسٹر برینین کے تارپیڈو کے مشابہ تھا - ان دونوں تارپیڈوں میں بجز اسکے اور کچھہ فرق نہ تھا کہ اول الذکر سطح آب کے اوپر کام کرتا تھا اور دوسرا پاني کے اندر -

انسان کی تمام ایجادوں کی طرح تارپیڈو بھی اپنے ابتدائي عہد اختراع میں غیر مکمل اور محتاج اصلاح تھا - مگر خوش قسمتي سے اسکو ایک خریدار ملگیا جس نے اسکی مقبول اپنے ذمہ لے لی - یہ خریدار مسٹر رابرٹ رهالٹ هیڈ تھا

رهالٹ فییوم کے ایک کارخانہ کا ڈائریکٹر تھا - اوسنے اس نامکمل ایجاد کو لیز سے خرید لیا' اور اسکي اصلاح و تکمیل پر خاص طور سے توجہ کي -

رهالٹ اس موضوع پر دو سال تک غور و خوض کرتا رها - بالاخر سنہ ۱۸۶۸ع میں ابتدائی مشکلات مغلوب هوے' اور ایجاد اس حد تک مکمل هوگئي کہ اسکا اعلان کیا جاسکے -

انگلستان نے رهالٹ کو "شیرنس" میں مدعو کیا تاکہ اسکي ترقی یافتہ تارپیڈو کا تجربہ کیا جاے' اور اگر اس امتحان میں وہ کامیاب هو تو انگریزي بیڑے میں بھي یہ اختراع روشناس کی جاے -

رهالٹ هیڈ نے اس دعوت کو منظور کیا اور دو تارپیڈو کشتیاں ساتھہ لیکر انگلستان پہنچا - ان میں سے ایک کا قطر ۱۶ - انچ اور دوسرے کا ۱۴ - انچ تھا - ۱۶ - انچ قطر والي تارپیڈو کي زد ۳ هزار فیٹ' اور ۱۴ - انچ والي کي ۲ هزار فیٹ تھي ' اور دونوں کي شرح رفتار زاید سے زاید ۷ بحري میل - (بحري میل کو انگریزي میں " ناٹ " کہتے هیں جو ۶۰۸۰ فیٹ کا هوتا ہے)

اس امتحان میں ترقي یافتہ تارپیڈو کشتیاں پوري طرح کامیاب ثابت هوئیں - اسلیے امیر البحر نے ۱۵ هزار پونڈ میں اس اختراع کے تمام حقوق خرید لیے اور یہ شرط لگالي کہ ایک خاص جماعت کو اسکے بنانیکي تعلیم بھي دینا پڑیگي' اور آیندہ جسقدر اضافے یا اصلاحیں هونگی انسے فائدہ اٹھانیکا حق بھي صرف انگریزي بیڑے هي کو حاصل هوگا -

(تارپیڈو کیا ہے ؟)

تارپیڈو کے متعلق عام طور پر لوگوں کو غلط فہمیاں هیں ' اور نہ صرف هندوستان وغیرہ میں بلکہ خود انگلستان میں بھي عام لوگ بہت کم صحیح راے رکھتے هیں -

مشہور اخبار " گلوب " کا ایک مضمون نگار لکھتا ہے :

" تارپیڈو کیا ہے ؟ اسکے متعلق اسوقت تک اچھے خاصے پڑھے لکھے اور دھمن لوگوں میں بھی غلط فہمي پھیلي هوئي ہے - لوگ عموماً یہ سمجھتے هیں کہ تارپیڈو میں جہاز کا عملہ بھی هوتا ہے اور وہ کوئی خاص طرح کي آبدوز کشتي ہے - حالانکہ اسکی کچھہ بھي اصلیت نہیں - تارپیڈو درامل ایک پرو جیکٹائل ہے - (پرو جیکٹائل کا اطلاق هر اس شے پر هوتا ہے جو آگے کي طرف پھینکي جاے - خواہ وہ پتھر کا ٹکڑا هو یا لوهے کي گولي ' یہ

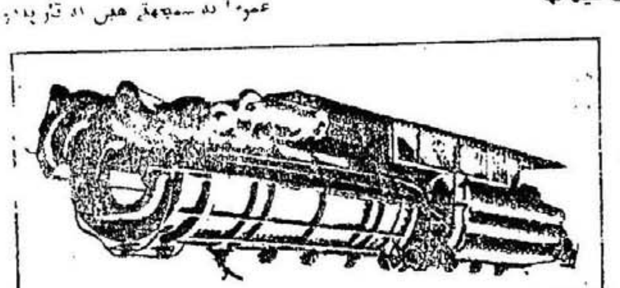

تصویر (۲)

گولی اور شے) اس میں اور توپ کے گولوں میں یه فرق ہے که توپ جب گوله پھینکتی ہے تو وہ اوپر کی جانب جاتا ہے - اگر اسکی زد طویل ہو تو ۲۵ سو فیٹ تک بلند ہوسکتا ہے اور پھر نشانه پر لگنے کے لیے نیچے کی جانب اترتا ہے -

لیکن تار پیڈو کی حالت اس سے مختلف ہے - وہ تار پیڈو کی نلکی کے ذریعه یا کسی اور طریقے سے پھینکا جاتا ہے - مگر توپ کے گولے کی طرح اوپر کی جانب نہیں جاتا بلکه نکل کے تھوڑی دیر ٹھہر جاتا ہے اور اسکے بعد پانی کے اندر ہی اندر چلا جاتا ہے - پانی کے عمق کی مقدار پھینکنے والے کی راے و تجویز پر موقوف ہے - وہ جسقدر عمیق پانی میں چاہے تار پیڈو کو لیجاسکتا ہے اور اپنا کام انجام دیسکتا ہے - لیکن یه یاد رکھنا چاہیے که صرف پھینکنے والے کا ارادہ ہی اس بارے میں کافی نہیں ہے، بلکه اسکے ساتھه خود تار پیڈو کی ساخت میں بھی اسکی رفتار و عمق کی ضروری استعداد ہونی چاہیے - اگر اسکی مشین اسطرح نہیں بنالی گئی ہے که وہ مختلف درجه کے عمق میں تار پیڈو پھینک سکے تو تار پیڈو پھینکنے والے کا محض ارادہ کچھه نہیں کرسکتا -

تار پیڈو اور گولے کا ایک اصولی فرق تو یه تها - دوسرا اساسی فرق یه ہے که گولے کی سرعت رفتار کا دار و مدار ان آتشگیر مادوں کی قوت و ضعف پر ہے جو اسے توپ کے دہانے سے نکالتے ہیں - لیکن تار پیڈو اپنی سرعت رفتار کے لیے اس قسم کے مادوں کا محتاج نہیں ہے:- خود اسکے جسم کے اندر بھی پرو پلنگ مشین ہوتی ہے - یہی مشین تار پیڈو کو باہر نکالتی ہے اور اسکی قوت و ضعف پر تار پیڈو کی سرعت و سست رفتاری موقوف ہے - تار پیڈو کی ابتدائی حرکت خواہ دبی ہوئی ہوا کے ذریعه سے ہو (جیسا که تار پیڈو ٹیوب میں ہوتا ہے) یا بارود کے ذریعه ہو، دونوں حالتوں میں جب تار پیڈو نکلتا ہے تو پانی سے ٹکراتا ہے - اس تصادم سے ایک پرزہ ہٹ جاتا ہے جو پہلے ایک قسم کی روک کا کام کرتا تها - اس روک کے ہٹ جانے سے انجن چلنے لگتا ہے اور بعض مخفی انتظامات کے ذریعه (جو ایک بحری افسر کی ایجاد ہیں) ایک شدید حرارت پیدا ہو جاتی ہے - اسی حرارت کی وجه سے دبی ہوئی ہوا کی مقررہ مقدار تار پیڈو کو بہت دور تک لیجاتی ہے -

تصویر نمبر [۳] : تار پیڈو کی مشین میں ہوا بھری جارہی ہے !

(تار پیڈو ٹیوب)

اس مضمون میں آپ تین تصویریں دیکھتے ہیں - یه ایلسرک تار پیڈو ٹیوب ہیں - " تار پیڈو ٹیوب " سے مراد وہ نلکی ہے جو تار پیڈو کے گولے کو دشمن کے جہاز پر اتارتی ہے -

تار پیڈو ٹیوب پہلے کہربائی طاقت سے چلتی تھی مگر اب پانی کے زور سے چلتی ہے - یه آبی طاقت اسکے لیے یا تو جہاز مہیا کرتا ہے یا برقی اور دستی پمپ کے ذریعه حاصل کی جاتی ہے - اس پمپ کے ذریعه فی مربع انچ ۱۰۰۰ پونڈ تک دباؤ پیدا کیا جا سکتا ہے - بالفاظ واضح تر پمپ کے ایک مربع انچ پانی کا دباؤ اس شے کے دباؤ کے برابر ہوتا ہے جسکا وزن ۱۰۰۰ پونڈ ہے !

اس پمپ کے لیے برقی طاقت ضروری نہیں ہے - چار آدمی اگر ہاتھه سے چلائیں تو اتنا دباؤ پیدا ہوسکتا ہے جو اس مشین کے تمام کاموں کو کافی سرعت کے ساتھه انجام دیگا (دیکھو تصویر نمبر ۳ - اسمیں تین آدمی ہوا بھر رہے ہیں)

پہلی تصویر میں مشین کے پہلو کی طرف ایک دروازہ سا نظر آرہا ہے - یه دروازہ بھی پانی کی طاقت سے بند ہوتا ہے - یہاں ایک چونگا ہے جو پانی کی طاقت سے تار کی رسی پر حرکت کرتا ہے - رسی کے سرے چند چرخیوں پر سے گزرتے ہوے دروازے کے کنارے آکے مل جاتے ہیں -

ایک شکنجه اس دروازہ کو روکے رہتا ہے، اور وہ بھی پانی ہی کی طاقت سے حرکت کرنے والے چونگوں پر متحرک ہوتا ہے - اسکا مقصد یه ہے که جب تک دروازہ اچھی طرح بند نه ہوجائے اسوقت تک یه شکنجه نیچے نه گرے - چند سوراخ اسطرح بنالیے گئے ہیں که شکنجه گرنے نہیں پاتا -

(یه مشین کیونکر گوله باری کرتی ہے ؟)

اس مشین میں پانی کی طاقت سے چلنے والا چونگا ہوتا ہے - چونگے کے ساتھه ایک ریک ہوتا ہے (ریک میکنکس کی اصطلاح میں ایک سیدھی یا خفیف سی ٹیڑھی سلاخ ہے جسکے ایک جانب دانت بنے ہوے ہیں تا که دندانه دار پہیوں کے اندر کام کرسکے) ریک ایک دندانه دار پہیے کو گھماتا ہے اور وہ ایک دوسرے دندانے دار پہیے کے ذریعه ایک زنجیر سے وابسته ہے - زنجیر ایک شیفٹ کو کھینچتی ہے - شیفٹ سلاخ کا ایک ٹکڑا ہے جسکے ایک سرے پر دندانه دار پہیا جڑا ہوتا ہے - یه آخری پہیا ایک دوسرے ریک سے ملا دیا گیا ہے - یہی ریک اندر کی نلکی کی چوٹی پر بھی نصب ہے -

جب ریک گھومتا ہے تو اسکی گردش سے یه نلکی اندر یا باہر آجا سکتی ہے -

جس شیفٹ کا ابھی ذکر کیا گیا ہے، وہ ایک دوسری زنجیر سے وابسته ہوتا ہے - اس زنجیر کو دو پنجے کھینچتے ہیں - ایک پنجه اندر کی طرف، دوسرا باہر کی جانب -

یہاں ایک مانع ہوتی ہے جو اس پنجه کو مشغول رکھتی ہے جو نلکی کے اندر کسی شے کے دوڑنے کے لیے ضروری ہے -

تار پیڈو نلکی میں ایک " رزرو وائر " یعنی حوض ہوتا ہے جس میں ہوا بھری رہتی ہے - اس ہوائی حوض میں جب دباو فی مربع ۱، انچ ۳۰ پونڈ تک پہنچ جاتا ہے، تو ایک سلنڈر میں (جس کو اردو میں چونگا یا نل کہنا چاہیے) ایک آله متحرک ہوجاتا ہے جسے پسٹن کہتے ہیں - پسٹن ایک چھوٹے سے پرزے کا نام ہے جسکی شکل چونگے کی سی ہوتی ہے - وہ نلکی کے سرے میں آکے اس طرح ٹھہر جاتا ہے که اگر چاہیں تو باری باری سے آگے اور پیچھے اسے حرکت دیں - اردو میں کسی قدر توسع و تجوز کے ساتھه اس کا ترجمه ڈاٹ یا کاگ بھی ہو سکتا ہے -

یہاں ایک اور آلے کی صورت بھی ذہن نشیں کرلینی چاہیے جسے " ریلو " کہتے ہیں - ریلو سے مقصود ایک قابل حرکت پردہ ہے جو

نلکی کے اوپر ہوتا ہے' اور اس طرح جڑا ہوتا ہے کہ ایک طرف کہلتا ہے اور دوسری جانب بند ہو تا ہے - پسٹن کے متحرک ہونے سے نلکی کا ویلو کہل جاتاہے - اُس کے کہلنے کے بعد ہوا کا دباؤ سلنڈر پر پڑتا ہے جو اندر اور باہر آتا جاتا رہتا ہے' ساتھہ ہی پنجہ کہلجاتا ہے - اور ان تمام ترتیبات کے بعد ہوا کا دباؤ پسٹن کے آگے کی طرف نکلکے اس طرح ٹہر جاتا ہے کہ نلکی اندر آ جا سکتی ہے -

تارپیڈو ٹیوب کے سر ہونے کے بعد ہوائی حوض میں ہوا کا دباو کم ہونا شروع ہوتا ہے' اور جب ۲۵ پونڈ فی مربع انچ سے بھی کم رہجاتا ہے تو اس وقت ایک کمانی کے ذریعہ پسٹن اپنے سلنڈر میں پھر واپس چلا آتا ہے - پسٹن کے اندر واپس آجانے سے اندر کی طرف کا پنجہ پھر مشغول ہوجاتا ہے اور ہوائی دباو سلنڈر پر پڑنے لگتا ہے - اسکی وجہ سے نلکی خود بخود اندر چلی آتی ہے -

اس مشین میں دو دستی بیلن بھی ہوتے ہیں - انکا کام یہ ہے کہ وہ بوجھہ کو سنبھالے رہتے ہیں - بیلن ایک پن کے ذریعہ باہم وابستہ ہوتے ہیں - جب پن ہٹا دی جاتی ہے تو پسٹن اور دونوں پنجے حسب دستور کام کرنے لگتے ہیں اور نلکی اندر اور باہر آنے جانے لگتی ہے' بشرطیکہ آتشبار حوض خالی نہ ہوگیا ہو -

لیکن اگر کسی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو یہ بیلن اسکو ٹہیک بھی کر دیتے ہیں -

تارپیڈو ٹیوب کے متعلق حال میں "گرانگو" نامی جہاز کے تجارب نہایت کامیاب ثابت ہوے ہیں - اسمیں ۱۲' انچ کی ایلسوک تارپیڈو ٹیوب نصب کی گئی تھیں - اس جہاز کی رفتار اثناء تجربہ میں زائد سے زائد ساڑھے ۲۵ ناٹ تہی -

جاپانی جہاز "ہیبی" زیر تعمیر ہے - اسمیں اسطرح کی ۸ - مشینیں ہونگی - ٹرکی کے جو دو جہاز انگلستان میں بنے تھے' ان میں بھی یہ مشینیں نصب کی گئی تہیں' مگر افسوس کہ اب انکا تجربہ انگلستان کریگا - کیونکہ اس نے جہازوں پر قبضہ کر لیا ہے اور جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے ٹرکی انسے محروم رہگئی ہے -

(جدید تارپیڈو)

جدید تارپیڈو کی شکل ایسی ہوتی ہے جیسے دونوں جانب سے کار دم سگار کی ہوتی ہے - (دیکھو تصویر ۳) البتہ اسکے سرے پر ایک ابھرا ہوا حصہ ہوتا ہے جسکو انگریزی میں نوز (ناک) کہتے ہیں - اس نوز میں چند پرزوں کا سلسلہ ہوتا ہے جنکا نام دھسکر (کَل مِیچِم) ہے -

ان دھسکروں کی یہ خاصیت ہے کہ انکی ایک ہلکی سی ٹکر بھی تارپیڈو کے مشتعل ہونے کیلیے کافی ہوتی ہے -

تارپیڈو کی نلکی میں اس مقام پر ایک پنکھا بھی ہوتا ہے - جب تارپیڈو نلکی سے روانہ ہونے لگتا ہے تو یہ پنکھا از خود کہل کے متحرک ہو جاتا ہے - پنکھے کا مقصد یہ ہے کہ جب تک تارپیڈو اُس جہاز یا کشتی سے کسی قدر فاصلے پر نہ پہنچ جاے جس تک وہ پھینکا جاتا ہے' اسوقت تک زیادہ حرارت نہ پیدا ہونے پاے - کیونکہ اگر جلد گرمی پیدا ہو جاے تو یہ خطرہ ہے کہ شدت حرارت سے راستے ہی میں پھٹ جائیگا' اور بوجہ قرب کے خود اپنے ہی جہاز کو زخمی کردیگا -

تارپیڈو کے ابتدائی حصے میں ۳ سو پونڈ "گن کوٹن" (ایک بہت ہی سخت آتشگیر مادہ) ہوتا ہے - "گن کوٹن" میں ایک پرزہ کے ذریعہ آگ پیدا ہوتی ہے جسکو "ڈیٹونیٹر" کہتے ہیں - یہ ڈیٹونیٹر دھسکروں کے ذریعہ چلتا ہے -

تارپیڈو کے دوسرے حصہ میں دبی ہوئی ہوا ہوتی ہے' لیکن جدید ترین تارپیڈو میں ایک اور کمرہ بھی ہوتا ہے جس میں حرارت انگیز آلات ترتیب دیے گئے ہیں - ان آلات کی وجہ سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے اس سے دبی ہوئی ہوا کی قدر و قیمت اور تاثیر بہت زیادہ ہوجاتی ہے - ہوا سے بھرے ہوے حصے کے بعد وہ حصہ ہوتا ہے جسمیں انجن لگایا جاتا ہے - اس کے بعد وہ حصہ آتا ہے جسکو "براے اینسی چیمبر" کہتے ہیں - یہ حصہ کم و بیش خالی ہوتا ہے' اور صرف اسلیے رکھا گیا ہے کہ تارپیڈو بقدر ضرورت تیرتی رہے - کیونکہ ایک مجوف جسم جب کسی دوسرے جسم سے ملیگا تو اس دوسرے جسم کو ڈوبنے نہیں دیگا اور سنبھالے رکھیگا -

تارپیڈو کے آخری حصہ میں جسکو ٹیل (دم) کہتے ہیں "پراپلر" یعنی آگے بڑھانے والا آلہ اور "رڈر" ہوتا ہے - (رڈر وہ آلہ ہے جس سے کشتی کا رخ بدلا جاتا ہے' اسکو اردو میں پتوار اور عربی میں سکان کہتے ہیں)

ہر تارپیڈو میں ایک "گائی روس کوپ" بھی ہوتا ہے - گائی روس کوپ ایک آلہ ہے جس سے گردش کی مختلف خصوصیات معلوم ہوتی رہتی ہیں - تارپیڈو کیلیے یہ بہت ضروری ہے - اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ کشتی ٹہیک راستے پر جا رہی ہے یا نہیں ؟

زد کا طول ۱۰ - ہزار گز سے بڑھاکے ۱۲ ہزار گز کردیا گیا ہے - یہ تمام مسافت تقریباً ۳۰ میل بحری کی شرح رفتار کے حساب سے طے کرنا چاہیے - ظاہر ہے کہ جب ۱۲ ہزار گز کا طول ۳۰ بحری میل شرح رفتار کے حساب سے قطع کرنا ہو تو اسوقت قادر اندازی کا سوال کسقدر اہم اور اس درجہ نازک اور مشکل ہے ؟

(تارپیڈو کے مقابلہ میں حفاظت)

انسان کی جنگی ایجادات کا عجوبہ عالم ہے! جب کبھی وہ کوئی تباہ کن شے ایجاد کرتا ہے تو ایک ایسی ایجاد کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے جو اس برباد کن آلہ کے مقابلہ میں سپر کا کام دے - علی ہذا جب کبھی وہ کوئی محافظ شے ایجاد کرتا ہے تو اسکو یہ خیال دامنگیر ہوتا ہے کہ کوئی ایسی شے ایجاد کیجیے جو اس محافظ آلہ کو بیکار کردے -

انسان نے دشمن کے حملے سے محفوظ رہنے کیلیے آہن پوش جہاز تیار کیے' مگر کیا ان آہن پوش جہازوں میں بھی وہ محفوظ رہسکا ؟ جہاں تک توپوں کی آتشباری کا تعلق ہے عام طور پر انگریزی ماہرین بحریات کی راے ہے کہ درع یا وہ غلاف آہنی جسمیں جہاز ملفوف ہوتا ہے' توپوں کی آتشباری کے مقابلہ میں بالکل بیکار ہے -

لیکن جب توپوں کے بدلے تارپیڈو کا نام آتا ہے تو یہ مسئلہ اور بھی نازک ہو جاتا ہے -

اسی بناء پر بعض مستقبل اندیش اشخاص کی راے ہے کہ بحری مدافعت کی اسکیم میں سے جنگی جہاز کو نکالدینا چاہیے -

بہر نوع تارپیڈو کے حملے سے بچنے کیلیے ایک قسم کا جال بھی ایجاد کیا گیا ہے جو "تارپیڈو نیٹ" کہلاتا ہے - یہ جال جہاز سے کسیقدر فاصلے پر رہتے ہیں اور اسے تارپیڈو کے حملے سے بچاتے رہتے ہیں -

بصائر و حکم

فاتحین کا داخلہ

مفتوحہ ممالک میں

تاریخ اسلام کا ایک صفحہ

به تقریب فتح بلجیم و ورود فاتحین لوین و برو سلز

ان الملوک اذا دخلوا قریة ، جعلوا اعزة اهلها اذلة و کذالک یفعلون

فوجوں کا سیلاب جب میدان جنگ کی طرف بڑھتا ہے تو اوسکے اندر سے ، غیظ و غضب ، جوش و غرور ، اور بغض و انتقام کی لہریں اوٹھتی ہیں - قدیم جنگی داستانوں بلکہ ملکی تاریخوں میں جنگ کے جن نمایاں واقعات کے گم شدگی کی عام شکایت کی جاتی ہے ، اونکو زیادہ تر انہی طوفان خیز موجوں نے اپنی آغوش میں چھپا لیا ہے - سمندر میں جب طوفان خیز لہروں کا تلاطم برپا ہوتا ہے تو اوسکے درد انگیز نتائج کا حال ان لوگوں کو معلوم نہیں ہوسکتا جو شام کے وقت ساحل کے کنارے اسلیے جمع ہوجاتے ہیں کہ سطح سمندر کے ہر جدید تغیر سے ایک نیا لطف اوٹھالیں - اونکی حقیقت سے صرف وہی خانہ ویران واقف ہوسکتے ہیں جنکے گھر کی دیواروں سے یہ سیلاب ٹکرا کرگذر گیا ہے -

یونانی فوجوں کے جنون خیز جوش اقدام ، وحشت انگیز هجوم ، اور سودا زدہ تگ و دو کی داستان سکندر نامہ کے اوراق کی سطح پر اگرچہ ذوق نظر کے لیے ایک مقناطیسی کشش رکھتی ہے ، لیکن اوسکا افسانۂ عبرت صرف ایران کے کھنڈر ہی سنا سکتے ہیں - نظامی نے صرف یہ افسانہ سنا تھا ، اور انہوں نے اسکو دیکھا بھی ہے !

دنیا میں اب بھی معرکہ کار زار گرم ہوتے ہیں ، فوجیں جوش و غرور میں بادل کی طرح امنڈ آتی ہیں - بجلی کی طرح کڑکتی ہیں ، سیلاب کی طرح آگے بڑھتی ہیں - بیسویں صدی کے مناظر جنگ میں اگرچہ قدیم زمانے کے خوفناک چہرے ، روئیں تن انسانوں کے ہاتھ پانوں ، اور ہفت خوان سیاحت کے عجیب و غریب مراحل نظر نہیں آتے ، تاہم "مہذب" انسانوں کا یہ سیلاب بھی جب کسی شہر پناہ سے ٹکراتا ہے ، تو ایران و بابل کے بوسیدہ کھنڈر دوبارہ ہمارے سامنے آجاتے ہیں ، اور خانہ بدوش انسانوں سے کہیں زیادہ تمدن مظلوم چیخ اٹھتا ہے -

(۲)

لیکن دنیا کی ہر ابتداء اور انتہا کے درمیان ایک کڑی اور بھی ہوتی ہے جسکا تناسب صرف ان دونوں سلسلوں کے بیچ میں رکھنے ہی سے نمایاں ہو سکتا ہے - گذشتہ قوموں کے جنگی کارناموں کی داستانیں بیت المقدس ، بابل ، اور ایران کی چار دیواریاں سنا چکیں ، جدید دور کے فنون حربیہ و مناقب عسکریہ کا نظارہ لیژ و نامور کے قلعوں کی برجیوں پر سے کیا جاسکتا ہے ، لیکن تاریخ کی زبان کسی زمانے میں بند نہیں رہی ہے - دور قدیم و دور جدید کے وسط میں ایک زمانہ اور بھی گذرا ہے جس میں ایک گمنام قوم صحراے عرب سے اٹھی ، سیلاب کی طرح بڑھی ، اور موج کی طرح تمام کرۂ ارضی پر پھیل گئی - دنیا نے اس سیلاب کی رو میں بھی ظلم و درندگی کی اونہی لہروں کو دیکھنا چاہا جو ہمیشہ فوجوں کے طوفانوں میں اوٹھتی رہی ہیں ، لیکن ذوق نظارہ نا کامیاب ہوکر گوشہ چشم میں چھپ گیا - دنیا نے دیکھا کہ وہ مختلف مادی طاقتوں سے ٹکرائی ، بڑے بڑے قلعوں سے ٹکر لڑی ، عظیم الشان پہاڑوں کو ٹھوکر لگایا ، اور بالآخر تمام کرۂ ارضی کو اوچھالکر رکھدیا ، تاہم نہ تو کسی جھونپڑی کو اوجاڑا ، نہ کسی گھر میں آگ لگائی ، نہ کسی عظیم الشان محل کو برباد کیا ، نہ تمدن کی یادگاریں مٹائیں ، اور نہ تہذیب کے آثار قدیمہ منہدم کیے - وہ فاتحانہ جوش میں سیلاب کی طرح بڑھی لیکن جب ممالک مفتوحہ میں داخل ہوئی تو گرداب کی طرح سمٹ گئی !!

(۳)

دنیا نے اس عجیب و غریب متضاد منظر کو دیکھا اور دم بخود ہوکر رہگئی - صرف ایک ابن خلدون کی زبان میں حرکت نطق باقی رہگئی ہے - وہ اسکے فلسفیانہ عقل و اسباب پوچھنا چاہتی ہے لیکن روحانیت کے دریا میں عقل و فلسفہ دونوں غوطہ کھا جاتے ہیں - یہاں یہ سوال بالکل بیکار ہے - تاہم اگر ہم بانی فلسفۂ تاریخ کی یہ خواہش پوری کرسکتے ہیں تو ہمکو اوسکے پورا کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہیے -

دنیا میں جب کوئی فوج فاتحانہ جوش میں میدان جنگ کا رخ کرتی ہے ، تو اسکے دل کو مختلف طریقوں سے گرمایا جاتا ہے - طبل و قرنا کی ہنگامہ خیز صدائیں اوسکا خیر مقدم کرتی ہیں - سپہ سالاروں کی فصاحت اور رجز خوانوں کی آتش بیانی اسے گرمجوشی کے ساتھ رخصت کرتی ہے ، علم و پرچم لہرا لہرا کر انسانی آتش غضب کو بھڑکاتے ہیں ، وطن پرستی کی مقدس قسمیں دیجاتی ہیں ، قوم پرستی کا حلف اوٹھوایا جاتا ہے ، اور قدیم کارنامہ ہاے شجاعت ایک ایک کرکے یاد دلاے جاتے ہیں -

انہی چیزوں کا پیدا کیا ہوا جوش میدان جنگ میں سنگدلی ، بیرحمی ، قساوت اور وحشت و درندگی کی شکل اختیار کرلیتا ہے ، اور جب کسی شہر ٹکراتا ہے تو اوسکو چور چور کر دیتا ہے -

لیکن اسلامی فوجوں کی حالت تمام دنیا کے فوجی نظام سے بالکل مختلف تھی - نہ تو دہل و طبل نے اوسکا دل بڑھایا ، نہ اوسکے سامنے آتش بیانیوں کی آگ بھڑکائی گئی ، نہ سرخ و سبز جھنڈیوں کے سائے کے نیچے اوسکی نمایش کیگئی ، نہ اوسکے سامنے وطن پرستی کے ترانے گائے گئے ، نہ اوسکے دلوں میں قومیت کی یاد تازہ کرائی گئی ، اور نہ عرب کی قدیم شجاعت کے داستانوں سے اوسکے خون کو گرمایا گیا - وہ خدا کی راہ میں ، حق و صداقت کے عشق میں ، خدا کا نام لیکر اوٹھی ، اور قوموں اور فوجوں کے بے شمار نسلی و ملکی مقصدوں کی جگہہ صرف ایک مقصد روحانی اپنے سامنے رکھا :

لیکون کلمة الله علیا - تاکہ اللہ کا کلمہ حق سربلند ہو -

وہ صرف ایک اخلاقی دستور العمل لیکر میدان جنگ کی طرف بڑھی :

اغزوا باسم اللہ فی سبیل اللہ - اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا - (صحیح مسلم)	خدا کی راہ میں خدا ہی کا نام لیکر لڑنا ، خیانت نہ کرنا ، بد عہدی نہ کرنا ، دشمن کے ہاتھ پانوں ناک کان نہ کاٹنا ، بچوں کو قتل نہ کرنا -
یسروا ولا تعسروا وسکنوا ولا تنفروا (صحیح مسلم	آسانی پیدا کرنا ، دشواری نہ پیدا کرنا لوگوں کو اطمینان دلانا ، مفتوحوں کو وحشت زدہ اور غیر مطمئن نہ کردینا -
استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم (ابو داود کتاب الجهاد)	میں تمہارے دین کو ، تمہاری امانت کو ، تمہارے نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کرکے تمہیں میدان جنگ میں جانے کیلیے رخصت کرتا ہوں -

الطلقوا باسم الله وعلى ملة رسول الله لا تقتلوا شيخا فانيا ولا طفلا ولا صغيرا ولا امراة ولا تغلوا وضموا غنائمكم واصلحوا واحسنوا ان الله يحب المحسنين (ابو داود كتاب الجهاد)

خدا کا نام لیکر اور رسول الله کے مذهب کے پابند هو کر میدان جنگ میں جاو - بڈھوں کو ' بچوں اور لڑکوں کو ' اور عورتوں کو هرگز قتل نه کرنا - خیانت نه کرنا ' مال غنیمت کو متفقه طور پر جمع کرنا ' اصلاح اور احسان کرنا ' خدا احسان کرنے والوں هي کو دوست رکھتا ھے -

(۴)

یه احکام اگر چه خود اپنے اندر روحاني طاقت رکھتے تھے ' لیکن امیرالعسکر کے احکام کي پابندي اس طاقت میں اور بھی اضافه کردیتي تھی - اسیلیے اوس کي اطاعت کے متعلق آنحضرت صلي الله علیه وسلم نے خاص طور پر حکم دیا - اس اطاعت کا مقصد جاه و اقتدار کا قایم رکھنا نه تھا ' بلکه محض اوس شر و فساد کا مٹانا جو فوجوں کے ذریعه عموماً خدا کي زمین میں پھیلتا رہا ھے :

و من غزا فخرا ورياء وسمعة وعصى الامام وافسد في الارض فانه لم يرجع بالكفاف (ابو داود كتاب الجهاد)

جو شخص فخر پرستي اور نام و نمود کیلیے لڑا اور امام کي نا فرماني کي ' اور خدا کي زمین میں فساد پھیلایا ' تو اوسکو سمجھنا چاهیے که وه جهاد کے ثواب سے خالي ھاتھه واپس آیا-

چنانچه جب کسي امیر العسکر نے صرف اظہار اقتدار کیلیے مجاهدین کو کوئي حکم دیا تو فوج کے اکثر حصے نے اوسکي مخالفت کي ' اور جب آنحضرت کو اسکي خبر هوئي تو آپنے اوسکو حق بجانب فرمایا -

ایک مرتبه ایک امیر فوج نے آگ روشن کي اور فوج کو اوس میں جانے کا حکم دیا - فوج کے ایک حصے نے اوس میں جانا چاها لیکن دوسرے فریق نے انکار کیا ' اور کہا که " هم تو آگ هی (دوزخ) سے بھاگ کر یہاں آے هیں " آنحضرت کو خبر هوئي تو فرمایا :

" اگر وه لوگ اون بھڑکتے هوے شعلوں کے اندر قدم رکھتے تو همیشه آگ (جہنم) هي کے اندر رهتے - اطاعت گناه کے کاموں میں نہیں کي جاتي ' اطاعت کا تعلق صرف نیک کاموں سے ھے " (ابوداود - کتاب الجهاد) لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق-

یه اخلاقي احکام اور اخلاقي اطاعت اگرچه قدم قدم پر مجاهدین کیلیے زنجیر پا بن گئي تھی ' لیکن جس قوم نے وحشت کدۂ عرب میں نشو و نما پائي هو ' جس نے صحراے عرب هی میں اپني شجاعت کے جوهر دکھاے هوں ' جو بادیه نشین بدوؤں سے سرگرم کار زار رهي هو ' جو بے سرو سامان اور فاقه مست هو کر گھر سے نکلي هو ' جو هر طرف سے بغض و انتقام کے جذبات مشتعله سے گھري هوئی هو ' وه دفعتاً اس قدر مہذب ' سیر چشم ' اور صلح جو نہیں هو جاسکتی که اوسکے اخلاقي دامن پر ایک دھبه بھي نظر نه آے ' اسلیے اوس سے قدرتی طور پر بعض جزوي فرو گذاشتیں هوئیں - لیکن کبھي بھی ان فرو گذاشتوں کي حوصله افزائي نہیں کیگئي ' بلکه اون سے روکا گیا - ان غلطیوں کی داد نہیں دي گئی ' بلکه اونپر ملامت کیگئي - اور عہد نبوت و خلافة راشده ان سے بالکل پاک ھے -

چنانچه ایک غزوه میں کسي عورت کی لاش ملي تو آپنے عموماً عورتوں اور بچوں کے قتل کي ممانعت کردي (ابوداود) ایک سفر جہاد میں جب صحابه بھوک کي شدت سے بیتاب هو گئے تو ادھر ادھر سے کچھه بکریاں لوٹ لاے اور ذبح کرکے اونکا گوشت دیگچیوں میں چڑھا دیا - آنحضرت کو خبر هوئي تو کمان کے ذریعه دیگچیاں اولٹ دیں ' اور فرمایا :

ان النهبة ليست باحل من الميتة (ابوداود)

لوٹ کا مال مردار چیزوں سے کچھه بہتر نہیں ھے -

فوج کیلیے خاص طور پر یه حکم تھا که اگر راستے میں دودھه دینے والے مویشي مل جائیں تو اونکے دودھه دوهنے کي کسیکو اجازت نہیں - سخت مجبوري کی حالت میں اگر مالک موجود هو تو اوس سے اجازت لے لیني چاهیے ' ورنه تین بار بآواز بلند پکار لینا چاهیے (ابو داود - کتاب الجهاد)

(۵)

ان احکام اور اس روک ٹوک کے علاوه مجاهدین اسلام کي خوش اخلاقي کا ایک اور بھي سبب تھا - فتح ممالک کیلیے جو فوجیں روانه کي جاتي هیں ' عموماً اونکي تعداد بہت زیاده هوتی ھے - وه ٹڈي دل کي طرح چاروں طرف اس وسعت کے ساتھه پھیل جاتي هیں که اونکي جزئي نگراني رکھنا بالکل ناممکن هو جاتا ھے - لیکن اسلامي فوجوں کي حالت اس سے بالکل مختلف تھي - امر بالمعروف و نہي عن المنکر اور اقامت صلواة و ایتاء زکواة کیلیے اونکا ظہور هوا تھا ' اسلیے اونکا روحاني پله جسقدر بھاري تھا ' اوسي قدر اونکی مادیت کا وزن هلکا بھي تھا - آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے غزوۂ احد میں مجاهدین کي اسي قلت تعداد کو دیکھکر خدا کي غیرت و رحمت کو ان پر حسرت الفاظ میں جوش دلایا تھا :

اللهم انك ان تشاء لا تعبد في الارض (مسلم جلد ۲ ص ۶۵)

خداوندا ! کیا تیري یهي مرضی ھے که زمین پر اب تیری عبادت کرنے والے چند اشخاص بھي باقي نه رهیں ؟

غزوه بدر میں مجاهدین کي تعداد صرف ۳۱۳ تھی ! اسلامي فوج کا سب سے بڑا اجتماع فتح مکه میں هوا تھا ' لیکن وه بھي دس هزار سے متجاوز نه تھا (مسلم) پس قلت تعداد کي وجه سے ایک محدود فوج کی اخلاقي نگرانی نہایت آساني کے ساتھه هوسکتي تھي -

تاهم فوج کی ایک عام خصوصیت یه ھے که وه میدان جنگ میں جسقدر منظم اور مرتب طور پر دوش بدوش کھڑي هوکر لڑتي ھے ' اوسیقدر منزل پر پہنچکر غیر منظم طریقے سے منتشر هوجاتي ھے- یه وقت عموماً کھانے پینے اور گھومنے پھرنے کا هوتا ھے - فوجیں اکثر اسي حالت میں ظلم و تعدي ' نہب ' وسلب ' اور لوٹ مار کرتي هیں - ایک غزوه میں مجاهدین کا گروه هر طرف پھیل گیا اور لوٹنا چاها - انحضرة صلی الله علیه وسلم کو معلوم هوا تو منادي کرادي :

من ضيق منزلا او قطع طريقا فلا جهاد له (بخاري جزو ۵ صفحه ۱۳۶)

جس شخص نے منزل کو گھیر لیا ' یا دوسروں کیلیے جگه نه چھوڑي اور رهزني کي تو اسکا جهاد جهاد نہیں -

پھر بالکل اسکي ممانعت فرما دي :

ان تفرقكم في هذه الشعاب و الاودية انما ذالكم الشيطان

ان گھاٹیوں اور ٹیلوں میں جو تم پھیل جاتے هو تو یه شیطانی کام ھے-

اسکے بعد فوج کے نظام و ترتیب نے جو ترقي کي ' اوسکو اسی روایت میں نہایت جامع الفاظ میں اسطرح بیان کیا ھے :

فلم ينزل بعد ذلك منزلا الا انضم بعضهم الى بعض حتى يقال لو بسط عليهم ثوب لعمهم (ابو داود)

اسکے بعد جب آپنے پڑاو ڈالا تو مسلمان باهم اسقدر ملے جلے یکجا نظر آئے تھے که اگر اونکے اوپر ایک چادر تان دي جاتي تو سب اوسکے نیچے آجاتے !

دنیا نے آج نظام و ترتیب و قواعد میں اسقدر ترقی کي ھے که پچھلے انتظامات اسکے آگے وحشیانه تفرقه و انتشار معلوم هوتے هیں - لیکن کیا آج بھي کوئي منظم سے منظم اور مہذب سے مہذب فوج ایسي پیش کي جاسکتي ھے جو فتح و مراد کي حالت میں اسقدر باقاعده طور پر یکجا رهتي هو ؟ اور پھر اسدرجه اپنے افسر کي مطیع هو که ایک سپاهي بھي قیام گاه سے حرکت نه کرے ؟

(۵)

لیکن اس زجر و توبیخ کے ساتھہ ایک دوسری طاقت بھی تھی جو مجاهدین اسلام کو جادۂ اعتدال و صراط مستقیم سے آگے بڑھنے نہیں دیتی تھی - اسلام جابرانہ قوانین اور اقتدارانہ احکام کا مجموعہ نہیں ہے - اوسکا نظام تعلیم تمامتر اخلاقی روح سے لبریز ہے - جن احکام کو هم اسلام کا سادہ قانون کہتے هیں' وہ بھی اخلاقی رنگ کی آمیزش سے خالی نہیں - اسلیے آنحضرت مجاهدین اسلام کو صرف اخلاقی طاقت هی سے ان احکام کا پابند کرنا چاهتے تھے' چنانچہ سفر جہاد میں جب کبھی اخلاقی نصائح کا جزئی سے جزئی موقع بھی پیش آجاتا تھا' تو آپ اوسکے ذریعہ مجاهدین کو رفق وملاطفت' اور نرمی و رحم دلی کی تعلیم دیتے تھے - ایک سفر جہاد میں صحابہ کسی چڑیا کے دو بچے پکڑلاے - چڑیا نے دیکھا تو فرط محبت میں بے اختیارانہ بچوں کے سر پر منڈلانے لگی - آنحضرت کی نگاہ پڑگئی تو فرمایا : " اس چڑیا کا دل کسنے دکھایا ہے ؟ اوسکے بچوں کو چھوڑ دو" پھر دوسری طرف نظر اوٹھائی تو دیکھا کہ میدان میں چیونٹیوں کے گھر میں کسی نے آگ لگادی ہے' آپنے پوچھا کہ ان چیونٹیوں کے گھر کو اسنے جلایا ہے ؟ صحابہ نے کہا : کسی خاص آدمی نے ایسا نہیں کیا' هم سب نے اوسکو برباد کردیا ہے - فرمایا کہ "آگ کا عذاب صرف خدا هی دیسکتا ہے" (۱)

آنحضرت (صلعم) کا ذاتی طرز عمل اس سے بھی زیادہ موثر تھا - یہودیوں نے آپکو زہر دیا لیکن آپنے انتقام نہیں لیا ایک کافر نے حالت خواب میں آپ پر حملہ کرنا چاها - آپ بیدار هوگئے اور اوسکا حملہ ناکام رہا' تاهم اوسکو کوئی سزا نہیں دی (۲) یہاں تک کہ اگر حالت اضطرار میں بھی آپکی زبان سے کوئی انتقامانہ فقرہ نکل گیا تو خدانے آپکو اوسپر تنبیہ کی - غزوہ احد میں جب آپکے چہرۂ مبارک پر پتھر لگا اور دندان مبارک شہید هوے تو آپنے فرمایا :

کیف یفلح قوم شجوا نبیهم ؟ — وہ قوم کیونکر نجات پاسکتی ہے جسنے اپنے پیغمبر هی کو زخمی کردیا ؟

اسپر یہ آیت نازل هوئی :

لیس لک من الامر شی او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون (۳) — تمہیں اس قسم کی بددعا کرنیکا اختیار نہیں ہے' یہ کام صرف خدا کا ہے' وہ چاهیگا تو اونکی توبہ قبول کریگا ورنہ اونکو عذاب دیگا - کیونکہ وہ ظالم هیں -

(۶)

اس احتساب و مراقبہ کی بنا پر جن غزوات میں آنحضرت (صلعم) شریک هوے تھے' ان میں مجاهدین اسلام جادۂ اخلاق و انسانیت سے سر مو بھی تجاوز نہیں کرسکتے تھے' لیکن جن غزوات میں فوج کا سر رشتۂ نظام صرف امیر العسکر کے هاتھہ میں هوتا تھا' وہ بھی آپکی اخلاقی نگرانی سے خالی نہیں هوتے تھے - آپنے قبیلہ خثعم کیطرف فوج کا ایک دستہ روانہ کیا - معرکہ کارزار گرم هوا تو چند آدمی جان بچانیکے لیے یا اسلیے کہ وہ حقیقتاً مسلمان تھے' سجدے میں گرپڑے - تمام فوجیں اونھی لوگوں کیطرف جھک پڑیں' اور ان جھکے هوے سروں کو نہایت آسانی کیساتھہ تہ تیغ کردیا - آنحضرت کو معلوم هوا تو آپ نے نصف دیت دلا دی (۴) ایک بار آپنے قبائل حرقات کی طرف ایک سریہ بھیجا - فوج نے حملہ کرکے ایک آدمی کو گھیر لیا - وہ کلمہ توحید پڑھنے لگا لیکن مجاهدین کی تلوار نے اوسکا فیصلہ کردیا - آپ کو خبر هوئی تو فرمایا : " قیامت میں اس خون کا ذمہ دار کون هوگا ؟" اسامہ ابن زید نے کہا : " وہ حقیقتاً مسلمان نہیں هوا تھا' جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ دیا تھا" آپنے برهم هوکر فرمایا : " کیا تمنے اوسکا دل پھاڑ کر دیکھہ لیا تھا ؟ " (۱)

(۷)

امراء فوج بھی بالکل انہی اصول اخلاق کے پابند تھے' اسلیے وہ فوج کے معمولی وحشیانہ افعال کو بھی گوارا نہیں کرسکتے تھے - فوج کا ایک دستہ عبدالرحمن بن سمرہ کی امارت میں مصروف جہاد تھا - مال غنیمت میں ایک هاتھی آیا تو هر شخص نے اپنے قبضہ میں کرنا چاها - اونہوں نے یہ حال دیکھا تو ایک عام تقریر کی اور فرمایا : " آنحضرت نے اس قسم کی غارت گری سے منع فرمادیا ہے " چنانچہ سب نے مال غنیمت کو جمع کرکے مشترکہ طور پر تقسیم کیا - (۲)

صحابہ میں بعض بزرگ ایسے موجود تھے جو خود امراء کی اخلاقی غلطیوں پر نکتہ چینی کرتے تھے' اور اسلام کے هیئۃ اجتماعیہ کا اصل اصول یہی امر بالمعروف ہے - عبد الرحمن بن خالد بن الولید نے چار کافروں کو هاتھہ پانوں باندھہ کر قتل کروا دیا' حضرت ابو ایوب انصاری کو خبر هوئی تو اونہوں نے کہا : " آنحضرت نے اس قسم کے وحشیانہ قتل سے منع فرمایا ہے " چنانچہ عبد الرحمن بن خالد نے اسکے بدلے چار غلام آزاد کیے (۳)

(۸)

اس اخلاقی احتساب و مراقبہ نے مسلمانوں کو جس قدر خوش اخلاق' متدین' اور فیاض طبع بنا دیا' اوسکی تصدیق متعدد واقعات سے هوتی ہے -

حضرت مقداد ایک بار قضاے حاجت کیلیے گئے تو دیکھا کہ ایک چوها اپنے بل سے اشرفیاں نکال نکال کے باهر رکھتا ہے - اسطرح رفتہ رفتہ اوسنے ۱۸ دینار نکالے - حضرۃ مقداد اونہیں اوٹھا لاے اور آنحضرت کے قدموں پر ڈالدیا - آنحضرت نے یہ کہکر کہ "خدا تمہارے اس مال میں برکت دے" وہ اشرفیاں اونکے حوالے کردیں - (۴)

ایک مرتبہ حضرت سوید بن غفلہ' حضرت زید بن صوحان' اور حضرت سلیمان بن ربیعہ ایک ساتھہ جہاد کی غرض سے روانہ هوے - راستہ میں ایک کوڑا پڑا هوا پایا سوید نے اوٹھا لیا - دونوں ساتھیوں نے ٹوکا لیکن اونہوں نے کہا : " میں اوسکے مالک تک پہونچانے کی کوشش کرونگا' ناکامیابی هوگی تو اوس سے خود فائدہ اوٹھاؤنگا " جہاد سے پلٹ کر اونہوں نے حج کا سفر کیا - حج سے فارغ هوکر مدینہ آے اور حضرت ابی ابن کعب سے کوڑے کا واقعہ بیان کیا - اونہوں نے کہا :

" میں نے آنحضرت کے زمانے میں ایک بار سو دینار پاے تھے - آنحضرت کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ اوسکے مالک کو تلاش کرو' میں نے تین چار سال تک ڈھونڈھا مگر اوسکا پتہ نہ چلا' پھر میں نے آپ سے اوسکے متعلق دریافت کیا تو آپنے کہا کہ نہایت حفاظت کے ساتھ رکھدو' وہ آے تو دیدینا ورنہ تمہارے کام آئیگا " (۵)

(البقیہ یتلی)

۱ ابوداود جلد ۲ ص ۷ کتاب الجهاد
۲ بخاری جزو ۵ ص ۱۱۵ کتاب الجهاد
۳ بخاری غزوہ ص ۹۹
۴ ابوداود جلد ۱ ص ۳۵۴ کتاب الجهاد

۱ ابو داود جلد ۱ ص ۳۵۳ کتاب الجهاد -
۲ ابو داود جلد ۲ ص ۱۳ کتاب الجهاد -
۳ ابو داود جلد ۲ ص ۱۰ کتاب الجهاد -
۴ ابوداود جلد ۲ ص ۲۰ -
۵ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۵۰ کتاب اللقطہ

تـكميل فتـــح بلـــجيـــم

سقـــوط انٹـــورپ

(اجمال تاريخي)

۱۶ - ویں صدي کے آغاز میں انٹورب دنیا کا عظیم الشان تجارتي صدر مقام تھا - سنہ ۱۵۷۶ع میں جب اسپینی سپاهیوں نے اسپر قبضہ کیا تو ۸۰۰۰ آدمي مار ڈالے گئے ' اور ایوان شہر (city hall) اور تقریباً ایک هزار مکانات جلادیے گئے - اس واقعہ کے ساتھہ هي برما ڈیوک کے یورش نے جو سنہ ۱۵۸۵ میں هوئي ' انٹورب کو قعر مذلت میں گرا دیا -

سنہ ۱۷۹۴ سے سنہ ۱۸۱۴ تـک جبکہ یہ فرانس کے زیر حکومت تھا ' نیپولین نے اس سے ایک تجارتي ملتجي اور فوجي مرکز کا کام لینا چاھا - سنہ ۱۸۱۵ع میں هوالینڈ اور بلجیم کا باهمي اتحاد انٹورپ کے لیے نہایت مفید هوا - سنہ ۱۸۳۰ میں جب انقلاب پسندوں نے اسے فتح کیا تو ڈچ کمانڈر جنرل چسنی نے قلعہ کي طرف مراجعت کی اور گولہ باري شروع کردي - اس حادثہ سے اسکا اسلحہ خانہ برباد هوگیا - سنہ ۱۸۳۲ میں ۵۰۰۰۰ فرانسیسي زیر کمان مارشل گیرارڈ انٹورپ پر حملہ آور هوے - فرانسیسي ارٹیلري نے اسکے رهے سہے اندروني مقامات کو بهي تباہ کرڈالا - اسکے بعد یہ شہر بلجین گورنمنٹ کے حوالے کیا گیا اور سنہ ۱۸۳۹ کے صلحنامہ کے مطابق موجودہ زمانۂ جنگ تـک بلجین هي کے قبضہ میں رها -

(استحکامات انٹورپ)

اینٹورپ کے قلعوں کے استحکامات کے متعلق مقامی معاصر (اسٹینڈسمین) نے مندرجہ ذیل لفظوں میں ماهرین جنگ کی راے نقل کي تهي :

" ماهرین جنگ کا بیان هے کہ انٹورپ کے قلعے اسدرجہ مضبوط و مستحکم هیں کہ دشمن کا یہانتک پہونچنا بالکل ناممکن هے - اُن استحکامات کے اعتبار سے جو سنہ ۱۹۰۸ میں بسرعت تمام پورے کیے گئے ' اسکو یورپ کے بہترین قلعہ بند مقامات میں شمار کیا جاسکتا هے ' اور دریا سے جو تعلق اسے حاصل هے اور جس آساني سے اسکے اندر رسد وغیرہ پہونچ سکتي هے ' اس کے لحاظ سے تو اسے بالکل هي نا قابل تسخیر هونا چاهیے -

جرمني نے اگر اسپر قبضہ کرلیا تو اپنے وزني توپوں اور ترقي یافتہ قلعہ بندیوں سے انٹورپ کو مدافعت کا ایک قوي ترین مقام بنا لیگي "

اسي طرح لنڈن ٹائمز نے اسکے متعلق حسب ذیل لفظوں میں ماهرین جنگ کا بیان شائع کیا تها :

" بلجین سپاہ کا برسلز سے انٹورپ کو مراجعت کرنا عین فوجي مصالح و تجریز کے مطابق هے ' کیونکہ انٹورپ قلعہ بندیوں سے عملا نا ممکن التسخیر بنگیا هے - همیشہ سے یہ خیال تها کہ اگر کبهي کوئي طاقت بلجیم کي بے تعلقي میں مخل هوگي ' تو اسوقت بہ صورت مراجعت انٹورپ جائے پناہ کا کام دے سکیگا - اندازہ کیا گیا هے کہ انٹورپ کے قرار واقعي محاصرہ کے غرض سے ۲۰۶۰۰۰ سپاہ کي ضرورت هے -

انٹورپ اور اس کا اُراح بیس سے زیادہ قلعوں سے محفوظ هے - یہ قلعے مشہور فوجي انجینیر جنرل برلیالموٹ کے نقشہ کے مطابق تعمیر کیے گئے هیں - اسي نے لیژ اور نامور کے حفاظتي قلعوں کا بهي نقشہ تجویز کیا تها - قلعہ هاے مذکورہ ان تمام سڑکوں کی جو انٹورپ کو جاتي هیں محافظت کرتے هیں - قلعہ بند علاقے کا رقبہ ساٹھہ میل سے زیادہ هے -

قلعے کنکریٹ کے بنے هوے هیں اور هوائٹزر توپوں سے جو فولادي گنبدوں میں هیں ' نیز جلد چلنے اور غالب هونیوالي توپوں سے مسلح هیں - مستقل حفاظتي سامان ' وسیع میداني توپخانوں ' پیدل سپاہ کي خندقوں ' اور خاردار تاروں کے دائروں سے مرکب هے -

انٹورپ کے گرد و نواح کي سر زمین کي قدرتي نوعیت بهي دفاع کي موید هے - اس کے بہت بڑے رقبہ کو پاني بهر کر دشمن کیلیے ناقابل گذر بنا دیا جا سکتا هے - بقول سٹنڈرڈ اینٹورپ کو صحیح معنوں میں کبهي بهي محصور نہیں کیا جاسکتا - کیونکہ شمال و شمال مشرق میں اوسکي حد ڈچ سرحد سے ملتي هے - اسلیے انٹورپ کا یہ پہلو ڈچ (هالینڈ) کي رضا مندي کے بغیر بند و مسدود نہیں کیا جاسکتا ' اور هولینڈ اپنے علاقہ سے محاصرہ کي اجازت نہ دیگا - نیز شلٹ کے ساحل بحري سے بهي محافظین انٹورپ کو فایدہ اٹهانے سے روکا نہیں جاسکتا - جب تـک برٹش میغہ بحر سمندروں پر حکمراں هے اهل انٹورپ بحري جانب سے بخوبي متمتع هو سکتے هیں - پس انٹورپ کے لوگوں کو فاقہ کشي سے اطاعت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ' اور انہیں اپنے کهلے هوے راستوں بالخصوص ساحل بحر کي جانب سے کافي آذوقہ اور سامان جنگ پہنچتے رهنے کا یقین هے "

(انٹورپ کیلیے انگریزي بحري مہم)

لنڈن کي امارت بحریہ اطلاع دیتي هے کہ بلجین گورنمنٹ کي درخواست پر ایک بحري فوج اور دو بحري بریگیڈ مع چند بهاري توپوں کے انٹورپ کي مدافعت کیلیے بهیجے گئے - ۵ - اکتوبر کي رات تـک بلجین فوج اور انگریزي بریگیڈ نے نہر " نیتهی " کي پوري طرح مدافعت کی ' مگر منگل کي صبح کو بلجین فوجیں جو بحري فوج کے دهني جانب تهیں ' مراجعت پر مجبور کي گئیں ' اور جملہ مدافعین قلعوں کے اندر واپس چلے آئے - بلجین افواج کے اس مراجعت نے دشمن کو شہر کی گولہ باري پر آور دلیر کردیا - سرکاري بیان یہ هے کہ خندقوں کي حفاظت میں انگریزي نقصانات ۳۰۰ سے کسی قدر کم هوے ' حالانکہ سپاهیونکا مجموعي میزان آٹهہ هزار هے -

(جرمني کا بیان)

مشہور جرمن اخبار " برلینز ٹیجي لیت " لکهتا هے :

" جب بلجین کے دلوں میں چند شرائط کے ساتهہ انٹورپ کی حوالگي کا خیال پیدا هو رها تها تا کہ تباهي و بربادي کا سامنا نہو ' تو یہ انگلستان هي هے جس نے حاکمانہ اقدام کي آواز بلند کی اور سب لوگوں کو اسکے منظور کرلینے پر مجبور کیا - حتی کہ بلجیم کا غریب بادشاہ بهي اسکو نا منظور نہ کر سکا !

انگلستان کا بلجین مدافعین کے پیچھے کھڑا ہونا ایک " تازیانہ بدست " شخص کی مثال ہے - ہاں انگلستان ہی ہے جس کی وجہ سے انٹورپ کو جس میں لاکھوں جانیں اور ہزاروں صنعت گاہیں تھیں، نقصانات عظیمہ کا متحمل ہونا پڑا - بلاشبہ ایک دن آئیگا جبکہ نہر کے پار ورغلانے والوں پر ہزاروں بددعاؤں اور لعنتوں کا ورود ہوگا " (یعنے انگلستان پر جو نہر ڈوور کے اس پار واقع ہے)

لیکن بعینہ اسی طرح انگلستان اسکی تمام ذمہ داری جرمنی کے سر ڈالتا ہے جو بلجیم پر بجبر و قوت قبضہ کر رہا ہے - بہر حال قصور خواہ کسی کا ہو، لیکن اسمیں شک نہیں کہ بلجیم غریب کی جان تو گئی :

کچھہ آنکھہ کا گیا نہ گیا کچھہ خیال کا
مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا !

(جرمن تیاریاں)

۹ - دی تار برقیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انٹورپ کے سامنے ۲۰۰ جرمن توپیں ۲۸، ۳۰، اور ۴۲ سنٹمیٹر کی لگی ہوئی ہیں جنکے زد کی مسافت ۱۴ کیلومیٹر ہے - ان قلعہ پاش توپوں کی ایجاد اس وقت تک دنیا کی نظروں سے بالکل پوشیدہ تھی - ان توپوں کے تجربے اور انکے تیس تیس من کے گولوں کے نتائج نے قطعی طور پر فیصلہ کردیا ہے کہ جرمن فوج کیلیے قلعوں اور انکی در و دیوار کے استحکامات بالکل بے اثر ہیں، اور انپر بھروسہ کرنا وہی نامراد نتائج پیدا کریگا جو لیژ، نامور، اور انٹورپ میں ظاہر ہوچکے ہیں -

(قلعہ پاش توپیں)

ایک مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ جرمنی کے محاصرہ کی توپیں اتنی وزنی ہیں کہ وہ لیژ کے خطوط محاربہ پر بڑی سڑک کے راستے سے لائی گئیں، کیونکہ چھوٹی سڑکوں میں انکا مہیب عرض نہیں سما سکتا تھا - یہ توپیں گاڑیوں پر تھیں جنکے ۹ پہیوں کے قطر ۷، ۷ فیٹ کے تھے !

نامہ نگار اقبال کرتا ہے کہ " میں ہر جگہ گیا ہوں، مگر اتنے ڈیل ڈول کی اور اسقدر وزنی چیز آجتک میری نظر سے نہیں گزری "

" مجھہ سے ایک جرمن افسر نے کہا کہ ہم میں کوئی سپاہی ایسا نہیں ہے جو ان توپوں سے کام لے سکے - اس سے کام لینے کے لیے صرف کروپس کے تعلیم یافتہ سپاہی ہیں "

ٹالمس کا نامہ نگار جرمن توپوں کے گولوں کی تشریح کرتا ہوا لکھتا ہے :

" ۴۰ اور ۵۰ فیٹ تک کی بلندی تک جتنی چیزیں انکی زد میں آتی ہیں، وہ سالم نہیں بچتیں - ایک اسطبل کے اندر جس میں ۴۰ گھوڑے تھے، ان عجائب الصنعۃ گولوں کا ایک گولہ گرا اور تمام گھوڑے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے - انکے ایک ایک گولے کا وزن ۳۰، ۳۰ من کا ہوتا ہے !

(جرمنی کی انسانیت و اخلاق)

امسٹرڈم کا تار ہے کہ جرمن سپہ سالار نے صبح کے وقت اپنے ایک افسر کو سفید علم دیکر انٹورپ میں بھیجا، اور اس نے اعلان کیا کہ ساڑھے ۹ بجے گولہ باری شروع کر دیجائیگی - اس سے پہلے لوگ اپنی حفاظت کا انتظام کرلیں - اس حکم کے سنتے ہی لوگوں نے ڈچ سرحد کی طرف بھاگنا شروع کردیا - دو پہر کے وقت بلجیم گورنمنٹ بھی اوسٹنڈ چلی گئی -

(گولہ باری کا آغاز)

مورننگ پوسٹ لنڈن کا نامہ نگار رقمطراز ہے :

" نہایت شفاف چاندنی میں گولہ باری کا آغاز ہوا - ۸ - اکتوبر کو ایک بجے گولوں کی پہلی بارش ہی نے اہل شہر کو لرزا دیا - فقراء شہر سڑکوں پر نکلنے لگے اور ایک غم انگیز خاموشی کے ساتھہ سرحد کی طرف گام زن ہوے - تیل کے خزانوں کے شعلوں نے جنھیں خود بلجیم والوں نے جلادیا تھا، شہر کو ہر چہار طرف سے گھیر رکھا ہے - جلتے ہوے مکانات کے دھویں سے بالکل تاریکی چھا گئی ہے، اور بڑے بڑے گولوں کے ضرب سے مکانات گر رہے ہیں - گولوں کی ضرب سے کچھ کے جو ٹکڑے اڑتے ہیں، ان سے دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشے چور چور ہو جاتے ہیں -

(الحــرب خــدعۃ)

اسی نامہ نگار کا بیان ہے :

" ۵ - کی شب کو بلجین فوجی دستوں نے قلعہ ڈیوفل میں اپنی خندقوں کے سامنے دیکھا کہ سپاہیوں کی ایک جماعت چلی آرہی ہے - جب یہ جماعت نزدیک پہونچی تو بلجین سنتری نے پکارا - انہوں نے جواب دیا کہ " ہم دوست ہیں " - اس جواب سے انہیں یقین ہوگیا کہ یہ انگریزی فوج کا ایک دستہ ہے - لیکن جب اس جماعت کی نظر بلجین کرنل پر پڑی جو ان دونوں کی گفتگو سن رہا تھا تو اس میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اسکا منہہ بند کردیا " -

نامہ نگار کا بیان ہے کہ ہم نے دو بلجین سنتریوں کی نعشیں دیکھیں جنکے گلے گھونٹے ہوے تھے -

" اسکے بعد ہی جرمن بلجین سپاہیوں پر حملہ آور ہوے اور دو ہزار سپاہیوں میں سے بارہ سو کو مار ڈالا "

۱۰ - اکتوبر کے تار سے واضح ہوتا ہے کہ جب جرمن انٹورپ کے " ولہن " نامی قلعہ پر قابض ہوگئے تو آب رسانی کے اُن کارخانوں کو برباد کردیا، جنکے ذریعہ بلجین گورنمنٹ جرمن فوجوں کو تسخیر انٹورپ میں ناکام رکھنے کی مدعی تھی !

ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ پنجشنبہ کے دن تیل کے ۵۰ خزانوں میں آگ لگی ہوئی تھی - وسط شب کو معلوم ہوتا تھا کہ سارا شہر آتشکدہ بن گیا ہے !

(امید باطل)

مورننگ پوسٹ کے نام ایک مراسلت میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ۲ - اکتوبر کو بلجینوں نے مجبور ہوکر شہر حوالہ کردینے کا فیصلہ کیا - مگر ۳ - اکتوبر کو برٹش کمک کے پہنچنے کے مژدہ سے انکی شکستہ ہمتیں پھر بندہ گئیں - برٹش بحری دستہ انگلستان سے تمام شب سفر کرکے ۴ - اکتوبر کو انٹورپ وارد ہوا اور فوراً اس مقام پر جہاں سخت ترین جنگ ہورہی تھی متعین ہوگیا - اسپر امکی سپاہ کے جنگ کا بہت زیادہ زور پڑا اور دشمن کی سخت ترین آتش فشانی کا ہدف بن گیا - بالاخر اسے مراجعت کرنی پڑی "

(جرمن نشانہ بازوںکا کمال)

برٹش صفوف میں جرمن توپوں کے گولے ایسی صحت سے آ کر پڑتے تھے جس سے صاف منکشف ہوتا تھا کہ جاسوسوں نے بتا دیا تھا کہ برٹش بحری بریگیڈ کدھر ہیں؟ ۵ - اکتوبر کو جب جرمن پیدل لشکر نے حملہ کیا تو وہ ہولناک آتش فشانی سے پسپا کیا گیا - جرمنوں نے وحشیانہ طور پر انگریزوں کو گولوں کا ہدف بنایا جنکے پاس مقابلہ کے لیے کافی توپ خانہ تھا - جب برٹش کمکی سپاہ کے انٹورپ پہنچ جانے کی خبر مشتہر ہوئی تو انٹورپ میں مسرت و اعتماد کی عام لہر دوڑ گئی - لوگ بازاروں میں مجتمع ہوکر چیرز دینے لگے - گورنمنٹ نے تبادلہ دار الحکومت کا عمل در آمد ملتوی کردیا - ۴ - اکتوبر تک خوشی و مسرت کا ایسا ہی عالم رہا اس روز جرمنوں کے حملے تھم جانے سے گرجوں میں لوگوں کا بہت بڑا ہجوم مجتمع ہوگیا تھا -

(انگریزي بحري مہم کي ناکامي)

انگریزي امارت بحریه کا بیان ہے کہ "پنجشنبه کو دشمن همارے خط مراسلات پر جو " لوکیر" کے نزدیک ہے ' حملہ آور هوا - اس جگہه بلجین نہایت استقلال سے دشمن کا مقابله کرتے رہے' لیکن دشمن کي کثرت تعداد نے انکو مراجعت پر مجبور کردیا " مراجعت ایک بلیغ لفظ ہے - عام بول چال میں اسکي جگه " فرار" کا لفظ بولا جاتا ہے - اور یہي زیادہ عام فہم ہے -

شب کے وقت تین انگریزي بحري بریگیڈ " سینٹ گیلي " کي طرف روانه هوے - ان بریگیڈوں میں سے دو صحیح و سالم وسٹنڈ پہونچ گئے' مگر پہلي بریگیڈ کے اکثر حصے کو جرمن حمله نے اوسٹنڈ نہیں پہونچنے دیا اور اسکو دو حصوں میں منتشر کردیا - غالباً اسکے یه معني هونگے که وہ دو حصوں میں منتشر هوکر مجبور به فرار هوے - اس بریگیڈ کا بڑا حصه جس میں ۲ هزار افسر اور سپاه تھے ' هوالینڈ میں "هسلٹ" کے نزدیک داخل هوا - هوالینڈ کے غیر طرفدار هونیکي وجہ سے انلوگوں کو اپنے تمام اسلحه رکھدینا پڑے -

لندن کا تار ہے که انگریزي فوج اور بلجین فوج کینگ البرٹ (شاہ بلجیم) کے همراہ اوسٹنڈ پہونچ گئي ہے - فوج کے ایک حصے پر بھي " فوج" کا اطلاق هوسکتا ہے - اسلیے انگریزي فوج کے پہنچنے سے مقصود محض اسکے ایک بقیة السیف حصے کا پہنچ جانا هوگا -

جرمن کمیونک کا بیان ہے که قبل اسکے که جرمن انٹورپ میں داخل هوں' انگریزي اور بلجین فوجوں نے شہر کو خالي کردیا تھا - انگریزي فوج ابتدا سے جو عقلمندي حفظ جان و نفس کیلیے ظاهر کر رهي ہے' اسکا اقتضا بھي یہي ہے که اس نے مقابلے کے ناعاقبت اندیشانه خیال پر طریق فرار کے حفظ و صیانت کو ترجیح دي هوگي !

مفرورین جنگ کا بیان ہے که شاہ بلجیم اپنے هاتھه کو سلنگ (پٹي جو زخمي عضو کے سهارے کیلیے گلے میں ڈالي جاتي ہے) میں رکھے رهتا ہے - اس سے معلوم هوتا ہے که خود اسے بھي کوئی زخم پہنچا ہے - علاوہ ان زخموں کے جنسے اسکا دل چور چور ہے !

لندن کا تار ہے که ملکه بلجیم لندن پہونچ گئی هیں

(مفــرورین انٹورپ)

ڈچ سرحد کي طرف مفرورین جنگ بکثرت بھاگ رہے هیں -

لندن کا تار ہے که انٹورپ میں دو اسٹیمر اوسٹنڈ جانے کیلیے تیار تھے - ان اسٹیمروں میں ١٦ سو مسافروں کي جگه تھي لیکن مفرورین جنگ کي تعداد دس هزار تک پہونچ گئي - چھوٹي کشتیوں کے کنارے کي طرف بھي بھاگ تے والوں کا کوئي هجوم تھا - کل شام کو (۹ - اکتوبر کو) بھي ایک گاڑي لندن پہونچي ہے جو مصیبت زدگان جنگ سے بھري هوئي تھي -

(جـــرمن اعــلان)

اسٹرڈم کا تار ہے که جرمن اسٹاف نے اعلان کیا ہے که انٹورپ کے تمام چھوٹے قلعوں پر جرمن قابض هوگئے هیں -

لندن کا تار ہے که مورننگ پوسٹ کو قابل وثوق ذرایع سے خبر ملي ہے که انٹورپ ساقط هوگیا اگرچه بلجین وزیر اسکي تصدیق نہیں کرتا - لیکن کسي مقام کے سقوط کے لیے اسکا ساقط هو جانا کافي ہے - تصدیق کي همیں چنداں احتیاج نہیں -

اسٹرڈم کا تار ہے که انٹورپ کي حوالگي کے جلسے شریف شہر کي رهنمائي میں هوے- قیدیوں کے شمار کا تخمینه نہیں کیا جاسکتا - جرمنوں نے بیشمار رسد اور سامان جنگ پر قبضه کرلیا ہے -

(اهل شہر کے لیے اعلان)

کمانڈر جنرل بسیلر نے انٹورپ میں داخل هوکر اهل شہر کے نام یه اعلان شائع کیا :

• " اگر تم مخالفت سے باز رہے تو تمهارا مال و اسباب چھوڑ دیا جائیگا - ورنه تمام مخالفین کو قانون جنگ کے متعلق سزا دي جائیگي اور خود تم هی اپنے خوبصورت شہر کے برباد کیے جانے کا باعث هوگے "

(جرمن سلوک و حسن معاملة)

لندن کا تار ہے :

" اسٹرڈم کي خبروں سے واضح هوتا ہے که انٹورپ میں ڈچ سرحد کي طرف ایک اشتہار شائع کیا گیا ہے - اس میں مفرورین جنگ کو شہر میں واپس آجانے کي دعوت دي ہے ' اور یقین دلایا ہے که انکے مال و اسباب کو اس وقت تک کسي قسم کا کوئی نقصان نہیں پہونچایا جائیگا ' جبتک که وہ دشمني سے باز رهینگے - دکاندار خصوصیت کے ساتھه بلائے جا رہے هیں اور انکو یه دهمکي بھي دي گئي ہے که عدم تعمیل کي حالت میں سخت سزا دي جائیگي - اس اشتہار پر شرفاء شہر اور جرمن کمانڈر کے دستخط هیں -

جرمن حکام کا بیان ہے که " ۳٦۵۰۰ بلجین جو تسخیر انٹورپ سے پہلے بھاگ گئے تھے' اب واپس آ گئے هیں" اس سے معلوم هوتا ہے که بہت جلد شہر مکرر آباد هوجائیگا - اور فاتحوں کا سلوک نہایت شریفانه ہے -

ٹائمس کا نامه نگار لکھتا ہے :

" جرمن افسر نہایت خلیق هیں - انکا اخلاق اس قدر وسیع ہے که راهگیروں کے ساتھه بھي شریفانه سلام و کلام سے پیش آتے هیں "

لیکن کیا یه وهي جرمن هیں جو کل تک وحشي ' درندے ' خوفناک ' شیطان سیرت ' اور بے ننگ و ناموس تھے ؟ انکم لفي قول مختلف !

غالباً لندن کے اس تار کے مطابق که "کچھه دنوں تک انٹورپ کي بربادیوں کي داستانوں پر پردہ پڑا رهیگا" ابتک نام نهاد جرمن وحشت کاریوں کی کوئی خبر نہیں آئي ہے !

(انگریزي نقصانات)

سول اینڈ ملیٹري گزٹ کا ایک تار جو ۱۴ کو لندن سے موصول هوا ہے مظہر ہے :

" امارت بحریه کا بیان ہے که انٹورپ کي مدافعت میں انگریزي بحري فوج کا ایک میجر مارا گیا اور چار افسر زخمي هوے - کل ۱۳ زخمی انٹورپ سے " ڈوور" (انگلستان) پہونچ گئے هیں "

مورننگ پوسٹ زخمیوں کي تعداد ۲۰۰ لکھتا ہے اور رقمطراز ہے که ان لوگوں کو بڑي توپوں کے نه پہونچنے کا افسوس ہے - بحري توپیں بھي بہت دیر میں پہونچیں اور چڑھائي نه جاسکیں -

بہرحال انگریزي فوج کا جسقدر بھي نقصان بیان کیا جاتا ہے' یه محض توپوں وغیرہ کي اتفاقي بد نظمي کا نتیجه هوگا - ورنه ایک ایسي هشیار اور عقلمند فوج جو مقابله کی جگهه هٹ آنے کو همیشه ترجیح دیا کرتي ہے' لازمي طور پر همیشه محفوظ هی رهیگي !

بلجین کی کل آبادي کا تخمینه ۷ ملین یعني ۷۰ لاکھه کیا گیا ہے - مفرورین جنگ جو انگلستان یا هوالینڈ پہونچے هیں ' انکي تعداد کا تخمینه ڈیڑہ ملین یعنی ۱۵ لاکھه ہے -

بلجین اور انگریزي مفرورین جنگ جو هوالینڈ گئے هیں انکي تعداد ۲۲۰۰۰ بیان کي جاتي ہے -

Printed And Pul shed by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical Prtg. and Publg. House, 14 Mcleod Street, CALCUTTA.

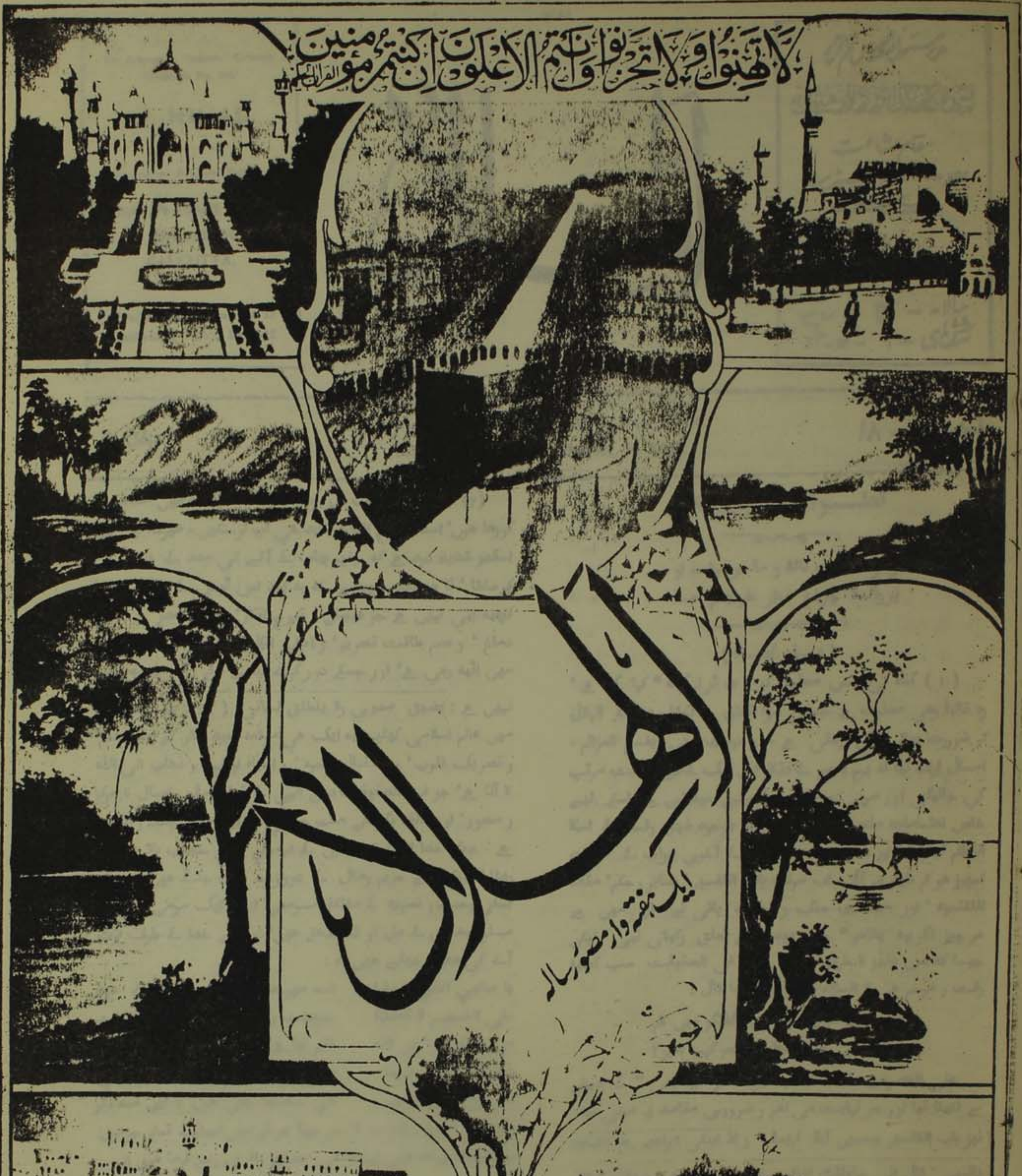
لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم
الہلال
ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

قیمت ۸ - آنہ